مشتاقوں کے لیے

خاتم النبیین ﷺ کے شمائل کی معرفت کے

الشمائل المحمدیہ کی مختصر شرح

تالیف: مروہ محمد البدری

اے اللہ! ہمیں فردوسِ اعلیٰ عطا فرما

مشتاقوں کے لیے

خاتم النبیین ﷺ کے شمائل کی معرفت کے

الشمائل المحمدیہ کی مختصر شرح

تالیف: مروہ محمد البدری

اے اللہ! ہمیں فردوسِ اعلیٰ عطا فرما

بسم الله الرحمن الرحیم

دوسرا ایڈیشن
2025ء

قومی کتب خانہ ڈائریکٹوریٹ میں جمع شدہ نمبر

(2025/3/1736)

کتاب کا عنوان :خاتم النبیین ﷺ کے شمائل کی معرفت کے مشتاقوں کے لیے

مصنفہ :مروہ محمد المتبولی محمد البدری

اشاعتی معلومات :عمان، اردن: دار الخلیج، 2025ء

طبعی تفصیلات: 157 صفحات

درجہ بندی نمبر: 239

موضوعات: اخلاقِ رسول ﷺ، حیاتِ رسول ﷺ، فضائل، سیرتِ نبویہ، علومِ اسلامیہ

ایڈیشن: دوسرا

مصنفہ اپنے مصنف کے مندرجات کی مکمل قانونی ذمہ داری کی حامل ہیں، اور یہ مواد قومی کتب خانہ ڈائریکٹوریٹ یا کسی دیگر سرکاری ادارے کی رائے کی نمائندگی نہیں کرتا۔

ISBN: 978-9923-23-242-2

ترتیب، ڈیزائن، اور طباعت :دار الخلیج للنشر والتوزیع 077935983

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام حقوق محفوظ ہیں

پہلا ایڈیشن

2025ء

اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے
ہیں اس بات سے کہ ہم جانتے
بوجھتے تیرے ساتھ کسی چیز
کو شریک ٹھہرائیں، اور جسے
ہم نہیں جانتے اُس پر تجھ سے
مغفرت طلب کرتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اے اللہ! محمد اور آلِ محمد پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، اور محمد اور آلِ محمد پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو ہی تعریف کے لائق، بزرگی والا ہے۔

اور یقیناً یہ بہت بڑا شرف ہے کہ ہم محبوب محمد ﷺکے بارے میں لکھیں، ان کے شمائل، اوصاف اور اخلاق کا تذکرہ کریں۔ اور یہ ایک خاص لذت اور جنتِ معرفت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے کہ ہم ایسی کتاب پڑھیں جو آپ ﷺ کے بارے میں گفتگو کرتی ہو۔

یا رسول اللہ! ہم آپ کے بے حد احسان مند ہیں۔ آپ ہی نے ہمیں سکھایا کہ دشوار راستوں کو کیسے عبور کیا جاتا ہے اور حسن و جمال کی تعمیر کیسے کی جاتی ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں، یا رسول اللہ، کہ آپ نے رسالت کو بہترین انداز میں پہنچایا۔ اور یہاں آپ کا ذکر ہم اس لیے کرتے ہیں کہ آپ ایک عظیم نعمت ہیں، اور ہمارا رب، جس کی شان بہت بلند ہے، فرماتا ہے:

﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ [الضحى: 11]

﴿اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہنا﴾ [الضحى: 11]

اے سب سے قیمتی نعمت! اللہ نے آپ کے بارے میں سچ فرمایا: "مِنْ أَنْفَسِكُمْ"۔ اور ہم تصور بھی نہیں کرسکتے، یا رسول اللہ، کہ آپ کے زمانے میں آپ کی مجلس میں بیٹھنے، آپ کی گفتگو سننے، اور پوری توجہ، محبت اور دل کی وابستگی کے ساتھ آپ کی طرف متوجہ ہونے سے بڑھ کر ہمارے لیے کوئی گھڑی زیادہ خوشگوار ہوتی۔

اللہ .... اگر وہ بیٹھنا حقیقت میں نصیب ہوجاتا۔

ہم جتنا آپ کو زیادہ جانتے ہیں، اتنا ہی آپ سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ! ہم آپ سے محبت کرتے ہیں، اور آپ کی صحبت سے محرومی کے شوق اور درد کو بیان کرنے کے لیے ہمیں بہت طویل وقت درکار ہے۔

اور جب تک ملاقات نہیں ہوتی، یہ ہماری گواہی ہے کہ اے حبیبِ خدا! آپ نے پیغام پہنچا دیا اور امانت ادا کردی۔ اللہ آپ کو، یا رسول اللہ، مقامِ محمود، وسیلہ اور فضیلت عطا فرمائے جس کی آپ آرزو رکھتے ہیں۔ اور حوض پر آپ سے ملاقات کتنی خوشگوار ہوگی، اے ابوالقاسم! آپ پر بہترین درود اور کامل ترین سلام ہو۔

اہداء

اس چراغِ روشن کی بارگاہ میں۔

محبوبِ محمد ﷺ کی خدمت میں۔

رحمتِ مہداۃ کے حضور۔
اس ہستی کی نذر جس کی محبت ہمارے دلوں میں بسی ہوئی ہے۔
اس کے نام جس نے میری شدید آزمائش کے وقت خواب میں آکر مجھے نوازا۔
اس کے نام جس نے میرے کان میں سلام کی سرگوشی کی، جب شفا کے تمام راستے بند ہوگئے تھے اور آزمائش طویل ہوگئی تھی۔
اس کے نام جو اس فقیر اور کمزور امت کے پاس آیا، اسے تسلی دینے کے لیے، جب درد حد سے بڑھ گئے اور تکلیف برداشت سے باہر ہوگئی۔

پس وہ رات، شفا کی رات بن گئی، راحت کی رات بن گئی، سعادت کی ابتدا بن گئی، اور اے رسول اللہ! آپ سے تعلق کی ابتدا بن گئی۔

پس اے حبیبِ خدا! اللہ آپ کو میری طرف سے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔

یا رسول اللہ! ہم آپ سے بہت محبت کرتے ہیں، اور ہماری پوری امید اور آرزو یہ ہے کہ ذو الجلال والاکرام ہمیں فردوسِ اعلیٰ میں آپ کی رفاقت عطا فرمائے۔

یا رسول اللہ! ہم اپنے عہد پر قائم ہیں، اے سید المرسلین۔ ایک مضبوط روح اور کمزور جسم کے ساتھ۔

ہم برسوں تک آپ کے پیچھے چلتے رہیں گے، بغیر لوٹے، چاہے کچھ بھی ہوجائے۔

اور اللہ ہی مددگار ہے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی طاقت ہے نہ کوئی قوت۔

اللہ کی محتاج۔

مروہ البدری

اہداء

میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر بجا لاتی ہوں، جس نے اپنے فضل و کرم سے ہدایت دی، توفیق عطا فرمائی، آسانی پیدا کی، نعمتوں سے نوازا اور اس کام کی تکمیل میں مدد فرمائی، حالانکہ نہ میری کوئی سابقہ نیکی تھی اور نہ کوئی قوت۔

اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے مطابق: "جس نے لوگوں کا شکر ادا نہ کیا، اس نے اللہ کا شکر ادا نہ کیا"، سب لوگوں سے پہلے میں یہ کام اپنے محبوب شوہر حاج طارق کے نام کرتی ہوں، اور اپنے والد اور والدہ کے نام، جو میرے لیے باعثِ راحت ہیں:

﴿وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ [الإسراء:24]

﴿اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی اُن (کے حال) پر رحمت فرما﴾ [الإسراء:24]

اے اللہ! اس عمل کو ان دونوں کے لیے صدقۂ جاریہ بنا دے۔

اور اپنے بچوں: منة الله، اسلام، اور محمد کے نام، اللہ انہیں میرے لیے بابرکت بنائے۔ اے اللہ! انہیں ان لوگوں میں شامل فرما جن پر رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن امتوں کے سامنے فخر فرمائیں، اور تمام مسلمانوں کی اولاد کو بھی۔

اور اپنی محبوب بہن جہاد ہارونتی کے نام، جو سنت کے پھیلاؤ اور رسول اللہ ﷺ کے شمائل کی نشر و اشاعت میں میری رفیقہ رہیں، اور اپنے بھائیوں بلال اور عمر کے نام، اللہ انہیں برکت عطا فرمائے۔

اور اپنی محبوبہ سماح کے نام، جو شمائلِ محمدیہ کی رفیقہ ہیں، اور اپنی ہم سفر اور اس راہ میں میری مددگار منار کے نام۔ اور خاص طور پر اس کتاب کے خیال پیش کرنے والی بہن کا شکریہ ادا کرتی ہوں، اللہ ان سے راضی ہو۔ اور اس بہن کا بھی، جس نے اسے لکھا اور جمع کیا، اللہ اسے بہترین جزا عطا فرمائے۔ اور ان تمام بہنوں کا بھی، جو مختلف عرب اور غیر عرب ممالک سے جمع ہوئیں اور اس کی نشر و اشاعت میں مددگار بنیں تاکہ رسول اللہ ﷺ کو خوش کریں۔ اللہ انہیں میری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔

اور شیخ محمد خیری، شیخ حازم شومان، اور شیخ حسن الحسینی کے نام، جو اللہ کے فضل کے بعد اس خیر کے دروازے کے کھلنے کا سب سے بڑا سبب بنے۔ اللہ انہیں میری طرف سے اور اسلام کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے، اور ہم سب کو بغیر حساب اور عذاب کے فردوسِ اعلیٰ میں جمع فرمائے۔

اور میں یہ کتاب رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والوں، رسول اللہ ﷺ کی سنت سے محبت رکھنے والوں، اور پوری امتِ محمد ﷺ کے نام کرتی ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اور درود و سلام ہمارے محبوب اور ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک محمد ﷺ پر، اور آپ کی آل، صحابہ، اور ان سب پر جو قیامت کے دن تک احسان کے ساتھ ان کی پیروی کرتے رہیں۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ کی کتاب شمائلِ محمدیہ کا مطالعہ اور اس میں غور و فکر کرنے کے بعد، اور یہ واضح ہونے کے بعد کہ کتابِ شمائل کے بعض فصیح عربی الفاظ عام مسلمانوں کے لیے دشوار ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی کہ ہم نبی ﷺ کے شمائل سے متعلق احادیث کے معانی اور فوائد کو ایک آسان اور مفید انداز میں جمع کریں، تاکہ علم کے طالب اور عام مسلمان شمائل کی احادیث کے معانی میں طویل تلاش سے بے نیاز ہوجائیں۔

اور اس لیے بھی کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت اور آپ کی سنت کا احیاء ایک ایسی عبادت ہے جس کی جستجو ہر مسلمان پر لازم ہے اور جس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

اور یہ عبادت آپ ﷺ کی معرفت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی، کیونکہ انسان کسی شخصیت سے اس وقت تک محبت نہیں کرسکتا جب تک وہ اس کے اوصاف، اخلاق اور شمائل کو نہ جان لے۔

بعض علماء نے فرمایا ہے: جو شخص اپنے نبی ﷺ کے شمائل کو نہ جانے وہ کوتاہی کرنے والا ہے۔ اور یہ معرفت صرف علماء کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر اس مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص رکھتے ہوں۔

اسی لیے، جب اللہ تعالیٰ نے ہم پر امام ترمذی رحمہ اللہ کی شمائلِ محمدیہ کے مطالعے کا انعام فرمایا، اور اس کے ذریعے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی محبت اور آپ سے تعلق کے ایسے احساسات عطا فرمائے جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا، اور آپ کی سنت سے ایسا تعلق عطا فرمایا جو پہلے دل میں نہ تھا، تو ہم نے چاہا کہ پوری دنیا کو قریب سے یہ بتایا جائے کہ نبیِ رحمت محمد ﷺ کون ہیں۔ بلکہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اس کتاب کے ذریعے لاکھوں لوگ ہدایت پائیں، اور یہ غیر مسلموں کے اسلام کی طرف ہدایت پانے کا سبب بنے، تاکہ قیامت کے دن حوض پر رسول اللہ ﷺ ہم سے خوش ہوں۔

شمائلِ محمدیہ ہمیں ہمارے نبی محمد ﷺ سے متعارف کراتی ہے اور آپ ﷺ کے طرزِ زندگی کو واضح کرتی ہے، جس کے نتیجے میں رسول اللہ ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ سے ملاقات کی خواہش، آپ کی سنت کے احیاء، پھر اس کی نشر و اشاعت اور مسلمانوں کو اس کی طرف رہنمائی کا مقام حاصل ہوتا ہے، اس امید کے ساتھ کہ اللہ کے اذن سے فردوسِ اعلیٰ میں آپ ﷺ کی قربت نصیب ہو۔ اور اللہ ہی مددگار ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

""مَنْ أَحْيى سُنَّتي فَقَدْ أَحَبَّني، وَمَنْ أَحَبَّني كانَ مَعي في الجَنَّة". [أخرجه الترمذي].

جس نے میری سنت کو زندہ کیا، اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا". [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کتاب کا عربی زبان سے کئی زبانوں میں ترجمہ کیا جاچکا ہے، جن میں: انگریزی، جرمن، فرانسیسی اور ڈچ زبانیں شامل ہیں۔

اس کتاب میں کام کا طریقہ:

1. اس مختصر کتاب میں ہم نے امام ترمذی رحمہ اللہ کی کتاب شمائلِ محمدیہ سے زیادہ تر صحیح احادیث جمع کی ہیں، اور ان کی آسان شرح پیش کی ہے۔ چنانچہ ہم نے وہ احادیث باقی رکھی ہیں جو زیادہ معانی پر مشتمل تھیں، اور ان احادیث کو ذکر نہیں کیا جن میں وہی معانی مکرر تھے۔
2. بہت زیادہ ضعیف احادیث اور بعض صحیح احادیث کو بھی حذف کردیا گیا ہے تاکہ قاری پر طوالت نہ ہو، اور ایسے تکرار سے بچا جائے جو ایک ہی معنی ادا کرتا ہو۔
3. اختصار کی خاطر سندیں حذف کردی گئی ہیں ۔
4. احادیث کی مختصر تخریج شامل کی گئی ہے۔
5. مشکل الفاظ کی وضاحت اور دشوار معانی کی شرح کی گئی ہے۔
6. جہاں اللہ نے توفیق دی وہاں حدیث سے حاصل ہونے والا ایک فائدہ ذکر کیا گیا ہے، اور اگر حدیث سے کوئی سنت مستنبط ہوئی ہے تو سنت کا احیاء کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔
7. اکثر ابواب کے آخر میں نبی ﷺ سے متعلق ایک ومضہ یا مختصر خاطرہ شامل کیا گیا ہے۔
8. فائدے کی تکمیل کے لیے ان شاء اللہ کتاب کے آخر میں ہمارے نبی محمد ﷺ پر درود و سلام کے فضائل کا ایک باب اور نبی ﷺ پر درود کی مختلف صیغوں کا ایک باب بھی شامل کیا گیا ہے۔

اے اللہ! اسے نفع دینے والا علم، مقبول نیک عمل، اور قیامت تک باقی رہنے والا کام بنا دے، اور اسے ہمارے لیے اپنے پاس ایسا ذخیرہ بنا جس سے تیرے نبی اور خلیل محمد ﷺ خوش ہوں۔ آپ پر کامل ترین درود و سلام ہو۔

میں آپ سے محبت کرتا ہوں، یا رسول اللہ، کیا آپ قبول فرمائیں گے؟

سچ یہ ہے کہ نہ میں نے آپ کے چہرۂ انور کا نور دیکھا، نہ آپ کی آواز کی مٹھاس سنی۔

نہ کبھی آپ کے قافلے میں تلوار اٹھائی،
نہ اُحد میں جنگ کی، اور نہ بدر میں کفار کے سرداروں کو قتل کیا۔

نہ کسی دن ہجرت کی، اور نہ میں انصار میں سے تھا۔

لیکن اے نبیِ خدا! اللہ کی قسم، میں نے آپ سے محبت کی ہے۔ میرے دل میں محبت کی آگ طوفان کی مانند بھڑکتی ہے۔

میرے محبوب، یا رسول اللہ! کیا آپ قبول فرمائیں گے؟

اور میرے دل میں ہمیشہ کچھ حیرت رہتی ہے۔

میں صحابۂ کرام اور برگزیدہ لوگوں کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتا ہوں؟

میں وہ انس نہیں تھا جس نے آپ کی خدمت کی،
نہ وہ عمر جو آپ کے مددگار بنے،
اور نہ وہ ابوبکر جو آپ کی تصدیق میں کامل تھے۔

نہ میں حمزہ تھا، نہ عمرو، نہ خالد۔

نہ کبھی میں نے کوئی جھنڈا اٹھایا۔ اور میرا اسلام تو مجھے اپنے والد سے بطورِ شرف ملا۔

میں تو ایک ایسا بچہ ہوں جو آپ کی محبت میں اپنی ناکامیوں کو چھپاتا ہے۔

لیکن اے نبیِ خدا!

میرا نفس اللہ کی محبت اور آپ کی محبت، یا رسول اللہ، کے لیے بے قرار رہتا ہے۔

شمائلِ محمدیہ کا تعارف

اللہ ان محبت کرنے والے اور مشتاق دلوں کو زندہ رکھے جو نبی محمد ﷺ کے شمائل کی معرفت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

نبی ﷺ کے شمائل پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، لیکن ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی کی کتاب "الشمائل المحمدية" ان بہترین کتابوں میں سے ہے جنہوں نے شمائل سے متعلق احادیث کو جمع کیا، اور اللہ نے اسے ایسی قبولیت عطا فرمائی کہ وہ آج تک معروف اور باقی ہے۔

شمائلِ محمدیہ کا کیا معنی ہے؟

شمائلِ محمدیہ اسلامی علوم میں سے ایک علم ہے، جو نبیِ خدا محمد بن عبد اللہ ﷺ کی ذاتی اور شخصی جہات کے بیان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں آپ ﷺ کے ظاہری اور باطنی اوصاف شامل ہیں۔

شمائل سے مراد وہ عادات، اوصاف اور طبائع ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ ممتاز تھے، خواہ وہ آپ کی ظاہری ساخت سے متعلق ہوں، جیسے: شکل، رنگ، ہیئت، ظاہری انداز، چال؛ یا آپ کے اخلاق سے متعلق ہوں، جیسے: آپ کی صفات، اخلاق اور آداب، مثلاً سخاوت، بردباری، شجاعت اور حسنِ اخلاق۔

امام ترمذی کی کتابِ شمائل میں رسول اللہ ﷺ کے بال سنوارنے، لباس، کھانے، پینے، برتن اور ذاتی استعمال کی چیزوں، جیسے نعل، انگوٹھی، عمامہ، ازار، بستر، تلوار اور زرہ کا بھی ذکر ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے بیٹھنے کے انداز، چال، عبادت کی تفصیلات، وفات، اور خواب میں آپ ﷺ کی زیارت تک کا بیان موجود ہے، تاکہ آپ ﷺ کی معرفت حاصل ہو، اور عمل، سلوک اور ہدایت میں آپ کی پیروی کی جاسکے۔

آپ ﷺ کا نسب یہ ہے: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ، اور آپ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

ہمیں شمائلِ محمدیہ کو کیوں جاننا چاہیے؟ اس لیے کہ یہ کامل معرفت ہمیں رسول اللہ ﷺ کی محبت اور حسنِ اتباع تک پہنچائے گی، کیونکہ انسان کسی شخصیت سے اس وقت تک شوق کے ساتھ محبت اور اس کی پیروی نہیں کرسکتا جب تک اسے اچھی طرح نہ جان لے۔

شمائلِ محمدیہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کا ایسا مکمل وصف بیان کرتی ہے گویا ہم آپ ﷺ کو دیکھ رہے ہوں۔ اور آپ ﷺ کے اوصاف کی یہ معرفت ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے تعلق میں بہت بڑا فرق پیدا کرے گی۔

"عن أنس بن مالك أنَّ رَجُلًا مِن أهْلِ البَادِيَةِ أتَى النَّبيَّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم فَقالَ: يا رَسولَ اللَّهِ، مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ؟ قالَ: ويْلَكَ! وما أعْدَدْتَ لَهَا؟ قالَ: ما أعْدَدْتُ لَهَا إلَّا أنِّي أُحِبُّ اللَّهَ ورَسولَهُ، قالَ: إنَّكَ مع مَن أحْبَبْتَ". [أخرجه البخاري]

"انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا:

میں نے اس کے لیے کوئی زیادہ تیاری نہیں کی، مگر میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے محبت کرتے ہو"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

پس یہ کتنی عظیم بشارت ہے، جو انسان کو اطاعت میں سرگرم کرتی ہے، اس امید میں کہ اسے حبیب ﷺ کے ساتھ اٹھایا جائے اور فردوسِ اعلیٰ میں آپ کی رفاقت نصیب ہو۔

تو کیا ہمارے دلوں میں اتنی محبت موجود ہے کہ ہم جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت حاصل کرسکیں؟

یہ کتاب اس بات کا ایک موقع ہے کہ ہم اللہ کے لیے اور پھر رسول اللہ ﷺ کے لیے محبت کی تجدید کریں، اور آپ ﷺ کو زیادہ جاننے کی کوشش کریں تاکہ آپ کی اطاعت کریں اور آپ کی سنت کی پیروی کریں۔

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [آل عمران: 31]

﴿(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے﴾ [آل عمران: 31]

اگر لوگ انہیں جان لیتے تو ان سے محبت کرنے لگتے

رسول اللہ ﷺ کو اچھی طرح جاننا ضروری ہے تاکہ ہم محبت کے ساتھ آپ کی پیروی کرسکیں۔

شمائلِ محمدیہ کی معرفت ہر مسلمان کے لیے ایک موقع ہے، شاید اللہ تعالیٰ اس کے لیے دروازے کھول دے، اور سچی نیت اور حسنِ اتباع کے سبب اسے فردوسِ اعلیٰ میں نبی محمد ﷺ کی قربت اور خواب میں آپ ﷺ کی زیارت نصیب فرمائے۔

ومضہ

نبی ﷺ پر درود کا خزانہ

نبی ﷺ پر درود و سلام ایک عظیم غنیمت ہے، جس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اگر تم اس کے عادی ہوجاؤ تو تمہارا دل رسول اللہ ﷺ سے زیادہ وابستہ ہوجائے گا، اور تم ان لوگوں میں شامل ہوجاؤ گے جو قیامت کے دن آپ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہوں گے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَولَى النَّاسِ بي يومَ القيامَةِ أكثَرُهم علَيَّ صلاةً". [أخرجه الترمذي].

"قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتے ہوں گے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

اور اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی بات سنو، جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

"إني أكثر الصلاة عليك فكم أجعل لك من صلاتي، فقال: ما شئت، قال: قلت: الرُّبع؟ قال: ما شئت، فإن زدت فهو خير لك، قلت: النِّصف؟ قال: ما شئت فإن زدت فهو خير لك، قال: قلت فالثُّلثين؟ قال: ما شئت فإن زدت فهو خير لك، قلت أجعل لك صلاتي كلها؟ قال : إذن تُكفى هَمّك ويُغفَر لك ذَنبُك".[أخرجه الترمذي].

"میں آپ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں، تو میں اپنی دعا میں سے کتنا حصہ آپ پر درود کے لیے مقرر کروں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "جتنا چاہو۔" انہوں نے عرض کیا: ایک چوتھائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جتنا چاہو، اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔" انہوں نے عرض کیا: آدھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جتنا چاہو، اور اگر زیادہ کرو تو بہتر ہے۔" انہوں نے عرض کیا: دو تہائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جتنا چاہو، اور اگر زیادہ کرو تو بہتر ہے۔" انہوں نے عرض کیا: کیا میں اپنی پوری دعا ہی آپ پر درود کے لیے مقرر کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تب تمہاری فکریں دور کردی جائیں گی اور تمہارے گناہ بخش دیے جائیں گے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

"میں اپنی دعا میں سے کتنا حصہ آپ کے لیے مقرر کروں" یعنی اپنی ذاتی دعا کے بجائے کتنا حصہ آپ ﷺ پر درود کے لیے مخصوص کروں۔

لغت میں "صــلاۃ" دعا کے معنی میں آتی ہے۔ شـیخ الاسـلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انسـان کی اپنی دعائیں ہوتی ہیں، پھر اگر وہ اپنی دعا کی جگہ نبی ﷺ پر درود کو اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا و آخرت کے معاملات کے لیے کافی ہوجاتا ہے، کیونکہ جب بھی وہ ایک مرتبہ نبی ﷺ پر درود بھیجتا ہے، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اور اگر وہ عام مومنین کے لیے دعا کرے تو فرشـتے کہتے ہیں: آمین، اور تمہارے لیے بھی اسـی جیسا اجر ہو۔ لہٰذا نبی ﷺ کے لیے دعا اس سے کہیں زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

اور "میں اپنی پوری دعا آپ پر درود کے لیے مقرر کردوں" کا یہ معنی بھی ہوسـکتا ہے کہ جب بھی میں اپنے لیے دعا کروں تو آپ ﷺ پر درود بھیجوں۔

اور غور کرو کہ اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہوا ہوگا، جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

"إنَّ اللهَ قد أمَرَني أنْ أُقْرِئَك القرآنَ، فقال له أُبيّ: آللهُ سَمَّاني لك؟ قال: نعَمْ، فجعَلَ يبْكي".[أخرجه البخاري].

"اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن سـناؤں۔" اُبیّ نے عرض کیا: کیا اللہ نے میرا نام لے کر آپ سے فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔" تو وہ رونے لگے"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اُبیّ رضی اللہ عنہ کو ثابت قدم رکھا۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کون سا راز تھا جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ عظیم نعمت عطا فرمائی۔

اگر ہم اُبیّ رضـی اللہ عنہ کی سـیرت میں غور کریں تو انہیں وحی سـے خاص تعلق رکھنے والا پائیں گے، لیکن ایک اور بات بھی تھی: وہ رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجا کرتے تھے۔ شاید وہ خاص مقام جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا، اس کی ایک وجہ وہ کثرتِ درود تھی جسے اُبیّ رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے لازم کرلیا تھا۔

پس جب اُبیّ رضـی اللہ عنہ نے رسـول اللہ ﷺ کے ذکر کو کثرت سـے اختیار کیا تو ان کا مقام بلند ہوگیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے سامنے ان کا نام لیا۔ اور جو شخص بلند ہستی سے وابستہ ہوجائے، وہ بھی بلند ہوجاتا ہے۔ اور اللہ بہتر جانتا ہے۔

نبی ﷺ نے اپنی امت کو یہ رہنمائی دی کہ وہ آپ کی تعریف میں حد سے نہ بڑھیں، اور آپ کو اس مقام سے بلند نہ کریں جس پر اللہ نے آپ کو رکھا ہے، جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا، یہاں تک کہ انہوں نے انہیں اللہ کا بیٹا قرار دے دیا، جبکہ اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَا تُطْرُونِي كما أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ؛ فإنَّما أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولوا: عبدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ ". [أخرجه البخاري].

"میری تعریف میں اس طرح حد سے نہ بڑھو جیسے نصاریٰ نے ابنِ مریم کی تعریف میں غلو کیا، کیونکہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں، پس کہو: اللہ کا بندہ اور اس کا رسول"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

شـــمائلِ محمدیہ کی معرفت اس لیے آئی ہے کہ وہ حبیب ﷺ کے حق میں ہماری کوتاہی کی تلافی کرے۔ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو ہم اسلام کو نہ جانتے، اور نہ ہی جاہلیت کی تاریکیوں سے نکل پاتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

اے اللہ! محمد اور آلِ محمد پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی۔

اور محمد اور آلِ محمد پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو تعریف کے لائق، بزرگی والا ہے ایسی دائمی نماز و رحمت، جو ہمیشہ ہمیشہ رہے، جتنی بار تیرا ذکر کرنے والوں نے تیرا ذکر کیا، اور جتنی بار غافل لوگ تیرے ذکر سے غافل رہے۔

طالبِ علم کو خوش آمدید

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"أتيتُ رسولَ اللهِ ﷺ وهو مُتَّكِئٌ في المسجدِ علي بُرْدٍ لهُ أحمرَ فقلتُ لهُ يا رسولَ اللهِ إني جئتُ أطلبُ العِلْمَ فقال : مرحبًا بطالبِ العِلْمِ إنَّ طالبَ العِلْمِ لتحُفَّهُ الملائكةُ وتَظُلَّهُ بأجنحتِها ثم يركبُ بعضُهم بعضًا حتى يبلغوا السماءَ الدنيا من حُبِّهِمْ لما يطلبُ". [صححه الألباني] .

"میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس حال میں کہ آپ ﷺ مسجد میں اپنی ایک سرخ چادر پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں علم حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: طالبِ علم کو خوش آمدید۔ بے شک طالبِ علم کو فرشتے اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں، اور اپنے پروں سے اس پر سایہ کرتے ہیں، پھر وہ ایک دوسرے کے اوپر جمع ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں، اس محبت کی وجہ سے جو انہیں اس چیز سے ہوتی ہے جس کی طلب میں وہ نکلا ہے"۔ [اسے البانی نے صحیح قرار دیا ہے]۔

شمائلِ محمدیہ کے مطالعے کی نیتیں

اس کتاب کو پڑھتے ہوئے اپنی نیت کی تجدید کرو اور ان احساسات کو اپنے دل میں زندہ رکھو، کیونکہ مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بڑھ کر ہوتی ہے:

1. اس کتاب کو اس نیت سے پڑھوں کہ نبیِ رحمت ﷺ کی معرفت حاصل ہو اور رسول اللہ ﷺ کے لیے اپنے شوق اور محبت کی تجدید کروں، تاکہ آپ کی محبت اور اس جنت میں آپ کی رفاقت نصیب ہو جس کی چھت عرشِ رحمن ہے۔
2. شاید اللہ مجھے حسنِ اتباع اور محبوبِ مصطفیٰ ﷺ کی اقتداء کی توفیق اور مدد عطا فرمائے۔
3. طلبِ علم، شریعت اور سنت سیکھنے کی نیت سے۔
4. اس نیت سے کہ رسول اللہ ﷺ کو خوش کروں اور آپ کی معرفت حاصل کرکے اور آپ کی سنت کی پیروی کرکے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کروں۔
5. شاید اللہ مجھے آپ ﷺ کی ایسی خوشخبری دینے والی رؤیا نصیب فرمائے جس میں آپ ﷺ مجھ سے راضی ہوں، مجھے بشارت دیں، تسلی دیں، ثابت قدم رکھیں اور میرے چہرے کی طرف مسکرا کر دیکھیں۔
6. شاید اللہ مجھے اس امت میں محمد ﷺ کے ذکر کو بلند کرنے اور آپ کی سنت کے احیاء کے لیے استعمال فرمائے۔
7. شاید اللہ میرے لیے علم، سنت پر عمل، اور مسلمانوں کو اس کی تعلیم دینے کے دروازے کھول دے۔
8. اس نیت سے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی سنت سیکھوں، اسے پھیلاؤں اور دعوت کے طور پر لوگوں تک پہنچاؤں۔
9. اس نیت سے کہ میں سنت والا بنوں۔
10. اسلام کے دین کی نصرت اور اللہ اور اس کے رسول کے دفاع کی نیت سے۔
11. اس نیت سے کہ رسول اللہ ﷺ کی معرفت میرے لیے فردوسِ اعلیٰ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے جوار کا مہر بن جائے۔
12. شاید اللہ میری زبان کو رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود و سلام بھیجنے کے لیے کھول دے۔

1. رسول اللہ ﷺ کے ظاہری اوصاف کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات

1. "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قال : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ، لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ ، وَلاَ بِالْقَصِيرِ ، وَلاَ بِالأَبْيَضِ الأَمْهَقِ ، وَلاَ بِالآدَمِ، وَلاَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ ، وَلاَ بِالسَّبْطِ ، بَعَثَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً ، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ ، وَتَوَفَّاهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً ، وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ ﷺ". [أخرجه البخاري ومسلم].

1. "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نہ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قامت، نہ بہت زیادہ سفید تھے اور نہ گہری سانولی رنگت والے، نہ آپ کے بال بہت گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس برس کی عمر میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے مکہ میں دس سال قیام فرمایا اور مدینہ میں دس سال، اور اللہ تعالیٰ نے ساٹھ برس کی عمر میں آپ کو وفات دی، جبکہ آپ کے سر اور داڑھی میں بیس سفید بال بھی نہ تھے ﷺ"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- بہت زیادہ سفید: ایسی سفیدی جو حد سے بڑھی ہوئی ہو۔

- گہری سانولی رنگت: بہت زیادہ سانولا رنگ۔

- بہت گھنگریالے بال: بہت زیادہ بل کھانے والے بال، جیسے حبشہ والوں کے بال ہوتے ہیں۔

- بالکل سیدھے بال: سیدھے اور لٹکے ہوئے بال۔

یہ ہمارے آقا محمد ﷺ کا وہ وصف ہے جو صحابیِ رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا، جو رسول اللہ ﷺ کے خادم تھے اور صحابۂ کرام میں آپ کے نہایت قریب تھے، کیونکہ وہ خدمت کے لیے ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے۔

آپ ﷺ نہ بہت زیادہ سفید تھے اور نہ بہت زیادہ سانولے، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل رنگت رکھتے تھے، بلکہ آپ کی سفیدی میں سرخی کی آمیزش تھی، اور آپ کے بال بھی گھنگریالے اور سیدھے بالوں کے درمیان معتدل تھے۔

2. "عنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنه ، قال : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ، رَجُلًا مَرْبُوعًا ، بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ، عَظِيمَ الْجُمَّةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ ، عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ ، مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ". [أخرجه مسلم].

2. "حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ درمیانی قامت کے تھے، دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ کشادہ تھا، اور آپ کے بال کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ آپ نے سرخ حُلّہ پہن رکھا تھا۔ میں نے کبھی آپ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- درمیانی قامت: معتدل قد و قامت۔

- کندھے: پشت کے اوپری حصے، اور یہ کشادہ سینے کی علامت ہے۔

- سرخ حلہ: دو کپڑوں پر مشتمل لباس جس میں سرخی مائل دھاریاں ہوں۔۔

- **فائدہ:**

(اور آپ ﷺ کے بالوں کی لمبائی کے بارے میں ایک اور وصف بھی وارد ہوا ہے)، وہ یہ ہے:

- لِمّہ: ایسے بال جو بڑھ کر کندھوں تک پہنچ جائیں اور انہیں ڈھانپ لیں، اور یہ جُمّہ سے زیادہ لمبے ہوتے ہیں۔
- وَفرہ: ایسے بال جو کانوں کی لو تک پہنچ جائیں۔

یہ وہ اوصاف ہیں جو مختلف اوقات اور حالات میں رسول اللہ ﷺ کے بالوں کی لمبائی کے بارے میں وارد ہوئے ہیں۔

بالوں کی لمبائی کے وصف میں اختلاف، رسول اللہ ﷺ کو مختلف اوقات میں دیکھنے کی وجہ سے تھا۔

- سرخ حُلّہ: اوپر اور نیچے کے دو کپڑوں پر مشتمل لباس، جس میں سرخی مائل دھاریاں تھیں۔ جو اوپر اور نیچے دونوں حصوں کو ڈھانپتا ہو، اور ردا (اوپر کا لباس) اور ازار (نیچے کا لباس) دونوں کے مجموعے کو حُلّہ کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا حُلّہ مکمل سرخ نہ تھا بلکہ اس میں سیاہ دھاریاں تھیں، کیونکہ مردوں کے لیے خالص سرخ لباس پہننے سے منع کیا گیا ہے۔

3 . "عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ، قَالَ : مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، لَهُ شَعَرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ ، بَعِيدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ، لَمْ يَكُنْ بِالْقَصِيرِ ، وَلَا بِالطَّوِيلِ". [أخرجه مسلم]

3. "حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کسی لمبے بالوں والے شخص کو سرخ حُلّہ میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ آپ کے بال کندھوں تک پہنچتے تھے، دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ کشادہ تھا، اور آپ نہ پست قامت تھے اور نہ بہت زیادہ لمبے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

یہاں جب حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ کے بال لِمّہ تھے، یعنی آپ ﷺ کے بال کندھوں تک پہنچ کر انہیں ڈھانپ رہے تھے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے اس وصف میں ہمارے نبی محمد ﷺ کے حسن اور آپ کے خَلقِ مبارک کی خوبصورتی کو بیان کیا ہے؛ آپ کے بال کندھوں اور پشت کے اوپری حصے تک پہنچتے تھے، اور آپ ﷺ کشادہ کندھوں والے اور معتدل قامت تھے۔

- **فائدہ:**

رسول اللہ ﷺ کے بالوں کی لمبائی کے اوصاف مختلف اوقات اور حالات کے اعتبار سے مختلف آئے ہیں جن میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم نے آپ کو دیکھا۔

4. "عَنْ عَلِيّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه، قَالَ : لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ بِالطَّوِيلِ ، وَلا بِالْقَصِيرِ ، شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، ضَخْمُ الرَّأْسِ، ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ، طَوِيلُ الْمَسْرُبَةِ ،إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا ، كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ ، لَمْ أَرَ قَبْلَهُ ، وَلا بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، ﷺ".[أخرجه أحمد والترمذي].

4. "حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نہ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قامت، آپ کے ہاتھ اور پاؤں مضبوط اور بھرے ہوئے تھے، سر مبارک بڑا تھا، جوڑ اور اعضاء مضبوط تھے، سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی۔ جب آپ چلتے تو آگے کی طرف جھک کر چلتے، گویا کسی بلند جگہ سے اتر رہے ہوں۔ میں نے نہ آپ سے پہلے آپ جیسا کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد ﷺ"۔ [اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- مضبوط اور بھرے ہوئے ہاتھ اور پاؤں: ہاتھ اور پاؤں مضبوط اور بھرے ہوئے ہونا، اور یہ مرد کے لیے خوبی کی علامت ہے۔

- بڑا سر: بڑا سر، مگر تمام اعضاء کے تناسب کے ساتھ۔

- مضبوط جوڑ اور اعضاء: بڑے اور مضبوط اعضاء، مگر باہمی تناسب کے ساتھ۔

- سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر: باریک بالوں کی وہ لکیر جو سینے سے ناف تک ہو۔

- آگے کی طرف جھک کر چلتے: آگے کی طرف مائل ہو کر چلنا۔

- گویا کسی بلند جگہ سے اتر رہے ہوں: یعنی آپ ﷺ تیزی سے چلتے تھے اور جسم مبارک میں آگے کی طرف ہلکا سا میلان ہوتا تھا۔

یہاں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

میں نے نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد آپ جیسا کسی کو دیکھا۔ اور جس کسی نے بھی رسول الله محمد ﷺ کو دیکھا، وہ آپ کے حسنِ خَلق اور حسنِ خُلق سے متاثر ہوا۔

5. "عن جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ رَضِيَ الله عَنْهَ، قال : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ضَلِيعَ الْفَمِ، أَشْكَلَ الْعَيْنِ، مَنْهُوسَ الْعَقِبِ. قَالَ شُعْبَةُ : قُلْتُ لِسِمَاكٍ: مَا ضَلِيعُ الْفَمِ ؟ قَالَ :عَظِيمُ الْفَمِ. قُلْتُ : مَا أَشْكَلُ الْعَيْنِ ؟قَالَ : طَوِيلُ شِقِّ الْعَيْنِ. قُلْتُ : مَا مَنْهُوسُ الْعَقِبِ ؟ قَالَ: قَلِيلُ لَحْمِ الْعَقِبِ".[أخرجه مسلم].

5. "حضرت جابر بن سمرہ رضی الله عنه فرماتے ہیں: رسول الله ﷺ کشادہ دہن تھے، آنکھیں لمبی شگاف والی تھیں، اور ایڑی پر کم گوشت تھا۔ شعبہ کہتے ہیں: میں نے سماک سے پوچھا: کشادہ دہن کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا: بڑا منہ۔ میں نے پوچھا: لمبی شگاف والی آنکھوں کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا: آنکھ کا شگاف لمبا ہونا۔ میں نے پوچھا: ایڑی پر کم گوشت ہونے کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا: ایڑی پر گوشت کم ہونا"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

پس آپ ﷺ بڑا منہ رکھتے تھے، آنکھوں کا شگاف لمبا تھا، پلکیں لمبی تھیں، اور یہ خوبصورتی کی علامات میں سے تھا۔ آپ کی ایڑی پر گوشت کم تھا۔ (ایڑی سے مراد پاؤں کے پچھلے حصے کی ہڈی ہے۔)

6. "عنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهِ عَنْهَ، قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ، فِي لَيْلَةٍ إِضْحِيَانٍ ، وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِ وَإِلَى الْقَمَرِ ، فَلَهُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ".[أخرجه الترمذي].

6. "حضرت جابر بن سمرہ رضی الله عنه فرماتے ہیں: میں نے رسول الله ﷺ کو ایک چاندنی رات میں دیکھا جبکہ آپ نے سرخ حُلّہ پہن رکھا تھا۔ میں کبھی آپ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو، پس میرے نزدیک آپ چاند سے زیادہ حسین تھے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- چاندنی رات: ایسی رات جس میں چاند خوب روشن ہو۔

یہ روایت رسول الله ﷺ کے حسن و جمال کے بیان میں وارد ہوئی ہے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی الله عنه فرماتے ہیں کہ جب وہ آپ ﷺ کو اور چاند کو دیکھتے تو آپ ﷺ ان کے نزدیک چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوتے۔

7. "سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ الله عَنْهَ : أَكَانَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِثْلَ السَّيْفِ ؟ قَالَ : لا ، بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ". [أخرجه البخاري].

7. "ایک شخص نے حضرت براء بن عازب رضی الله عنه سے پوچھا: کیا رسول الله ﷺ کا چہرۂ مبارک تلوار کی مانند تھا؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، بلکہ چاند کی مانند تھا"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

جب اس شخص نے نبی ﷺ کے وصف کے بارے میں پوچھا کہ کیا آپ کا چہرہ تلوار کی مانند تھا، تو اس کی مراد لمبائی اور چمک تھی، اور یہ عربوں کے محاورات میں سے ہے۔ پس حضرت براء بن عازب رضی الله عنه نے اس ہستی کے بارے میں، جس کے قدموں نے زمین کو سب سے بہتر بنایا، فرمایا کہ آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک چاند کی مانند تھا۔

8 . "عنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ الله عَنْهَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ، قَالَ: عُرِضَ عَلَيَّ الأَنْبِيَاءُ ، فَإِذَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ ، وَرَأَيْتُ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ ، وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلام ،فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ ، -يَعْنِي : نَفْسَهُ-، وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ". [أخرجه مسلم].

8. "حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے انبیاء پیش کیے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو وہ دبلا پتلا اور مضبوط جسم والے مرد دکھائی دیے، گویا قبیلۂ شنوءہ کے آدمیوں میں سے ہوں۔ اور میں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا تو جن لوگوں کو میں نے دیکھا، ان میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ عروہ بن مسعود تھے۔ اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو ان سے سب سے زیادہ مشابہ تمہارے ساتھی تھے، یعنی آپ ﷺ نے اپنی ذاتِ مبارک مراد لی۔ اور میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا تو ان سے سب سے زیادہ مشابہ دِحیہ تھے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- دبلا پتلا اور مضبوط جسم والے: کم گوشت والے، متناسب اور مضبوط جسم کے مالک، نہ موٹے۔

- شنوءہ: ایک قبیلے کا نام۔

- **فائدہ:**

عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی تھے۔ وہ اپنی قوم کے پاس انہیں اسلام کی دعوت دینے گئے تو لوگوں نے انہیں تیروں کا نشانہ بنایا، جس سے وہ نو ہجری میں شہید ہوگئے۔

دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی تھے اور نہایت خوبصورت صورت و شکل رکھتے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام اکثر نبی ﷺ کے پاس دِحیہ رضی اللہ عنہ کی صورت میں آیا کرتے تھے۔

9. "عن سعيد الجريري قال سمعت أبا الطفيل يقول: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَمَا بَقِيَ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ أَحَدٌ رَآهُ غَيْرِي ، قُلْتُ : صِفْهُ لِي ، قَالَ : كَانَ أَبْيَضَ، مَلِيحًا، مُقَصَّدًا". [أخرجه مسلم]

9. "سعید الجریری کہتے ہیں: میں نے ابو الطفیل کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، اور اب روئے زمین پر میرے علاوہ کوئی ایسا باقی نہیں رہا جس نے آپ کو دیکھا ہو۔ میں نے کہا: مجھے آپ کا وصف بیان کیجیے۔ انہوں نے فرمایا: آپ سفید، حسین اور تمام اعضاء میں معتدل تھے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- حسین: خوش منظر۔

- تمام اعضاء میں معتدل: تمام اعضاء میں تناسب اور اعتدال رکھنے والے۔

- ابو الطفیل: وہ آخری صحابی ہیں جن کا انتقال ہوا۔

ومضہ

یہ تمہارے نبی ﷺ کے بعض اوصاف ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ایک وصف میں ہے: "گویا سورج آپ کے چہرے میں چل رہا ہو۔" آپ کی رنگت سفید تھی جس میں سرخی کی آمیزش تھی۔ آپ ﷺ درمیانی قامت، کشادہ کندھوں اور مضبوط اعضاء والے تھے۔ سر مبارک بڑا تھا اور جسم مبارک متناسب تھا۔ آپ کا چہرۂ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا، اور اس پر نور کی کیفیت نمایاں رہتی تھی۔ آپ ﷺ کی آنکھیں قدرتی طور پر سرمگیں تھیں حالانکہ آپ نے سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔ پلکوں کے بال لمبے تھے۔ آپ کے بال کبھی کانوں کے درمیانی حصے تک پہنچتے، اور جب بڑھ جاتے تو کندھوں کو ڈھانپ لیتے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں کی سفیدی نہایت سفید اور سیاہی نہایت گہری تھی، اور یہ عربوں کے نزدیک خوبصورتی کی علامات میں شمار ہوتا تھا۔ آپ ﷺ آگے کی طرف جھک کر تیز قدموں سے، ہمت اور عزم کے ساتھ چلتے تھے، اور آپ کی چال پُراعتماد ہوتی تھی، آپ پر بہترین درود و سلام ہو۔

ہمارے نبی ﷺ کے ابرو خم دار تھے اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہ تھے۔ اگلے دانتوں کے درمیان ہلکی سی کشادگی تھی، اور یہ بھی خوبصورتی کی علامت تھی۔ جس کسی نے بھی آپ ﷺ کو دیکھا، وہ آپ کے حسنِ خَلق اور حسنِ خُلق سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا، آپ پر کامل ترین درود و سلام ہو۔

اگر میری آنکھ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کو خوش و خرم دیکھ لے تو یہ میرے لیے دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ملاقات کی آرزو ظاہر کرتے ہوئے فرمایا، حالانکہ آپ نے ہمیں نہیں دیکھا تھا:

"وَدِدْتُ أَنّي لَقيتُ إخْواني.. فَقالَ أَصْحابه ﷺ أَوَلَيْس نحنُ إِخْوانُك؟ قال ﷺ : أَنْتُم أَصْحابي ولَكن إخْواني الّذِين آمَنُوا بي وَلَم يَرُونِي". [أخرجه أحمد وصححه الألباني].

"میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کروں۔" آپ ﷺ کے صحابہ نے عرض کیا: کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میرے صحابہ ہو، لیکن میرے بھائی وہ ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے مجھے نہیں دیکھا"۔ [اسے احمد نے روایت کیا ہے اور اسے البانی نے صحیح قرار دیا ہے]۔

****

2. بعض وہ اوصاف جو خاتمِ نبوت کے بارے میں وارد ہوئے ہیں

10. "عن السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ الله عَنْهُ قالَ : ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ ، إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ ، وَتَوَضَّأَ ، فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ ، وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ ، فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ، فَإِذَا هُوَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ". [أخرجه البخاري ومسلم].

10. "حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری خالہ مجھے نبی ﷺ کے پاس لے گئیں، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری بہن کا بیٹا بیمار ہے۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا، میرے لیے برکت کی دعا فرمائی، وضو کیا، تو میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا۔ پھر میں آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہوا، تو میں نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان خاتم کو دیکھا، وہ کبوتر کے انڈے جیسا ابھار تھا"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- کبوتر کے انڈے جیسا ابھار: کبوتر کے انڈے کے برابر ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا جو آپ ﷺ کی پشت مبارک پر تھا۔ یہ خاتمِ نبوت کے اوصاف میں سے ایک وصف ہے اور آپ ﷺ کی نبوت کی نشانیوں میں سے ہے۔

11. "عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ الْخَاتَمَ بَيْنَ كَتِفَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، غُدَّةً حَمْرَاءَ، مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ". [أخرجه مسلم].

11. "حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان خاتم کو دیکھا، وہ سرخی مائل ابھرا ہوا گوشت تھا، کبوتر کے انڈے جیسا"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- سرخی مائل ابھرا ہوا گوشت: ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا، جو بائیں کندھے کے قریب تھا۔

12. "عنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ جَدَّتِهِ رُمَيْثَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -وَلَوْ أَشَاءُ أَنْ أُقَبِّلَ الْخَاتَمَ الَّذِي بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِنْ قُرْبِهِ لَفَعَلْتُ- يَقُولُ لِسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رضي الله عنه يَوْمَ مَاتَ: (اهْتَزَّ لَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ)".[أخرجه أحمد والطبراني في الكبير].

12. "عاصم بن عمر بن قتادہ اپنی دادی رمیثہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، اور اگر میں چاہتی کہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان موجود خاتم کو اس کے قریب ہونے کی وجہ سے بوسہ دے لوں تو دے سکتی تھی، آپ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے دن فرما رہے تھے: "اس کے لیے عرشِ رحمن حرکت میں آگیا"۔ [اسے احمد اور طبرانی نے الکبیر میں روایت کیا ہے]۔

13. "عن أَبِي زَيْدٍ عَمْرُو بْنُ أَخْطَبَ الأَنْصَارِيُّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا زَيْدٍ! ادْنُ مِنِّي فَامْسَحْ ظَهْرِي، فَمَسَحْتُ ظَهْرَهُ، فَوَقَعَتْ أَصَابِعِي عَلَى الْخَاتَمِ قُلْتُ: وَمَا الْخَاتَمُ؟ قَالَ: شَعَرَاتٌ مُجْتَمِعَاتٌ". [أخرجه أحمد وابن حبان والحاكم].

13. "حضرت ابو زید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو زید! میرے قریب آؤ اور میری پشت پر ہاتھ پھیرو۔ چنانچہ میں نے آپ کی پشت پر ہاتھ پھیرا، تو میری انگلیاں خاتم پر پڑیں۔ میں نے پوچھا: خاتم کیا تھا؟ انہوں نے کہا: جمع شدہ چند بال"۔ [اسے احمد، ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے]۔

یہ خاتمِ نبوت کا ایک اور وصف ہے۔

14. "عَنْ أَبِي نَضْرَةَ الْعَوَقِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رضي الله عنه عَنْ خَاتَمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -يَعْنِي خَاتَمَ النُّبُوَّةِ- فَقَالَ: كَانَ فِي ظَهْرِهِ بِضْعَةٌ نَاشِزَةٌ". [أخرجه أحمد].

14. "ابو نضرہ عوقی کہتے ہیں: میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے خاتم کے بارے میں پوچھا، یعنی خاتمِ نبوت کے بارے میں، تو انہوں نے فرمایا: آپ کی پشت مبارک میں ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا"۔ [اسے احمد نے روایت کیا ہے]۔

- ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا: جسم سے بلند ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا۔

15. "عنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ رضي الله عنه قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَدُرْتُ هَكَذَا مِنْ خَلْفِهِ، فَعَرَفَ الَّذِي أُرِيدُ، فَأَلْقَى الرِّدَاءَ عَنْ ظَهْرِهِ، فَرَأَيْتُ مَوْضِعَ الْخَاتَمِ عَلَى كَتِفَيْهِ مِثْلَ الْجُمْعِ حَوْلَهَا خِيلاَنٌ كَأَنَّهَا ثَآلِيلُ، فَرَجَعْتُ حَتَّى اسْتَقْبَلْتُهُ، فَقُلْتُ: غَفَرَ اللَّهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ: وَلَكَ، فَقَالَ الْقَوْمُ: أَسْتَغْفَرَ لَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَلَكُمْ، ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ الآيَةَ: وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ". [أخرجه مسلم].

15. حضرت عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ اپنے چند صحابہ کے درمیان تھے۔ میں اس طرح آپ کے پیچھے سے گھوما، تو آپ سمجھ گئے کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ آپ نے ردا اپنی پشت سے ہٹا دی، تو میں نے آپ کے دونوں کندھوں پر خاتم کی جگہ دیکھی، وہ بند مٹھی کی مانند تھی، اس کے ارد گرد تل تھے، گویا وہ چھوٹے ابھار ہوں۔ پھر میں گھوم کر آپ کے سامنے آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔ آپ نے فرمایا: اور تمہاری بھی۔ لوگوں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لیے مغفرت کی دعا فرمائی؟ انہوں نے کہا: ہاں، اور تمہارے لیے بھی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "اور اپنے گناہ کے لیے اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے لیے مغفرت طلب کیجیے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- تل: خال کی جمع، اور خال وہ سیاہ نقطہ ہے جو جسم پر ہوتا ہے۔

- چھوٹے ابھار: ثؤلول کی جمع، یعنی خشک دانہ جو کبھی جلد پر ظاہر ہوتا ہے۔

پس خاتمِ نبوت رسول اللہ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا، جو بائیں کندھے کے زیادہ قریب تھا۔ وہ کبوتر کے انڈے کے برابر تھا، اس کے ارد گرد تل تھے، اس پر جمع شـــدہ چند بال تھے، اور یہ آپ ﷺ کی نبوت کی نشانیوں میں سے تھا، آپ پر بہترین درود و سلام ہو۔

****

3. بعض وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کے بالوں کے بارے میں وارد ہوئے ہیں

16 ."عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضـــي الله عنه قَالَ: كَانَ شَــعْرُ رَسُــولِ اللهِ صَــلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَــلَّمَ إِلَى نِصْــفِ أُذُنَيْهِ".[أخرجه مسلم].

16. "حضــرت انس بن مالک رضـــی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رســول اللہ ﷺ کے بال آپ کے کانوں کے درمیانی حصے تک تھے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

17."عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَكَانَ لَهُ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ وَدُونَ الْوَفْرَةِ". [أخرجه الترمذي].

17. "حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے، اور آپ کے بال جُمّہ سے چھوٹے اور وَفرہ سے لمبے تھے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- جُمّہ: وہ بال جو منکبوں یا کندھوں تک اتر آئیں۔

- وَفرہ: اس سے کم لمبے بال، جو کانوں تک پہنچیں اور ان سے آگے نہ بڑھیں۔

- **سنت کا احیاء:**

مردوں کے لیے بالوں کو کانوں تک، بلکہ کندھوں تک بڑھانا، ہمارے رسول علیه الصلاة والسلام کی اقتداء میں۔

18."عَن ابْنِ عَبَّاس رضـــي الله عنه: أَنَّ رَسُــولَ اللهِ صَــلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَــلَّمَ كَانَ يُســدِلُ شَــعْرَهُ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقونَ رُؤُوسَهُمْ، وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يُسْدِلُونَ رُؤُوسَهُمْ، وَكَانَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ، ثُمَّ فَرَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ". [أخرجه البخاري ومسلم].

18. "حضـرت ابن عباس رضـی اللہ عنہما سـے روایت ہے کہ رسـول اللہ ﷺ اپنے بال لٹکا دیا کرتے تھے، مشـرکین اپنے سـروں کے بالوں میں مانگ نکالتے تھے، اور اہلِ کتاب اپنے بال لٹکاتے تھے۔ رسـول اللہ ﷺ ان امور میں اہلِ کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے جن کے بارے میں آپ کو کوئی حکم نہ دیا گیا ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر کے بالوں میں مانگ نکالی"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- بال لٹکانا: سر کے گرد بال چھوڑ دینا، بغیر اس کے کہ انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔

- مانگ نکالنا: بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کرنا۔

آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے بال نہ حبشہ والوں کی طرح گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل تھے۔ آپ کے بالوں کی لمبائی کبھی لِمّہ، کبھی جُمّہ اور کبھی وَفرہ ہوتی تھی۔

آپ اپنے بالوں میں مانگ بھی نکالتے تھے، اور جب آپ مکہ تشریف لائے تو آپ کے بالوں کی چار چوٹیاں تھیں، علیہ الصلاۃ والسلام۔

ومضہ

امام مالک بن انس سے جب فقہ کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ بیان فرماتے اور گفتگو کرتے، لیکن جب ان سے نبی ﷺ کی حدیث کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ جاتے، غسل کرتے، خوشبو لگاتے، بہترین لباس پہنتے، پھر رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے۔ وہ یہ سب نبی ﷺ کے مقام کی تعظیم اور تکریم کے لیے کرتے تھے، آپ پر بہترین درود اور کامل ترین سلام ہو۔

****

4. بعض وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کے بال سنوارنے کے بارے میں وارد ہوئے ہیں

19. "عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ". [أخرجه البخاري ومسلم].

19. "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کے بال سنوارتی تھی، حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- میں بال سنوارتی تھی: میں آپ ﷺ کے بال کنگھی کرتی اور سنوارتی تھی۔

20. "عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُورِهِ إِذَا تَطَهَّرَ، وَفِي تَرَجُّلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ، وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ". [أخرجه مسلم].

20. "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنی پاکی میں، جب آپ پاکی حاصل کرتے، اپنے بال سنوارنے میں، جب آپ بال سنوارتے، اور جوتا پہننے میں، جب آپ جوتا پہنتے، دائیں جانب کو ترجیح دینا پسند فرماتے تھے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- جب آپ بال سنوارتے: جب آپ اپنے بال کنگھی کرتے۔

- بال سنوارنا: بالوں کو کنگھی کرنا، تیل لگانا اور انہیں نرم کرنا۔

21."عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضي الله عنه، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عنِ التَّرَجُّلِ إِلاَّ غِبًّا". [أخرجه أحمد وأبو داود والترمذي].

21. "حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے وقفے وقفے کے بغیر بال سنوارنے سے منع فرمایا"۔ [اسے احمد، ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- وقفے وقفے سے: ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن، یا ضرورت کے مطابق وقتاً فوقتاً۔

رسـول اللہ ﷺ اپنے بال سـنوارنے میں معتدل تھے، جبکہ بہت زیادہ نرمی اور آرائش میں مبالغہ کرنا کراہت کے طور پر منع کیا گیا ہے۔

ہماری ماں حضـرت عائشـہ رضـی اللہ عنھا حائضـہ ہونے کی حالت میں بھی آپ کے سـرِ مبارک کے بال سنوارتی تھیں، اور ہمارے کریم نبی ﷺ ہر کام میں دائیں جانب کو ترجیح دینا پسند فرماتے تھے۔

- **سنت کا احیاء:**

مذکورہ امور میں، اور اپنے تمام کاموں میں دائیں جانب کو ترجیح دینا، یہاں تک کہ لباس، کھانے اور دیگر امور میں بھی، سـوائے بیت الخلاء میں داخل ہونے کے، کیونکہ وہ تکریم کی جگہ نہیں۔ اور ہر مرتبہ اس سـنت کے احیاء کا اجر نیت میں رکھنا۔

****

5. بعض وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کے سفید بالوں کے بارے میں وارد ہوئے ہیں

22. "عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه: هَلْ خَضَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ، إِنَّمَا كَانَ شَـيْبًا إِلى صُـدْغَيْهِ وَلَكِنْ أَبُو بَكْرٍ رضـي الله عنه، خَضَـبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ".[أخرجه أحمد] ، [وأخرجه مسلم وفيه زيادة: كَانَ فِي لِحْيَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ] .

22. "قتادہ کہتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا تھا؟ انہوں نے فرمایا: معاملہ اس حد تک نہیں پہنچا تھا، آپ کے صرف کنپٹیوں کے قریب سفید بال تھے، البتہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور کَتَم سے خضاب لگایا تھا"۔ [اسے احمد نے روایت کیا ہے]، [اور اسے مسلم نے بھی روایت کیا ہے، اس میں یہ اضافہ ہے: آپ کی داڑھی میں چند سفید بال تھے]۔

- خضاب: سفید بالوں کی سفیدی کو مہندی، سیاہ رنگ یا کسی اور چیز سے بدلنا۔

- معاملہ اس حد تک نہیں پہنچا تھا: یعنی آپ کے بالوں میں اتنی سفیدی نہ تھی جسے خضاب کی ضرورت ہو، یعنی آپ کے سفید بال کم تھے۔

- کنپٹیاں: کان اور آنکھ کے درمیان کا حصہ، اور رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے زیادہ سفید بال اسی جگہ تھے۔

- مہندی: ایک پودا جس سے بال رنگے جاتے ہیں، اس کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے۔

- کَتَم: ایک پودا جس سے بال رنگے جاتے ہیں، اس کا رنگ سیاہی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ جب اسے مہندی کے ساتھ ملایا جائے تو سرخی اور سیاہی کے درمیان کا رنگ پیدا ہوتا ہے۔

23. "عَنْ أَنَسٍ رضـي الله عنه قَالَ: مَا عَدَدْتُ فِي رَأْسِ رَسُـولِ اللهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ وَلِحْيَتِهِ إِلاَّ أَرْبَعَ عَشْرَةَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ". [أخرجه أحمد].

23. "حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر اور داڑھی میں صرف چودہ سفید بال شمار کیے"۔ [اسے احمد نے روایت کیا ہے]۔

24."عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّمَا كَانَ شَيْبُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ عِشْرِينَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ". [أخرجه أحمد وابن ماجه].

24. "نافع، ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سفید بال تقریباً بیس سفید بال ہی تھے". [اسے احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے].

روایات میں سفید بالوں کی تعداد کے اختلاف کا سبب یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیهم نے نبی ﷺ کو مختلف اوقات میں دیکھا، اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی عمر کے اختلاف کا بھی اس میں دخل ہے۔

25. "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه: يَا رَسُولَ اللهِ، قَدْ شِبْتَ، قَالَ: شَيَّبَتْنِي هُودٌ، وَالْوَاقِعَةُ، وَالْمُرْسَلَاتُ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ، وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ". [أخرجه الترمذي وابن أبي شيبة].

25. "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے سفید بال ظاہر ہوگئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے سورۂ ہود، واقعہ، مرسلات، عمّ یتساءلون، اور اذا الشمس کوّرت نے بوڑھا کر دیا". [اسے ترمذی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے].

- آپ کے سفید بال ظاہر ہوگئے ہیں: یعنی آپ کے بالوں میں سفیدی ظاہر ہونا شروع ہوگئی ہے۔

- **فائدہ:**

رسول اللہ ﷺ نے ان سورتوں کا ذکر اس لیے فرمایا کہ ان میں پچھلی امتوں کے ہولناک انجام اور قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر ہے۔ یہاں ہمارے لیے نبی ﷺ کی طرف سے ایک توقف اور پیغام ہے کہ ہم قرآن کے ساتھ جئیں اور آیات کے معانی کو دل سے محسوس کریں۔ ان سورتوں کو جن کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تدبر اور خشوع کے ساتھ پڑھو، آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی اقتداء کرتے ہوئے۔ اے اللہ! ہم سے ان ہولناکیوں کو ہلکا فرما اور اپنی رحمت سے ہم پر رحم فرما، اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔

26. "عَنْ أَبِي رِمْثَةَ التَّيْمِيِّ تَيْمِ الرَّبَابِ رضي الله عنه قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي ابْنٌ لِي، قَالَ: فَأُرِيتُهُ، فَقُلْتُ لَمَّا رَأَيْتُهُ: هَذَا نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ، وَلَهُ شَعْرٌ قَدْ عَلَاهُ الشَّيْبُ، وَشَيْبُهُ أَحْمَرُ." [أخرجه أحمد والطبراني والحاكم].

26. "حضرت ابو رمثہ تیمی، تیم الرباب، رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس آیا، میرے ساتھ میرا ایک بیٹا بھی تھا۔ وہ کہتے ہیں: مجھے آپ دکھائے گئے، تو جب میں نے آپ کو دیکھا تو کہا: یہ اللہ کے نبی ﷺ ہیں۔ آپ پر دو سبز کپڑے تھے، اور آپ کے بالوں پر سفیدی ظاہر تھی، اور آپ کے سفید بال سرخی مائل تھے". [اسے احمد، طبرانی اور حاکم نے روایت کیا ہے].

- آپ کے سفید بال سرخی مائل تھے: یعنی مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔

اس حدیث اور اس باب کی پہلی حدیث میں کوئی تعارض نہیں، کیونکہ ممکن ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس وقت نبی ﷺ کو خضاب لگائے ہوئے نہ دیکھا ہو۔ پس ہر ایک نے مختلف وقت کا اپنا مشاہدہ روایت کیا۔

- **فائدہ:**

مہندی کے بالوں کے لیے فوائد صرف رنگنے تک محدود نہیں، بلکہ مہندی سوزش اور پھپھوندی کے خلاف مفید مادہ ہے، چربی کے غدود کو منظم کرتی ہے اور بالوں کو مضبوط بناتی ہے۔

27. "قِيلَ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه: أَكَانَ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْبٌ؟ قَالَ: لَمْ يَكُنْ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْبٌ إِلاَّ شَعَرَاتٌ فِي مَفْرِقِ رَأْسِهِ، إِذَا ادَّهَنَ وَارَاهُنَّ الدُّهْنُ". [أخرجه أحمد والحاكم].

27. "حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں سفید بال تھے؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے سر میں سفید بال نہ تھے، سوائے چند بالوں کے جو سر کی مانگ میں تھے۔ جب آپ تیل لگاتے تو تیل انہیں چھپا دیتا تھا"۔ [اسے احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے]۔

- تیل لگاتے: آپ علیہ الصلاۃ والسلام اپنے سر میں تیل لگاتے۔

- تیل: وہ چیز جس سے تیل لگایا جائے، خواہ اس میں خوشبو ہو یا نہ ہو۔

- تیل انہیں چھپا دیتا تھا: یعنی تیل انہیں ڈھانپ دیتا اور پوشیدہ کر دیتا تھا؛ جب آپ ﷺ خوشبودار تیل لگاتے تو آپ کے سفید بال ظاہر نہ ہوتے، اور آپ ﷺ اپنے بالوں میں کثرت سے تیل لگاتے تھے۔

- **فائدہ:**

قدرتی تیلوں سے سر کی جلد کی مالش کے بہت سے فوائد علمی طور پر ثابت ہیں، ان میں سر کی جلد میں خون کی روانی کو متحرک کرنا بھی شامل ہے۔

- **سنت کا احیاء:**

سر میں خوشبودار تیل لگائیں، اور یہ احساس رکھیں کہ ہم نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی اقتداء کر رہے ہیں۔

جب ہم بالوں میں خوشبودار تیل لگائیں گے تو رسول اللہ ﷺ کا یہ وصف ہمیں یاد رہے گا، اور ہمیں سنت کی پیروی کا اجر ملے گا۔ ہم اس سنت پر عمل کریں اور اسے اپنی اولاد کو سکھائیں۔

ومضہ

اہلِ حدیث کے ایک عالم سے کہا گیا: اے علماءِ اثر! تمہارے چہرے روشن اور چمکدار کیوں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنے کی وجہ سے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے کیا، رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے۔

اے اللہ! محمد اور آلِ محمد پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، اور محمد اور آلِ محمد پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو قابلِ حمد، بزرگی والا ہے۔

****

6. بعض وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کے خضاب کے بارے میں وارد ہوئے ہیں

28. "عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: رَأَيْتُ شَعْرَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوبًا". [تفرد به الترمذي].

28. "حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے بال خضاب لگے ہوئے دیکھے". [اس روایت میں ترمذی منفرد ہیں].

- **فائدہ:**

علماء نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بالوں میں خضاب لگایا، لیکن آپ کا خضاب کم تھا؛ کیونکہ آپ کے سر اور داڑھی میں سفید بال کم تھے۔ نبی ﷺ کا غالب حال یہ تھا کہ آپ خضاب چھوڑ دیتے تھے، لیکن آپ نے جواز بیان کرنے کے لیے مہندی سے خضاب لگایا، جبکہ آپ کے سفید بال چودہ سے بیس تک تھے۔

یہ اوقات کے اختلاف اور صحابۂ کرام کے مشاہدے کے مطابق ہے؛ کیونکہ بڑھاپے کے ساتھ سفید بال بڑھتے ہیں۔ آپ علیہ السلام کے زیادہ سفید بال کنپٹیوں کے علاقے میں تھے، یعنی کان اور آنکھ کے درمیان، اور سر کی مانگ میں تھے۔

****

7. بعض وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کے سرمہ کے بارے میں وارد ہوئے ہیں

29. "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اكْتَحِلُوا بِالإِثْمِدِ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ". [أخرجه الترمذي].

29. "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اثمد کا سرمہ لگایا کرو، کیونکہ یہ نگاہ کو صاف کرتا ہے اور بال اگاتا ہے". [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے].

- اثمد: ایک پتھر ہے جسے پیس کر سرمہ لگایا جاتا ہے، اور اس کی کئی قسمیں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یمنی اثمد قوی ہوتا ہے۔

- نگاہ کو صاف کرتا ہے: نظر کو مضبوط کرتا ہے، اسے صاف کرتا ہے، دھندلاہٹ دور کرتا ہے، اور نگاہ کو زیادہ واضح اور صاف بناتا ہے۔

- بال اگاتا ہے: آنکھوں کی پلکوں کے بال اگاتا ہے، انہیں بڑھاتا ہے اور ان کی لمبائی میں اضافہ کرتا ہے۔

30. "عَنْ جَابِرٍ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بِالإِثْمِدِ عِنْدَ النَّوْمِ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ". [أخرجه ابن ماجه].

30. "حضرت جابر، یعنی ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوتے وقت اثمد کا سرمہ لازم پکڑو، کیونکہ یہ نگاہ کو صاف کرتا ہے اور بال اگاتا ہے". [اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے].

رسول اللہ ﷺ سوتے وقت اثمد کا سرمہ لگاتے تھے، ہر آنکھ میں تین مرتبہ، دائیں آنکھ سے آغاز فرماتے تھے، اور آپ ﷺ کے پاس سرمہ دانی تھی۔

- **سنت کا احیاء:**

سوتے وقت اثمد استعمال کرنا، اور یہ طبِ نبوی میں سے ہے۔

پس ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کریں اور اثمد سے سرمہ لگانے کی سنت میں آپ کی ہدایت کی پیروی کریں، جو سرموں کی بہترین قسموں میں سے ہے اور آنکھ کے لیے سب سے زیادہ مفید ہے۔

****

8. بعض وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کے لباس کے بارے میں وارد ہوئے ہیں

31. "عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلبَسُه الْقَمِيصُ". [أخرجه أبو داود والترمذي].

31. "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کو پہننے کے لیے سب سے زیادہ پسندیدہ لباس قمیص تھی"۔ [اسے ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

32. "عَنْ أَسْمَاءِ بِنْتِ يَزِيدَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ كُمُّ قَمِيصِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الرُّسْغِ". [أخرجه أبو داود والترمذي].

32. "حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی قمیص کی آستین کلائی تک ہوتی تھی"۔ [اسے ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- کلائی: وہ ہڈی جو ہاتھ کے جوڑ کو بازو سے ملاتی ہے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی آستین نہ بہت لمبی تھی اور نہ بہت چھوٹی، اور یہ اعتدال میں سے ہے۔

33. "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَهُوَ يَتَّكِئُ عَلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَلَيْهِ ثَوْبٌ قِطْرِيٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِهِ، فَصَلَّى بِهِمْ". [أخرجه أحمد].

33. "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ باہر تشریف لائے، آپ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا سہارا لیے ہوئے تھے، آپ پر قطری کپڑا تھا جسے آپ نے اوڑھ رکھا تھا، پھر آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی"۔ [اسے احمد نے روایت کیا ہے]۔

- قطری کپڑا: ایسا کپڑا جس میں سرخی ہوتی تھی، قدیم زمانے میں بحرین میں بنایا جاتا تھا، اور کہا جاتا ہے کہ وہی آج کی ریاست قطر ہے۔ اس کے کپڑے نہایت خوبصورت کپڑوں میں شمار ہوتے تھے۔

- اسے اوڑھ رکھا تھا: کپڑا آپ کے کندھوں پر گردن کی طرف سے تھا، جیسے احرام باندھنے والا کرتا ہے۔

34. "عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ (عِمَامَةً أَوْ قَمِيصًا أَوْ رِدَاءً) ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ". [أخرجه أحمد وأبو داود والترمذي].

34. "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب نیا کپڑا پہنتے تو اسے اس کے نام سے پکارتے، مثلاً عمامہ، قمیص یا ردا، پھر فرماتے: اے اللہ! تیرے ہی لیے حمد ہے، جیسے تو نے مجھے یہ پہنایا۔ میں تجھ سے اس کی بھلائی اور اس مقصد کی بھلائی مانگتا ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے، اور میں اس کے شر اور اس مقصد کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے"۔ [اسے احمد، ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- نیا کپڑا پہننا: نیا لباس پہننا۔

- اسے اس کے نام سے پکارنا: یعنی اسے عمامہ، قمیص یا ردا کہنا۔

- **فائدہ:**

حمد کا مقام اللہ کے نزدیک عظیم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إنَّ اللَّهَ لَيَرضى عن العبدِ أن يأكُلَ الأَكلَةَ فيحمَدَهُ عليها أو يشرَبَ الشَّربَةَ فيحمَدَهُ علَيها" [أخرجه مسلم].

"اللہ بندے سے راضی ہوتا ہے کہ وہ ایک لقمہ کھائے اور اس پر اللہ کی حمد کرے، یا ایک گھونٹ پیے اور اس پر اللہ کی حمد کرے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

پس اللہ تم سے راضی ہوتا ہے جب تم اپنی زبان اور دل کو اس کی حمد میں مشغول کرتے ہو۔ اور نبی ﷺ کی اس حدیث پر توجہ کرو جسے معاذ بن انس نے روایت کیا ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

"من أكل طعاماً ثم قال: الحمد لله الذي أطعمني هذا الطعام ورَزَقنيه من غير حول مني ولا قوة، غُفِر له ما تقدَّم من ذنبه وما تأخر.. ومن لبس ثوباً فقال: الحمد لله الذي كساني هذا الثوب ورَزَقنيه من غير حول مني ولا قوة، غُفِر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر".[أخرجه الترمذي وابن ماجه]

"جس نے کھانا کھایا، پھر کہا: تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری کسی طاقت اور قوت کے بغیر مجھے یہ عطا فرمایا، اس کے پچھلے اور اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اور جس نے لباس پہنا اور کہا: تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے یہ لباس پہنایا اور میری کسی طاقت اور قوت کے بغیر مجھے یہ عطا فرمایا، اس کے پچھلے اور اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے"۔ [اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔

کتنی ہی مرتبہ ہم اللہ کی رضا اور اپنے گناہوں کی مغفرت کا موقع صرف اس وجہ سے کھو بیٹھتے ہیں کہ ہر لباس پہننے، ہر کھانا کھانے اور ہر گھونٹ پینے پر اللہ کی حمد نہیں کرتے؟

35. "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهُ الْحِبَرَةُ". [أخرجه البخاري ومسلم].

35. "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کو پہننے کے لیے سب سے زیادہ پسندیدہ لباس حِبرہ تھا"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- حِبرہ: یمن کے کپڑے، جو کتان یا روئی سے بنتے تھے اور قیمتی ہوتے تھے۔

36. "عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَرِيقِ سَاقَيْهِ". قَالَ سُفْيَانُ: نُرَاهُ حِبَرَةً[. أخرجه أحمد والترمذي].

36. "عون بن ابی جحیفہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپ پر سرخ حُلّہ تھا، گویا میں آپ کی پنڈلیوں کی چمک دیکھ رہا ہوں۔ سفیان نے کہا: ہمارا خیال ہے کہ وہ حِبرہ تھا"۔ [اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- آپ کی پنڈلیوں کی چمک: ان کی روشنی اور چمک۔

37. "عَنْ أَبِي رِمْثَةَ رضي الله عنه قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ". [أخرجه الترمذي والنسائي].

37. "حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپ پر دو سبز برد تھے"۔ [اسے ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے]۔

- دو سبز برد: دو کپڑے جن میں سبز دھاریاں تھیں۔

38. "عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ". [أخرجه الترمذي].

38. "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک صبح باہر تشریف لائے، آپ پر سیاہ بالوں کا مِرط تھا"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- مِرط: اون کا کپڑا، اور عموماً مِرط ازار کے ساتھ نیچے کے لباس کے طور پر استعمال ہوتا ہے، جیسے احرام کا لباس۔

39. "عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه : أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ جُبَّةً رُومِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ". [أخرجه أحمد والترمذي والنسائي].

39. "عروہ بن مغیرہ بن شعبہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے رومی جبہ پہنا جس کی آستینیں تنگ تھیں"۔ [اسے احمد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے]۔

- جبہ: ایسا کپڑا جو آگے سے کھلا ہوتا ہے اور کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے۔

- تنگ آستینیں: اس کی آستین بازو تک تنگ انداز میں پہنچتی تھی، یعنی وہ کشادہ نہ تھی۔

- **فوائد:**

آپ ﷺ نے فرمایا:

"البِسُوا مِنْ ثِيابِكُم البياضْ فَإِنَّها مِنْ خَيْرِ ثِيابِكُم". [أخرجه أبو داود].

"اپنے کپڑوں میں سے سفید لباس پہنا کرو، کیونکہ وہ تمہارے بہترین لباسوں میں سے ہے"۔ [اسے ابو داود نے روایت کیا ہے]۔

اور آپ ﷺ جب عمامہ، قمیص یا ردا میں سے کوئی نیا لباس پہنتے تو فرماتے:

"اللهم لك الحمد أنت كسوتنيه، أسألك من خيره وخير ما صُنع له وأعوذ بك من شره وشر ما صُنع له". [أخرجه أبو داود].

"اے اللہ! تیرے ہی لیے حمد ہے، تو نے مجھے یہ پہنایا۔ میں تجھ سے اس کی بھلائی اور اس مقصد کی بھلائی مانگتا ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے، اور میں اس کے شر اور اس مقصد کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے"۔ [اسے ابو داود نے روایت کیا ہے]۔

وہ لباس جو رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے پہنے:

1. سرخ حُلّہ: حُلّہ ایسا لباس ہے جو ازار، یعنی نیچے کے لباس، اور اوپر کے کپڑے کو جمع کرتا ہے۔ یہ خالص سرخ نہ تھا بلکہ اس میں سیاہ رنگ ملا ہوا تھا۔
2. قمیص: یہ آپ ﷺ کو سب سے زیادہ پسندیدہ لباس تھا۔ قمیص کی آستین کلائی، یعنی ہاتھ کے جوڑ، تک ہوتی تھی۔ آپ کی قمیص کھلی ہوتی تھی، یا تو اس میں بٹن نہ ہوتے، یا بٹن ہوتے مگر وہ کھلی رہتی۔
3. قطری کپڑا: آپ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا سہارا لیے ہوئے تھے اور آپ پر قطری کپڑا تھا، ایسا کپڑا جس میں سرخی ہوتی تھی اور قدیم زمانے میں بحرین میں بنتا تھا۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات بھی اس حال میں ہوئی کہ آپ پر قطری کپڑا تھا۔
4. حِبرہ: یہ رسول اللہ ﷺ کے پسندیدہ لباسوں میں سے تھا، یمن کا بنا ہوا کپڑا، کتان یا روئی سے تیار ہوتا تھا۔ یہ، مزین، ہوتا تھا اور قیمتی کپڑوں میں شمار ہوتا تھا۔
5. دو سبز برد: یعنی دو کپڑے جن میں سبز دھاریاں تھیں۔
6. مِرط: سیاہ رنگ کا اون کا کپڑا، جو نچلے جسم کو ڈھانپنے والے ازار کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔
7. رومی جبہ: ایک معروف لمبا لباس، جس کے آگے سے کھلنے کی جگہ ہوتی ہے، اور وہ دشداشہ یا علماءِ ازہر کے لباس کی مانند ہوتا ہے۔ اس کی آستینیں تنگ تھیں، اور آپ ﷺ نے اسے تبوک میں پہنا تھا۔

****

9. بعض وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کی معیشت کے بارے میں وارد ہوئے ہیں

40. "عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فِي أَحَدِهِمَا، فَقَالَ: بَخٍ بَخٍ يَتَمَخَّطُ أَبُو هُرَيْرَةَ فِي الْكَتَّانِ، لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَأَخِرُّ فِيمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُجْرَةِ عَائِشَةَ رضي الله عنها مَغْشِيًّا عَلَيَّ فَيَجِيءُ الْجَائِي فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى عُنُقِي يُرَى أَنَّ بِي جُنُونًا، وَمَا بِي جُنُونٌ، وَمَا هُوَ إِلاَّ الْجُوعُ." [أخرجه البخاري].

40. "محمد بن سیرین کہتے ہیں: ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، ان پر کتان کے دو رنگے ہوئے کپڑے تھے۔ انہوں نے ان میں سے ایک میں ناک صاف کی، پھر فرمایا: واہ واہ! ابو ہریرہ کتان میں ناک صاف کر رہا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا، پھر کوئی آنے والا آتا اور اپنا پاؤں میری گردن پر رکھ دیتا، یہ سمجھتے ہوئے کہ مجھے جنون ہے، حالانکہ مجھے جنون نہ تھا، وہ تو صرف بھوک تھی"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

- رنگے ہوئے کپڑے: مشق سے رنگے ہوئے، کتان سے بنے ہوئے، اور یہ لباس کی ایک نفیس قسم تھی۔

- واہ واہ: ایسا لفظ جو تعریف اور پسندیدگی کے وقت کہا جاتا ہے۔

- اپنا پاؤں میری گردن پر رکھ دیتا: کوئی شخص آتا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گردن پر پاؤں رکھ دیتا، اس گمان سے کہ ابو ہریرہ مجنون ہیں، یا جنون کی وجہ سے بے ہوش اور بے عقل ہوگئے ہیں۔ ان کے ہاں مجنون کے ساتھ یہی طریقہ تھا، یہاں تک کہ وہ ہوش میں آجائے۔ حقیقت یہ تھی کہ وہ بھوک کے اثر سے کمزوری اور جسمانی طاقت کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے گر جاتے تھے۔ پھر خلفائے راشدین کے زمانے میں فتوحات ہوئیں، مال بڑھا، تو ان کا اور بہت سے دوسرے لوگوں کا حال فقر سے غنا کی طرف بدل گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"إن كنا آل محمد ﷺ نمكث شهراً ما نستوقد بنار ما هو إلا الأسودان التمر والماء". [أخرجه مسلم].

"ہم آلِ محمد ﷺ ایک مہینہ اس حال میں گزارتے تھے کہ آگ نہیں جلاتے تھے، بس دو سیاہ چیزیں ہوتیں: کھجور اور پانی"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

اس میں دنیا میں کمی پر صبر کرنے اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کا بیان ہے۔

ومضہ

آپ ﷺ نے فرمایا:

"إن من ورائكم زمان صبر للمُتمسِّك فيه أجر خمسين شهيداً منكم". [صححه الألباني].

"تمہارے بعد صبر کا زمانہ آئے گا، اس میں دین کو مضبوطی سے تھامنے والے کو تم میں سے پچاس شہیدوں کا اجر ملے گا"۔ [اسے البانی نے صحیح قرار دیا ہے]۔

پس خوش خبری ہے ہر اس شخص کے لیے جو ثابت قدم رہا، صبر کیا، اور کتاب کو قوت اور عزم کے ساتھ تھام لیا۔

اور خوش خبری ہے اس کے لیے جو ہر اس چیز سے دور رہا جو اللہ اور اس کے رسول کو راضی نہیں کرتی۔

خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جس نے جہاد کیا، اور اس عورت کے لیے جس نے اولاد کی دینی تربیت میں جدوجہد کی، ایسی تربیت جو اللہ کو راضی کرے اور رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو خوش کرے۔ اے اللہ! ہماری کوتاہیوں کی تلافی فرما، اور ہمارے لیے ہماری اولاد کو اپنے انعام و اکرام کے ساتھ پروان چڑھا۔

خوش خبری ہے ہر اس شخص کے لیے جس نے توبہ کی اور رجوع کیا۔ خوش خبری ہے ہر اس عورت کے لیے جو زیب و زینت کے فتنے اور بے حیائی کے ماحول میں اپنے حجاب پر ثابت قدم رہی۔ خوش خبری ہے ہر اس مرد اور عورت کے لیے جس نے ہر اس حکم میں جو اللہ اور اس کے رسول نے دیا، کہا: ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ ہم نے سنا اور اطاعت کی، اور ہر حرام سے رک گئے۔ اے اللہ! ہمارے لیے اور ہر اس شخص کے لیے جو تیری راہ میں جدوجہد کرتا ہے، ہمارے امور آسان فرما، ہمارے سینے کھول دے، ہمیں سنت کے لیے آسان فرما، سنت کو ہمارے لیے اور ہم پر آسان فرما، اور ہمیں اور ہماری اولاد کو ان لوگوں میں شامل فرما جن پر رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن امتوں کے سامنے فخر فرمائیں۔ اے اللہ! ہم تجھ سے ایسا ایمان مانگتے ہیں جو پلٹ نہ جائے، ایسی نعمت جو ختم نہ ہو، اور تیری جنتِ خلد کے اعلیٰ مقام میں تیرے نبی محمد ﷺ کی رفاقت مانگتے ہیں۔

****

10. وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کے خُف کے بارے میں وارد ہوئے ہیں

41. "عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه، أَنَّ النَّجَاشِيَّ رضي الله عنه أَهْدَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ، فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا". [أخرجه أحمد وأبو داود والترمذي].

41. "ابن بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نجاشی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو دو سادہ سیاہ خُف ہدیہ کیے۔ آپ نے انہیں پہنا، پھر وضو کیا اور ان پر مسح فرمایا"۔ [اسے احمد، ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- سادہ: خالص سیاہ، کسی اور رنگ سے ملے ہوئے نہیں، نہ ان پر زینت تھی اور نہ نقش۔ خُف سیاہ چمڑے کا ہوتا ہے جو ٹخنوں سے اوپر تک جاتا ہے۔

- **سنت کا احیاء:**

خفین پر مسح؛ اس شرط کے ساتھ کہ انہیں کامل طہارت کے بعد پہنا جائے، اور وہ پورے پاؤں کو ڈھانپنے والے ہوں۔ مقیم کے لیے خفین پر مسح ایک دن اور ایک رات ہے، اور مسافر کے لیے تین دن۔ خفین کے اوپری حصے پر ہلکا مسح کیا جاتا ہے۔ اسی طرح عام فقہاء کے قول کے مطابق ایسے موزوں پر بھی مسح جائز ہے جو پورے پاؤں کو ڈھانپتے ہوں اور جن کے نیچے سے پاؤں کی جلد ظاہر نہ ہوتی ہو۔

42. "قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رضي الله عنه: أَهْدَى دِحْيَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ، فَلَبِسَهُمَا". [أخرجه الترمذي].

42. "حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دِحیہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو دو خُف ہدیہ کیے، تو آپ نے انہیں پہنا"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- **فائدہ:**

دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی تھے، خوبصورت صورت و شکل رکھتے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام اکثر ان کی صورت میں تشریف لاتے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دو خُف ہدیہ کیے، تو آپ ﷺ نے انہیں پہنا۔

****

11. رسول اللہ ﷺ کے جوتوں کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات

43. "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ لِنَعْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَالاَنِ مَثْنِيٌّ شِرَاكُهُمَا".[أخرجه ابن ماجه].

43. "حضرت ابنِ عباس رضي الله عنهما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے جوتوں میں دو قِبال تھے اور ان کے تسمے دوہرے تھے"۔ [اسے ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے]۔

- دو قِبال: دو تسمے، یعنی وہ پٹیاں جو درمیانی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان ہوتی ہیں، یا وہ دو چمڑے کی پٹیاں جو جوتے کے اوپر ہوتی ہیں اور ان کے ذریعے جوتا باندھا جاتا ہے تاکہ پاؤں جوتے میں مضبوط رہے۔

44. "عن عيسى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ: أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالك رضي الله عنه نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالاَنِ . قَالَ: فَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ بَعْدُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُمَا كَانَتَا نَعْلَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". [أخرجه البخاري].

44. "عیسیٰ بن طَہمان کہتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضي الله عنه نے ہمارے سامنے دو جُرداوین جوتے نکالے جن میں دو قِبال تھے۔ پھر ثابت نے بعد میں مجھے حضرت انس رضي الله عنه سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ وہ نبی ﷺ کے جوتے تھے"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

- دو جُرداوین جوتے: ایسے ہموار جوتے جن پر بال نہ ہوں۔ حضرت انس بن مالک رضي الله عنه رسول الله ﷺ کے خادم تھے، وہ آپ ﷺ کے جوتے محفوظ رکھتے تھے۔

45. "عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما: رَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ، قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ، وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا".[أخرجه البخاري ومسلم].

45. "عبید بن جُریج سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابنِ عمر رضي الله عنهما سے کہا: میں آپ کو سِبتی جوتے پہنے ہوئے دیکھتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول الله ﷺ کو ایسے جوتے پہنتے دیکھا ہے جن پر بال نہیں ہوتے تھے، اور آپ ﷺ انہی میں وضو فرمایا کرتے تھے، اس لیے میں بھی انہیں پہننا پسند کرتا ہوں"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- سِبتی جوتے: ایسے جوتے جو گائے کے چمڑے سے بنائے جاتے تھے اور رنگے یا دباغت کیے ہوئے ہوتے تھے۔ انہیں سِبتی اس لیے کہا جاتا تھا کہ ان کے چمڑے سے بال صاف کر دیے جاتے تھے۔

- **فائدہ:**

عبد الله بن عمر بن خطاب رضي الله عنهما رسول الله ﷺ کی پیروی میں بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے، یہاں تک کہ بعض لوگ انہیں مجنون کہنے کے قریب پہنچ جاتے تھے۔ دیکھیے، وہ سِبتی جوتوں میں بھی رسول الله ﷺ کی اقتداء کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اس راستے پر بھی چلتے تھے جس پر رسول الله ﷺ چلے تھے، پھر بغیر کسی ضرورت کے واپس آجاتے۔ جب ان سے اس بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے کہ میں نے رسول الله ﷺ کو اس راستے پر چلتے دیکھا تھا، اس لیے میں نے بھی ایسا ہی کیا۔

46. "عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ رضي الله عنه يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْنِ مَخْصُوفَتَيْنِ". [أخرجه النسائي في الكبرى].

46. "سُدّی کہتے ہیں: مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے حضرت عمرو بن حریث رضي الله عنه کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں نے رسول الله ﷺ کو دو مخصوفتین جوتوں میں نماز پڑھتے دیکھا"۔ [اسے نسائی نے السنن الکبریٰ میں روایت کیا ہے]۔

مخصوفتین: پیوند لگے ہوئے، یعنی سلے ہوئے جوتے جن پر ٹانکے اور سلائی موجود تھی۔

- **فائدہ:**

نبی ﷺ اپنے جوتے خود سی لیتے اور اپنے کپڑے میں پیوند بھی لگا لیتے تھے، جیسا کہ آپ ﷺ کے بارے میں ثابت ہے۔ یہ ان آثار میں سے ہے جو آپ ﷺ کے جوتوں کے بارے میں آپ کی سادہ طرزِ زندگی کو ظاہر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ان میں تکلف نہیں کرتے تھے۔ اس میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ اگر جوتے پاک ہوں تو انہیں پہن کر نماز ادا کرنا درست ہے۔

47. "عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضـی الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ يَمْشِين أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا".[أخرجه البخاري ومسلم] .

47. "حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلے، یا تو دونوں جوتے پہنے یا دونوں اتار دے". [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

48. "عَنْ عَائشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي تَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَطُهُورِهِ". [أخرجه البخاري].

48. "حضرت عائشہ رضي الله عنها فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ حتي المقدور اپنے بال سنوارنے، جوتا پہننے اور طہارت کے کاموں میں دائیں جانب کو ترجیح دینا پسند فرماتے تھے". [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

- **فوائد:**

- رسول اللہ ﷺ نے مختلف قسم کے جوتے پہنے:

1. دو جُرداوین جوتے (ایسے ہموار جوتے جن پر بال نہ ہوں)۔
2. سِبتی جوتے (گائے کے دباغت کیے ہوئے چمڑے کے جوتے)۔
3. دو مخصوفتین جوتے (پیوند لگے ہوئے اور سلے ہوئے جوتے)۔

جوتے پہننے کے بارے میں نبی ﷺ کی ہدایات:

1. **"لا يمشِيَنَّ أحدكم في نعل واحدة لِيُحْفهما جميعاً أو لِيُنعِلهما جميعاً"**. [أخرجه مسلم].(

1. **"تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلے، یا تو دونوں اتار دے یا دونوں پہن لے". [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔**
(اس میں یہاں تک عدل کی تعلیم ہے کہ دونوں پاؤں کے درمیان بھی برابری رکھی جائے۔)
2. **"إذا انتعل أحدكم فليبدأ باليمين وإذا نزع فليبدأ بالشمال".[أخرجه البخاري].**

2. **"جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں سے آغاز کرے، اور جب اتارے تو بائیں سے آغاز کرے". [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔**
3. آپ ﷺ جوتا پہننے میں دائیں جانب کو ترجیح دینا پسند فرماتے تھے۔

ومضہ

یہ ایسی سنتیں ہیں جن پر آپ روزانہ نہایت آسان حرکات کے ذریعے عمل کر سکتے ہیں، اور اس طرح اپنے دن کو اللہ کے ہاں کئی گنا اجر کا ذریعہ بنا سکتے ہیں، بغیر کسی مشقت کے۔ اپنے آپ کو ان سنتوں کا عادی بنائیے، کیونکہ ان میں بہت بڑا ثواب ہے۔

اسی طرح لباس پہننے کی دعا، کھانا ختم کرنے کی دعا، اور ہر کام سے پہلے بسم اللہ کہنا بھی سنت ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت کرو، آپ ﷺ کی سنت کو زندہ کرو، اور اپنی اولاد کو نبی ﷺ کی محبت سکھاؤ۔ آپ ﷺ کی سیرت پڑھو، آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرو، اور آپ ﷺ کے طریقے کو مضبوطی سے اختیار

کرو۔ آپ ﷺ کی سنت کی تعظیم کرو، نبی ﷺ کی سنت کو تلاش کرو، اور ان لوگوں کو تلاش کرو جو آپ ﷺ کی سنت کی تعظیم کرتے ہیں۔ پس صبر کرو، کیونکہ ملاقات حوض پر ہوگی۔ اے اللہ! ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا نہیں، لیکن ہم نے آپ ﷺ سے محبت کی اور آپ ﷺ کی سنت کی پیروی میں کوشش کی، لہٰذا ہمیں فردوسِ اعلیٰ میں آپ ﷺ کی رفاقت سے محروم نہ فرما۔

****

12. رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کے ذکر کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات

49. "عَنْ أَنَس بْنِ مَالِكٍ رضـي الله عنه قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرِقٍ، وَكَانَ فَصُّهُ حَبَشِيًّا". [أخرجه مسلم].

49. "حضرت انس بن مالک رضي الله عنه سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کی انگوٹھی وَرِق کی تھی اور اس کا فَصّ حبشی تھا"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- وَرِق: چاندی۔

- فَصّ: وہ قیمتی پتھر جو انگوٹھی میں جڑا ہوتا ہے۔

- حبشی: اس کے بارے میں کئی اقوال ہیں: کہا گیا ہے کہ وہ فَصّ حبشہ سے تھا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا رنگ اہلِ حبشہ کے رنگ جیسا تھا۔

50. "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضـي الله عنه قَالَ: كَانَ خَاتَمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ فَصُّهُ مِنْهُ ."[أخرجه الترمذي والنسائي].

50. "حضرت انس بن مالک رضي الله عنه سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا فَصّ بھی اسی میں سے تھا"۔ [اسے ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے]۔

ابنِ حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: شاید یہ دوسری انگوٹھی تھی، ایک کا فَصّ حبشی تھا اور دوسری کا چاندی کا۔

51. "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضـي الله عنه قَالَ: لَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الْعَجَمِ قِيلَ لَهُ: إِنَّ الْعَجَمَ لاَ يَقْبَلُونَ إِلاَّ كِتَابًا عَلَيْهِ خَاتَمٌ، فَاصْطَنَعَ خَاتَمًا فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي كَفِّهِ". [أخرجه البخاري ومسلم].

51. "حضرت انس بن مالک رضي الله عنه سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے عجم کے بادشاہوں کو خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ عجم والے ایسی تحریر قبول نہیں کرتے جس پر مہر نہ ہو۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی۔ گویا میں اب بھی اس کی سفیدی آپ ﷺ کی ہتھیلی میں دیکھ رہا ہوں"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

52. "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُحَمَّدٌ سَطْرٌ، وَرَسُولٌ سَطْرٌ، وَاللَّهُ سَطْرٌ". [أخرجه البخاري].

52. "حضــرت انس بن مالک رضـــي الله عنه ســـے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: رســـول الله ﷺ کی انگوٹھی پر یہ نقش تھا: محمد ایک سطر میں، رسول ایک سطر میں، اور الله ایک سطر میں". [اسے بخاری نے روایت کیا ہے].

53. "عَنْ أَنَس بن مالك رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلاَءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ". [أخرجه أبو داود والترمذي والنسائي].

53. "حضرت انس بن مالک رضي الله عنه سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے تھے". [اسے ابو داود، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے].

54."عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، فَكَانَ فِي يَدِهِ ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ وعُمَرَ رضـي الله عنهما، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُثْمَانَ رضـــي الله عنه، حَتَّى وَقَعَ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ نَقْشُهُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ". [أخرجه أبو داود].

54. "حضرت ابن عمر رضي الله عنهما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول الله ﷺ نے وَرِق کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ وہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں رہی، پھر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضي الله عنهما کے ہاتھ میں رہی، پھر حضـــرت عثمان رضـــي الله عنه کے ہاتھ میں رہی، یہاں تک کہ وہ بئرِ اَریس میں گر گئی۔ اس پر نقش تھا: محمد رسول الله". [اسے ابو داود نے روایت کیا ہے].

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ انگوٹھی پہلے نبی ﷺ کے ہاتھ میں تھی، پھر آپ ﷺ کے وصـــال کے بعد حضـرت ابو بکر رضـي الله عنه کے پاس رہی، پھر ان کے بعد حضـرت عمر رضـي الله عنه کے پاس، اور ان کے بعد حضرت عثمان رضي الله عنه کے پاس رہی۔

- **فائدہ:**

انگوٹھی کے گم ہونے کے بارے میں دو قول ہیں: آیا وہ خود حضرت عثمان رضي الله عنه سے گم ہوئی، یا ان کے دور میں کسی اور کے ہاتھ سے گم ہوئی۔

- پہلا قول:

حضـرت عثمان رضـي الله عنه بئرِ اَریس کے کنارے بیٹھے تھے کہ انگوٹھی کنویں میں گر گئی۔ بعض لوگ حضـرت عثمان رضـي الله عنه سے بغض رکھتے تھے، اس لیے انہوں نے کہا کہ حضـرت عثمان رضـي الله عنه نے انگوٹھی بیچ دی، حالانکہ حضـرت عثمان رضـي الله عنه نے انگوٹھی نکالنے کے لیے بہت کوشش کی مگر وہ نہ مل سکی۔

- دوسرا قول:

یہ انگوٹھی حضرت عثمان رضي الله عنه کے زمانے میں حضرت مُعیقیب رضي الله عنه کے ہاتھ سے بئرِ اَریس میں گری۔ حضــرت عثمان رضــي الله عنه نے انہیں مہر لگانے کے لیے انگوٹھی دی تھی۔ وہ کنویں کے پاس کھڑے تھے کہ انگوٹھی گر گئی۔ روایات میں آتا ہے کہ لوگوں نے تین دن تک کنویں کا پانی نکال نکال کر تلاش کیا مگر انگوٹھی نہ ملی، پھر وہ مایوس ہوگئے۔ اس کے بعد یہ انگوٹھی نہ حضرت علی رضي الله عنه کے پاس پہنچی اور نہ کسی اور صحابی کے پاس۔

****

13. نبی ﷺ کے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات

55. "عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ فِي يَمِينِهِ". [أخرجه النسائي].

55. "حضرت علی بن ابی طالب رضي الله عنه سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے"۔ [اسے نسائی نے روایت کیا ہے]۔

56. "عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ، وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، وَنَهَى أَنْ يَنْقُشَ أَحَدٌ عَلَيْهِ وَهُوَ الَّذِي سَقَطَ مِنْ مُعَيْقِيبٍ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ". [أخرجه الترمذي].

56. "حضرت ابنِ عمر رضي الله عنهما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی، اور اس کا فَصّ اپنی ہتھیلی کی طرف رکھا، اور اس میں محمد رسول اللہ نقش کروایا، نیز آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص اس نقش جیسا نقش بنوائے۔ یہی وہ انگوٹھی تھی جو مُعیقیب سے بئرِ اَریس میں گر گئی تھی"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- مُعیقیب: ایک جلیل القدر صحابی جنہوں نے بیعتِ رضوان میں شرکت کی تھی۔

- بئرِ اَریس: یہ کنواں مسجدِ قباء کے قریب واقع تھا، بعد میں مسجد کی توسیع کے لیے اسے بند کر دیا گیا۔

- **فوائد:**

- نبی ﷺ اپنی انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے، جبکہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضي الله عنهما بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

- نبی ﷺ نے انگوٹھی اس لیے بنوائی تھی تاکہ عجم کے بادشاہوں کو خطوط بھیج سکیں، کیونکہ وہ بغیر مہر کے خط قبول نہیں کرتے تھے۔

- نبی ﷺ نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کو خطوط بھیجے۔

- انگوٹھی پہلے نبی ﷺ کے ہاتھ میں رہی، اس کے بعد حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضي الله عنهم کے پاس رہی، یہاں تک کہ بئرِ اَریس میں گر گئی۔ حضرت عثمان رضي الله عنه نے اسے نکالنے کی بھرپور کوشش کی مگر وہ نہ مل سکی۔

- انگوٹھی پر نقش تھا: "محمد رسول الله"۔ محمد ایک سطر میں، رسول ایک سطر میں، اور الله ایک سطر میں۔

- آپ ﷺ کی انگوٹھیوں کی اقسام :

1. وَرِق کی انگوٹھی (چاندی کی)، جس کا فَصّ حبشی تھا، یعنی یا تو وہ حبشہ سے تھا یا اس کا رنگ اہلِ حبشہ کے رنگ جیسا سیاہ تھا۔
2. چاندی کی انگوٹھی جس کا فَصّ بھی چاندی ہی کا تھا۔

اکثر احادیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ تو کیا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا بھی درست ہے؟

جی ہاں، علماء کے مطابق ایسا کرنا درست ہے۔

****

14. بعض وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے بارے میں وارد ہوئے ہیں

57. "عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَتْ قَبِيعَةُ سَيْفِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ". [أخرجه أبو داود والترمذي].

57. "حضرت انس رضي الله عنه سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی تلوار کی قَبیعہ چاندی کی تھی"۔ [اسے ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- تلوار کی قَبیعہ: تلوار کے دستے کے آخری حصے کو کہتے ہیں تاکہ ہاتھ نہ پھسلے۔ اس طرح کی چیزوں میں چاندی کا استعمال جائز ہے، البتہ سونے کی آرائش جائز نہیں۔

58. "عن ابن سيرين قال: صنعت سيفي على سيف سمرة بن جندب، وزعم سمرة أنّه صنع سيفه على سيف رسول الله ﷺ وكان حنفيّا". [أخرجه أحمد والترمذي].

58. "ابنِ سیرین کہتے ہیں: میں نے اپنی تلوار سمرہ بن جُندب کی تلوار کے مطابق بنوائی، اور سمرہ کا کہنا تھا کہ انہوں نے اپنی تلوار رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے مطابق بنوائی تھی، اور وہ حَنفیَّہ تھی"۔ [اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- حَنفیَّہ: یہ بنو حنیفہ قبیلے کی طرف نسبت ہے، اور یہ قبیلہ تلوار سازی میں مشہور تھا، اس لیے وہ تلوار حَنفیَّہ کہلاتی تھی۔ اسی طرح بعض تلواریں یمنی بھی ہوتی تھیں۔

****

15. رسول اللہ ﷺ کی زرہ کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات

59. "عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ، فَنَهَضَ إِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ، فَأَقْعَدَ طَلْحَةَ تَحْتَهُ، وَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَوْجَبَ طَلْحَةُ ". [أخرجه الترمذي و الحاكم في المستدرك].

59. "حضرت زبیر بن عوام رضي الله عنه سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: اُحد کے دن نبی ﷺ کے جسمِ مبارک پر دو زرہیں تھیں۔ آپ ﷺ ایک چٹان پر چڑھنے لگے مگر نہ چڑھ سکے، پھر آپ ﷺ نے طلحہ کو اپنے نیچے بٹھایا اور نبی ﷺ چڑھ کر چٹان پر سیدھے کھڑے ہوگئے۔ زبیر رضي الله عنه کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: طلحہ نے جنّت واجب کر لی"۔ [اسے ترمذی اور حاکم نے المستدرک میں روایت کیا ہے]۔

- زرہ: لوہے کا ایسا لباس جو ہتھیاروں سے حفاظت کے لیے قمیص کی طرح پہنا جاتا ہے۔ زرہیں لوہے کی تختیوں سے بنتی تھیں، اور بعض میں حفاظت زیادہ کرنے کے لیے زنجیریں بھی ملی ہوتی تھیں۔

- طلحہ نے جنت واجب کر لی: یعنی انہوں نے ایسا عمل کیا جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنت واجب فرما دی۔

- **فائدہ:**

اس حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ اُحد کے دن چٹان پر چڑھے تاکہ مسلمان آپ ﷺ کو دیکھ لیں، اور اس افواہ کی تردید ہوجائے کہ آپ ﷺ شہید ہوگئے ہیں۔

رہے حضرت طلحہ رضي الله عنه، تو انہوں نے نبی ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے اتنی شدید تکالیف برداشت کیں کہ زخموں کی کثرت سے ان کا ہاتھ مفلوج ہوگیا اور پوری زندگی اسی حالت میں رہا۔ انہوں نے اپنے جسم کو سیڑھی بنایا جس پر نبی ﷺ کھڑے ہوئے۔ اس وقت صحابۂ کرام کہا کرتے تھے: اُحد کا پورا دن طلحہ کے نام رہا۔

اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اے طلحہ، اور ہماری طرف سے آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ اے اللہ! ہمیں ہمارے نبی محمد ﷺ اور ان کے صحابۂ کرام کے ساتھ اٹھانا۔

60. "عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رضى الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ، قَدْ ظَاهَرَ بَيْنَهُمَا". [أخرجه ابن الجارود في المنتقى].

60. "حضرت سائب بن یزید رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جسمِ مبارک پر اُحد کے دن دو زرہیں تھیں، اور آپ ﷺ نے ایک کو دوسری کے اوپر پہنا ہوا تھا"۔ [اسے ابن الجارود نے المنتقیٰ میں روایت کیا ہے]۔

- ایک کو دوسری کے اوپر پہنا ہوا تھا: یعنی دونوں زرہیں ایک ساتھ پہن رکھی تھیں۔

ومضہ

آپ ﷺ ڈرانے والے، خوشخبری سنانے والے، اور چراغِ روشن تھے۔

ذرا تصور کیجیے:
آپ ﷺ غارِ حرا سے اتر رہے ہیں،
وحی کی ہیبت سے کانپ رہے ہیں،
شِعبِ ابی طالب میں محصور ہیں،
طائف میں پتھر مارے جا رہے ہیں،
مکہ میں داخل ہونے سے روکے جا رہے ہیں،
آپ ﷺ کے قتل کی سازش کی جا رہی ہے،
اور آپ ﷺ کا خون قبائل میں تقسیم کرنے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے،
ہجرت کے دن آپ ﷺ کا تعاقب کیا جا رہا ہے،
اُحد کے دن آپ ﷺ اپنے چہرۂ مبارک سے خون صاف کر رہے ہیں،
اور ایک یہودی عورت کے دیے ہوئے زہر کی تکلیف بیان فرما رہے ہیں۔

آپ ﷺ نے اس دین کو ہم تک پہنچانے کے لیے کتنی مشقت برداشت کی۔

ﷺ

پس غفلت نہ کرو۔

"اقتباس"

اے اللہ! محمد اور آلِ محمد پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، بے شک تو تعریف کے لائق، بزرگی والا ہے۔

اور محمد اور آلِ محمد پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو تعریف کے لائق، بزرگی والا ہے۔

****

16. رسول اللہ ﷺ کے مِغفر کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات

61. "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ مِغْفَرٌ، فَقِيلَ لَهُ: هَذَا ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: اقْتُلُوه". [أخرجه البخاري ومسلم].

61. "حضرت انس بن مالک رضي الله عنه سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ ﷺ نے مغفر پہن رکھا تھا۔ پھر آپ ﷺ سے کہا گیا: یہ ابنِ خَطَل ہے جو کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کر دو"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- مِغفر: ایسا حفاظتی لباس جو سر کے مطابق بُنا جاتا ہے اور خود کی طرح پہنا جاتا ہے۔

- ابنِ خَطَل: فتح مکہ کے دن نبی ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا۔ اس کے پاس ایک خادم تھا جو مسلمان ہوگیا تھا، مگر اس نے اسے قتل کر دیا۔ وہ اشعار کے ذریعے نبی ﷺ کی ہجو کرتا تھا، اور اس نے دو گانے والی لونڈیاں بھی رکھی ہوئی تھیں جو نبی ﷺ کی ہجو گاتی تھیں۔ ابنِ خَطَل پہلے مسلمان تھا، پھر مرتد ہوگیا۔

اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے دین پر ثابت قدمی کا سوال کرتے ہیں۔

****

17. رسول اللہ ﷺ کے عمامہ کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات

62. "عن جابر قال: دخل النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَيْهِ عِمامة سوداء". [أخرجه مسلم].

62. "حضرت جابر رضي الله عنه سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے سرِ مبارک پر سیاہ عمامہ تھا"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- عمامہ: ایسا لباس جو سر پر لپیٹا جاتا ہے۔

63. "عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ .قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ، يَفْعَلُ ذَلِكَ .قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: وَرَأَيْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَسَالِمًا يَفْعَلاَنِ ذَلِكَ". [أخرجه الترمذي].

63. "حضرت ابنِ عمر رضي الله عنهما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ جب عمامہ باندھتے تو اس کا ایک حصہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا دیتے تھے۔ نافع کہتے ہیں: حضرت ابنِ عمر رضي الله عنهما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ عبید اللہ کہتے ہیں: میں نے قاسم بن محمد اور سالم کو بھی ایسا کرتے دیکھا ہے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- عمامہ باندھتے: یعنی سر پر عمامہ پہنتے۔

- ایک حصہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا دیتے: یعنی عمامہ کا پچھلا لٹکتا ہوا حصہ دونوں کندھوں کے درمیان ہوتا تھا۔ یہ وہ کپڑا ہوتا تھا جو عمامہ لپیٹنے کے بعد باقی رہ جاتا تھا۔

عمامے کی دو قسمیں تھیں:

1. مکمل لپیٹا ہوا عمامہ۔
2. ایسا عمامہ جس کا پچھلا لٹکتا ہوا حصہ ہو۔

64. "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضـــي الله عنه : أَنَّ النَّبِيَّ صَــلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَــلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِصَــابَةٌ دَسْمَاءُ". [أخرجه البخاري].

64. "حضرت ابنِ عباس رضي الله عنهما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا جبکہ آپ ﷺ کے سرِ مبارک پر ایک دَسْماء عصابہ تھا"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

- عصابہ: سر کا عمامہ۔

- دَسْماء: سیاہی مائل، جو بالوں کے تیل سے متاثر ہو گئی ہو۔

نبی ﷺ نے سیاہ عمامہ بھی پہنا اور اس کے علاوہ دوسرے عمامے بھی پہنے۔

****

18. رسول اللہ ﷺ کے ازار کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات

65. "عَنْ أَبِی بُرْدَةَ رضی الله عنه قَالَ: أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ رضی الله عنها ، كِسَاءً مُلَبَّدًا وَإِزَارًا غَلِيظًا، فَقَالَتْ: قُبِضَ رُوحُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَيْنِ". [أخرجه البخاري ومسلم].

65. "حضرت ابو بُردہ رضي الله عنه سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضي الله عنها نے ہمارے سامنے ایک مُلبَّد چادر اور ایک موٹا ازار نکالا، پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی روحِ مبارک انہی دو کپڑوں میں قبض کی گئی تھی"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- چادر: کپڑا۔

- مُلبَّد: پیوند لگا ہوا۔

- ازار: ایسا لباس جو جسم کے نچلے حصے کو ڈھانپے۔

- موٹا: بھاری۔

66. "عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضي الله عنه قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ بِعَضَلَةِ سَاقِي أَوْ سَاقِهِ، فَقَالَ: هَذَا مَوْضِعُ الإِزَارِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلُ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَلاَ حَقَّ لِلإِزَارِ فِي الْكَعْبَيْنِ".[أخرجه الترمذي وابن ماجه والنسائي].

66. "حضرت حذیفہ بن یمان رضي الله عنه سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میری پنڈلی کے پٹھے، یا اپنی پنڈلی کے پٹھے کو پکڑا، پھر فرمایا: ازار کی جگہ یہ ہے، اگر تم اس سے نیچے رکھو تو اور نیچے، لیکن اگر اس سے بھی نیچے کرو تو ازار کو ٹخنوں تک پہنچانے کا کوئی حق نہیں"۔ [اسے ترمذی، ابنِ ماجہ اور نسائی نے روایت کیا ہے]۔

- ازار: ایسا لباس جو جسم کے نچلے حصے کو ڈھانپے۔

- ازار کو ٹخنوں تک پہنچانے کا کوئی حق نہیں: یعنی ازار ٹخنوں کو نہ ڈھانپے۔ اگر ازار ٹخنوں کے آغاز تک یا نصف پنڈلی تک ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

نبی ﷺ کا ازار نصف پنڈلی تک ہوتا تھا۔

****

19. رسول اللہ ﷺ کی چال کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات

67. "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ، وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي مِشْيَتِه مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّمَا الأَرْضُ تُطْوَى لَهُ، إِنَّا لَنُجْهِدُ أَنْفُسَنَا، وَإِنَّهُ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ". [أخرجه أحمد والترمذي].

67. "حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی، گویا سورج آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک میں رواں تھا۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تیز چلنے والا کوئی نہیں دیکھا، گویا زمین آپ ﷺ کے لیے لپیٹی جاتی تھی۔ ہم اپنے آپ کو مشقت میں ڈال دیتے تھے، جبکہ آپ ﷺ پر اس کا کوئی بوجھ محسوس نہیں ہوتا تھا"۔ [اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- **فائدہ:**

- آپ ﷺ کی چال تیز تھی، اور صحابۂ کرام آپ ﷺ کے ساتھ چلنے میں اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتے تھے، جبکہ آپ ﷺ اپنی پوری سکینت اور وقار کے ساتھ چلتے تھے۔

- گویا سورج آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک میں رواں تھا۔ سبحان اللہ! نبی ﷺ کے چہرۂ مبارک میں حسن کی روانی کو سورج کی اپنے مدار میں روانی سے تشبیہ دی گئی۔ آپ ﷺ کا جمال بیان سے باہر ہے، اور کیسے نہ ہو جبکہ آپ ﷺ تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔

68. "عَنْ عَلِيِّ بن أبي طالب كرم الله وجهه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا ؛ كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ".[أخرجه الترمذي].

68. "حضـرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجهه سـے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: رسـول اللہ ﷺ جب چلتے تو آگے کی طرف جھک کر چلتے، گویا آپ ﷺ کسـی بلند جگہ سے اتر رہے ہوں"۔ [اسـے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- آگے کی طرف جھک کر چلتے: یعنی جسم مبارک آگے کی طرف مائل ہوتا۔

- صَبَب: زمین کا ڈھلوان حصہ۔

مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ مضـبوط اور تیز چال چلتے تھے، تو جسـم مبارک آگے کی طرف مائل ہوتا، گویا آپ ﷺ کسـی اونچی جگہ سے اتر رہے ہوں۔ آپ ﷺ اپنے پاؤں زمین سے واضـح طور پر قوت کے سـاتھ اٹھاتے تھے۔ یہ اہلِ عزم، ہمت اور شجاعت کی چال ہے، اور چالوں میں سب سے معتدل، اعضاء کے لیے سب سے آرام دہ، اور اکڑ کر یا ناز و نرمی سے چلنے سے سب سے دور ہے۔

- **فائدہ:**

رسول اللہ ﷺ سے چال کی کچھ اور صورتیں بھی وارد ہوئی ہیں، ان میں سے:

- رَمَل: یہ چھوٹے چھوٹے قدموں کے سـاتھ تیز چلنے کو کہتے ہیں، اسـے خَبَب بھی کہا جاتا ہے۔ صـحیح حدیث میں حضـرت ابنِ عمر رضـي اللہ عنهما سـے روایت ہے: "نبی ﷺ نے اپنے طواف میں تین چکروں میں خَبَب کیا اور چار چکروں میں معمول کے مطابق چلے۔ "

- نَسَلان: یہ ہلکی دوڑ ہے جو چلنے والے کو پریشـان نہیں کرتی اور چھوٹے قدموں کے سـاتھ اسـے تھکاتی نہیں۔ بعض مسـانید میں آیا ہے کہ حجۃ الوداع میں پیدل چلنے والوں نے رسـول اللہ ﷺ سـے چلنے کی مشـقت کی شکایت کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اسْتَعِينُوا بِالنَّسَلَانِ". [صححه الألباني].

"نَسَلان سے مدد لو"۔ [اسے البانی نے صحیح قرار دیا ہے]۔

ومضہ

**دل آپ ﷺ کے ذکر میں حیران ہو جاتا ہے،
پھر مجھ سے پوچھتا ہے: میں آپ ﷺ سے کب ملوں گا؟**

**میں اسے صبر دلاتا ہوں اور اس کا عذر قبول کرتا ہوں،
کیونکہ جو آپ ﷺ سے محبت کرتا ہے، وہ آپ ﷺ کو بھول نہیں سکتا۔**

**دل بھی حیران ہے، فکر بھی حیران ہے،
نغمہ بھی حیران ہے، شعر بھی حیران ہے۔**

**یا رسول اللہ! آخر کیا راز ہے
کہ اربوں دلوں کی آرزو آپ ﷺ کی ملاقات ہے؟**

یا رسول اللہ! اے میری جان،
اے ذکرِ الٰہی کو اٹھانے والے،

یا رسول اللہ! میرے دل میں
محبت کے پیغامات ہیں۔

یہاں قافلے کے آخر میں
ایک محب ہے جس کا مقصود آپ ﷺ کی زیارت ہے۔

الحمد للہ، جس نے ہمیں آپ ﷺ کے شمائل اور اخلاق کی تعلیم سے نوازا۔ الحمد للہ، جس نے ہمیں آپ ﷺ کی محبت سے نوازا۔

اے اللہ! ہمیں خوابوں میں آپ ﷺ کی زیارت سے نواز، کہ آپ ﷺ ہمیں نصیحت فرمائیں، ہمیں ثابت قدم رکھیں، ہمیں تسلی دیں، اور ہمارے چہروں پر مسکرائیں۔

اے اللہ! ہمیں اپنے فردوسِ اعلیٰ میں آپ ﷺ کی رفاقت اور ہمیشہ ہمیشہ آپ ﷺ کی صحبت عطا فرما۔

اپنے آپ سے پوچھو: کیا رسول اللہ ﷺ کی محبت تمہارے دل میں دن بہ دن بڑھ رہی ہے؟

کیا تم رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھنے کے شوق کے ساتھ سوتے ہو؟

کیا تم نے اپنے دل میں آپ ﷺ کا وصف دیکھنا شروع کیا ہے؟

کیا اللہ عز وجل سے نبی ﷺ کی مجاورت اور فردوسِ اعلیٰ میں آپ ﷺ کی صحبت مانگنا تمہاری اہم ترین دعاؤں میں شامل ہے؟

ہم اللہ کے محتاج ہیں، اور جب تک منزل تک نہ پہنچ جائیں گے، رُکیں گے نہیں۔ اے اللہ! ہم تجھ سے پہنچنے کا سوال کرتے ہیں۔

****

20. رسول اللہ ﷺ کی نشست کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات

69. "عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ رضي الله عنها، أَنَّهَا رَأَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ قَالَتْ: فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجِلْسَةِ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ" .[أخرجه أبو داود].

69. "حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضي الله عنها سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں قُرفصاء بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ فرماتی ہیں: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس نشست میں خشوع کے ساتھ بیٹھے دیکھا تو آپ ﷺ کی ہیبت سے مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی"۔ [اسے ابو داود نے روایت کیا ہے]۔

- قُرفصاء: یہ ہے کہ آدمی اپنے سرین پر بیٹھے، اپنی رانوں کو پیٹ سے ملا لے، اور انہیں سمیٹنے کے لیے اپنے ہاتھ پنڈلیوں پر رکھ لے۔

- خشوع کے ساتھ بیٹھے ہوئے: یعنی آپ ﷺ پر خشوع ظاہر تھا۔

- مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی: یعنی نبی ﷺ کی تعظیم اور ہیبت کی وجہ سے خوف اور اضطراب طاری ہوگیا۔ جس نے نبی ﷺ کو دور سے دیکھا وہ آپ ﷺ سے مرعوب ہوا، اور جس نے قریب سے دیکھا وہ آپ ﷺ سے محبت کرنے لگا۔

70. "عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيم، عَنْ عَمّه رضي الله عنه، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الأُخْرَى". [أخرجه البخاري ومسلم].

70. "عباد بن تمیم اپنے چچا رضي الله عنه سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا، اس حال میں کہ آپ ﷺ نے اپنی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- چت لیٹے ہوئے: یعنی پشت کے بل لیٹے ہوئے، یا زمین پر پیٹھ کے بل آرام فرما تھے۔

71. "عن أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيّ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ احْتَبَى بِيَدَيْهِ". [أخرجه أبو داود].

71. "حضرت ابو سعید خدری رضي الله عنه سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھوں سے احتباء فرماتے"۔ [اسے ابو داود نے روایت کیا ہے]۔

- اپنے ہاتھوں سے احتباء فرماتے: احتباء یہ ہے کہ آدمی اپنی کمر اور پنڈلیوں کو کسی کپڑے یا رسی سے جمع کر لے، جسے وہ ٹیک لگانے کے قائم مقام بنا لیتا ہے۔

- **فائدہ:**

قدیم زمانے میں کہا جاتا تھا: احتباء عربوں کی دیواریں ہیں۔

احتباء کی نشست بالکل قُرفصاء کی نشست کی طرح ہے، یعنی آدمی اپنے دونوں پاؤں پیٹ کی طرف سمیٹتا ہے، لیکن انہیں ہاتھوں سے سمیٹنے کے بجائے کسی کپڑے یا رسی سے جسم کے گرد باندھ کر مضبوط کر لیتا ہے۔ یہ نشست ٹیک لگانے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

- اگر ہاتھوں سے احتباء کرے تو یہ قُرفصاء ہے۔
- اگر رسی سے احتباء کرے تو یہ احتباء ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے کچھ اور نشستیں بھی وارد ہوئی ہیں:

- اِقعاء کی نشست: نماز کے تشہد جیسی نشست، جس میں آدمی اپنے پاؤں کھڑے رکھتا ہے، سرین کو ایڑیوں سے ملا دیتا ہے، اور ہاتھ رانوں پر رکھتا ہے۔

- اِقعاء کی دو قسمیں ہیں :

1. سنت کے مطابق اِقعاء، رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی میں۔ حبر الامت اور ترجمان القرآن حضرت ابنِ عباس رضي الله عنهما نے اس نشست کے بارے میں فرمایا: "یہ تمہارے نبی ﷺ کی نشست ہے۔ "
2. وہ اِقعاء جو صرف نماز میں منع ہے، یعنی کتے کی طرح بیٹھنا۔ یہ پہلے اِقعاء سے ملتا جلتا ہے، مگر اس میں آدمی آگے جھکتا ہے اور گھٹنوں پر زور ڈالتا ہے۔ سامنے سے دیکھا جائے تو درندے کے بیٹھنے جیسا معلوم ہوتا ہے، اور یہ جانوروں کی نشست کی طرح ہے۔ یہ نشست صرف نماز میں منع ہے۔

- چار زانو بیٹھنا: آدمی بیٹھے، گھٹنے موڑے، اور ایک پاؤں دوسرے پر رکھے۔

رسول اللہ ﷺ سے وارد تمام نشستیں:

1. قُرفصاء کی نشست۔
2. احتباء کی نشست۔
3. پشت کے بل لیٹنا۔
4. اِقعاء کی نشست، تشہد کی نشست کی طرح۔
5. چار زانو بیٹھنا۔

ومضہ

اپنے نبی ﷺ کی نشستوں کی اقتداء کرو اور ان سب کو اجر کی نیت سے اختیار کرو۔ صرف اسی لیے نہیں، بلکہ صاحبِ سنت محمد ﷺ کی محبت میں بھی، تاکہ آپ ﷺ کی پیروی اور آپ ﷺ کی سنت کے احیاء کا ثواب پا سکو۔

اے اللہ! ہمیں اپنے نبی محمد ﷺ کے طریقے کی پیروی میں مدد عطا فرما۔

نیتوں کے بغیر نہ پڑھو، بلکہ ہر بار نیتوں کو اپنے دل سے گزارو۔

شمائلِ محمدیہ میں جو بھی سنت تم نے پڑھی اور سیکھی ہے، اسے اپنانے کے لیے اپنے نفس سے مجاہدہ کرو۔

﴿إن يَعْلَمَ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا﴾ [الأنفال: 70]

﴿ دو کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو جو (مال) تم سے چھن گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عنایت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے﴾ [الأنفال: 70]

شمائلِ محمدیہ میں جو کچھ تم نے سیکھا ہے، اسے دوسروں کو سکھاؤ، اس نیت سے کہ نبی ﷺ کے ذکر کو بلند کرنا ہے، اور اپنی ذات، اپنے گھر اور اپنے اردگرد لوگوں میں آپ ﷺ کی سنت کا احیاء کرنا ہے۔ یہ شمائل ایک عظیم رزق ہیں، اسے دل سے محسوس کرو۔ نبی ﷺ کے وصف پر غور کرو، آپ ﷺ کے کھانے، آپ ﷺ کی نشستیں، آپ ﷺ کی عادات یاد کرو۔ یہاں تک کہ اس کتاب کو پڑھتے ہوئے یا نوٹس لکھتے ہوئے بھی اللہ کے ہاں اجر کی نیت کرو، اور رسول اللہ ﷺ سے اپنی محبت کو دل میں محسوس کرو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے سوال کرو کہ ان شمائل کی برکت سے وہ تمہیں بغیر حساب اور عذاب کے اپنے جوار اور اپنے نبی ﷺ کے جوار میں فردوسِ اعلیٰ عطا فرمائے۔

****

21. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے تکیہ لگانے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

72. "عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ عَلَى يَسَارِهِ" .[أخرجه الترمذي].

72. "جابر بن سمره رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول الله ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے بائیں جانب ایک تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

73. "عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيه رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ: أَلاَ أُحَدِّثُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ قَالُوا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: الإشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، قَالَ: وَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَّكِئًا قَالَ: وَشَهَادَةُ الزُّورِ، -أَوْ- قَوْلُ الزُّورِ، قَالَ: فَمَا زَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ" .[أخرجه البخاري ومسلم].

73. "عبد الرحمن بن ابی بکره اپنے والد رضي الله عنه سے روایت کرتے ہیں کہ رسول الله ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں سب سے بڑے کبیرہ گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟" صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں، یا رسول الله۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "الله کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔" پھر رسول الله ﷺ بیٹھ گئے، جبکہ آپ پہلے ٹیک لگائے ہوئے تھے، پھر فرمایا: "اور جھوٹی گواہی دینا" یا فرمایا: "جھوٹی بات کہنا۔" راوی کہتے ہیں: رسول الله ﷺ یہ بات بار بار فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے دل میں کہا: کاش آپ خاموش ہو جائیں"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

74. "عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا أَنَا فَلاَ آكُلُ مُتَّكِئًا".[أخرجه البخاري].

74. "ابو جحیفہ رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول الله ﷺ نے فرمایا: "میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

- **فائدہ:**

دنیا والوں کو ٹیک لگا کر کھانے سے روکا گیا ہے، کیونکہ یہ اہلِ جنت کی صفات میں سے ہے۔ شیخ حسن الحسینی جزاہ الله عنا خیر الجزاء فرماتے ہیں: جب بھی تم کھانا کھاؤ تو اپنے آپ سے کہو: میں دنیا میں ٹیک لگا کر نہیں کھاؤں گا، تاکہ جنت میں اہلِ جنت کے ساتھ آمنے سامنے تختوں پر ٹیک لگا کر کھانے کی سعادت حاصل کروں۔

****

22. بعض وہ روایات جو رسول الله ﷺ کے سہارے سے چلنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

تُکأہ اور اتِّکاء میں فرق ہے۔

تُکأہ: بیٹھنے کی حالت میں ہوتی ہے۔

اتِّکاء: چلتے وقت کسی کے سہارے ہونے کو کہتے ہیں، جیسے بیماری یا کسی عارضے کی حالت میں۔

75. "عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ كَانَ شَاكِيًا فَخَرَجَ يَتَوَكَّأُ عَلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قِطْرِيٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِهِ فَصَلَّى بِهِمْ". [أخرجه أحمد].

75. "انس رضي الله عنه سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بیمار تھے، پھر آپ اسامہ بن زید رضي الله عنه پر سہارا لیے ہوئے باہر تشریف لائے۔ آپ پر ایک قِطری چادر تھی جسے آپ نے لپیٹ رکھا تھا، پھر آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی"۔ [اسے احمد نے روایت کیا ہے]۔

- بیمار تھے: یعنی مرض میں مبتلا تھے۔

- قِطری چادر: قِطری کپڑا وہ تھا جسے نبی ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری زمانے میں استعمال فرمایا۔ اس میں سرخی مائل رنگ ہوتا تھا اور وہ بحرین میں تیار کیا جاتا تھا۔

****

23. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے کھانے کی کیفیت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

76. "عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ". [أخرجه مسلم وأبو داود والترمذي].

76. "انس رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تین انگلیاں چاٹتے تھے"۔ [اسے مسلم، ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- اپنی تین انگلیاں چاٹتے: یعنی کھانے کے بعد انہیں منہ سے صاف کرتے تھے۔

ہر کھانا تین انگلیوں سے نہیں کھایا جاتا، بلکہ مراد وہ کھانا ہے جو تین انگلیوں سے کھایا جا سکے، جیسے کھجور وغیرہ۔ البتہ چاول جیسی چیز تین انگلیوں سے نہیں کھائی جا سکتی۔

لہٰذا ضروری ہے کہ ہم سنت کو صحیح طریقے سے سمجھیں، اور انگلیاں چاٹنا ایک ایسی سنت ہے جو ترک کر دی گئی ہے، ہمیں اسے زندہ کرنا چاہیے۔

قال رسول الله ﷺ: "إذا أكل أحدكم طعاماً فلا يمسح يده حتى يَلعقها أو يُلعِقها".[أخرجه البخاري ومسلم].

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو ہاتھ نہ پونچھے یہاں تک کہ اسے چاٹ لے یا کسی سے چٹوائے"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- **فائدہ:**

کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کے کھانے کے کس حصے میں برکت اور فائدہ ہو۔ ممکن ہے وہ تھوڑے کھانے میں ہو، یا آخری حصے میں، یا اس میں جو ہاتھ سے لگا رہ جائے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ اگر لقمہ گر جائے تو اس سے تکلیف دہ چیز ہٹا کر اسے کھا لیا جائے، اور تین انگلیاں پونچھنے سے پہلے چاٹی جائیں، اور برتن میں باقی رہ جانے والے کھانے کو بھی صاف کر کے کھایا جائے۔ اسی طرح ہمیں قصعہ کو بھی اچھی طرح صاف کرنے کا حکم دیا گیا۔

اس میں یہ بھی ہے کہ ہاتھ یا برتن میں کھانے کی باقیات نہ چھوڑی جائیں اور نہ ہی گری ہوئی چیز کو یونہی چھوڑ دیا جائے تاکہ شیطان اس سے فائدہ نہ اٹھائے۔

قال رسـول الله ﷺ: "إنَّ الشـيطانَ يَحضُـرُ أحدَكُمْ عِند كلِّ شَـيءٍ من شـأنه حتى يَحْضُـرَهُ عند طعامه ، فإذا سَـقَطَتْ من أحدِكمْ اللُّقْمَةُ فلْيُمِطْ ما كانَ بِها من أذًى ، ثُمَّ لِيَأْكُلْها وَ لا يَدَعْها لِلشـيطانِ ، فإذا فَرَغَ فلْيلْعَقْ أصَـابِعَهُ ، فإنَّه لا يَدرِي فِي أيِّ طعامِه تَكونُ البَرَكَةُ". [أخرجه مسلم وأحمد].

رسـول الله ﷺ نے فرمایا: "شـیطان تم میں سے ہر شـخص کے ہر کام کے وقت حاضر ہوتا ہے، یہاں تک کہ اس کے کھانے کے وقت بھی حاضر ہوتا ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس سے تکلیف دہ چیز ہٹا دے، پھر اسے کھا لے اور شـیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ اور جب کھانا ختم کر لے تو اپنی انگلیاں چاٹے، کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے"۔ [اسے مسلم اور احمد نے روایت کیا ہے]۔

انگلیاں چاٹنے میں نعمت کی قدر کرنا بھی ہے، اور اس میں عاجزی اور تواضـــع کا اظہار ہے، نیز کھانے کے بچے ہوئے حصے سے تکبر نہ کرنا بھی شامل ہے، جیسا کہ بعض خوشحال لوگ کرتے ہیں۔

77. "عن مُصْعَبُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالك رضى الله عنه يَقُولُ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ فَرَأَيْتُهُ يَأْكُلُ وَهُوَ مُقْعٍ مِنَ الْجُوعِ". [أخرجه أحمد وأبو داود].

77." مُصـعب بن سـلیم کہتے ہیں: میں نے انس بن مالک رضـي الله عنه کو یہ کہتے ہوئے سـنا کہ رســول الله ﷺ کی خدمت میں کھجوریں پیش کی گئیں، تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ بھوک کی شــدت کی وجہ سے اِقعاء کی حالت میں بیٹھ کر کھا رہے تھے"۔ [اسے احمد اور ابو داود نے روایت کیا ہے]۔

- اِقعاء کی حالت میں: یعنی کمزوری اور شدید بھوک کی وجہ سے کسی سہارے کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، جیسے ایسا شخص جس کے جسم میں کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی ہو۔

اس وقت آپ ﷺ شدید بھوک اور تھکن کی وجہ سے سہارا لے کر کھانا تناول فرما رہے تھے۔

ومضہ

حبیب ﷺ پر درود پڑھتے رہو..
کیونکہ آپ پر درود نور بھی ہے اور پاکیزگی بھی..

آپ پر سلام ہو اس دن جب تمام مخلوق اپنی فکر میں مشغول ہوگی..
اور آپ شفقت کے ساتھ پکار رہے ہوں گے:
میری امت .. میری امت

آپ ﷺ پر کثرت سے درود و سلام بھیجو۔

شمائلِ رسول الله ﷺ کی کتاب کو یوں ہی نہ گزرنے دو، بلکہ اس سے ایسے مقاصد حاصل کرو جن سے رسول اللہ ﷺ خوش ہوں۔

****

24. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کی روٹی کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

78."عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، أَنَّهَا قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". [أخرجه أحمد].

78. "عائشہ رضي الله عنها سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: آلِ محمد ﷺ نے دو دن مسلسل کبھی جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا". [اسے احمد نے روایت کیا ہے].

79. "عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ رضي الله عنه يَقُولُ: مَا كَانَ يَفْضُلُ عَنْ أَهْلِ بَيْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزُ الشَّعِيرِ". [أخرجه الترمذي وأحمد].

79. "سلیم بن عامر کہتے ہیں: میں نے ابو امامہ رضي الله عنه کو یہ کہتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں کے پاس جو کی روٹی ضرورت سے زیادہ نہیں بچتی تھی". [اسے ترمذی اور احمد نے روایت کیا ہے].

- ضرورت سے زیادہ نہیں بچتی تھی: یعنی کھانا اتنا کم ہوتا تھا کہ سب کھا لیا جاتا اور کچھ باقی نہ رہتا۔

80."عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبِيتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا هُوَ وَأَهْلُهُ لاَ يَجِدُونَ عَشَاءً وَكَانَ أَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيرِ".[أخرجه أحمد والترمذي وابن ماجه].

80. "ابن عباس رضي الله عنهما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہلِ خانہ کئی کئی راتیں بھوک کی حالت میں گزارتے تھے، انہیں رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا، اور ان کی زیادہ تر روٹی جو کی ہوتی تھی". [اسے احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے].

- بھوک کی حالت میں: یعنی بھوکے رہتے تھے۔

- انہیں رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا: یعنی رات کے کھانے کے لیے کچھ موجود نہ ہوتا تھا۔

81. "عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: أَكَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ؟ -يَعْنِي الْحُوَّارَى- فَقَالَ سَهْلٌ رضي الله عنه: مَا رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ .فَقِيلَ لَهُ: هَلْ كَانَتْ لَكُمْ مَنَاخِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: مَا كَانَتْ لَنَا مَنَاخِلُ .قِيلَ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ بِالشَّعِيرِ؟ قَالَ: كُنَّا نَنْفُخُهُ فَيَطِيرُ مِنْهُ مَا طَارَ ثُمَّ نَعْجِنُهُ". [أخرجه البخاري].

81." سہل بن سعد رضي الله عنه سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے کبھی نقی کھایا تھا؟ یعنی سفید باریک آٹا۔ تو سہل رضي الله عنه نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اللہ عز وجل سے ملاقات کرنے تک کبھی نقی نہیں دیکھا۔ ان سے یہ بھی پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تمہارے پاس چھلنی ہوتی تھی؟ انہوں نے فرمایا: ہمارے پاس چھلنی نہیں تھی۔ پوچھا گیا: تو تم لوگ جو کے ساتھ کیا کرتے تھے؟انہوں نے فرمایا: ہم اس میں پھونک مارتے تھے، تو جو کچھ اڑ جاتا وہ اڑ جاتا، پھر ہم اسے گوندھ لیتے تھے". [اسے بخاری نے روایت کیا ہے].

- نقی :ایسی صاف ستھری روٹی جو بھوسی وغیرہ سے پاک ہو، اور یہ جو کی روٹی کے علاوہ ہوتی تھی۔

- حُوَّارى :سفید آٹا۔

- چھلنی :وہ چیز جس سے آٹے کو چھانا جاتا ہے تاکہ اسے بھوسی اور میل کچیل سے صاف کیا جائے۔

- **فائدہ:**

یہاں اس روٹی کا حال بیان کیا گیا ہے جو رسول اللہ ﷺ تناول فرماتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چھلنی موجود نہیں تھی، بلکہ لوگ جو کے آٹے میں پھونک مارتے تھے، تو جو کچھ اڑ جاتا وہ اڑ جاتا، پھر باقی آٹے کو گوندھ لیا جاتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے ملاقات کرنے تک کبھی نقی نہیں کھایا، اور آپ کی زیادہ تر غذا جو کی روٹی تھی۔

جو کی روٹی صحت بخش ہوتی ہے، لیکن کھانے میں کچھ سختی رکھتی ہے کیونکہ وہ خشک ہوتی ہے، جبکہ سفید آٹا کھانے میں نرم محسوس ہوتا ہے لیکن نقصان دہ ہے۔

82. "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: مَا أَكَلَ نَبِيُّ اللهِ عَلَى خُوَانٍ وَلاَ فِي سُكرجَّةٍ، وَلاَ خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ .قَالَ: فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: فَعَلاَمَ كَانُوا يَأْكُلُونَ؟ قَالَ: عَلَى هَذِهِ السُّفَرِ". [أخرجه البخاري].

82. "انس بن مالک رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: اللہ کے نبی ﷺ نے نہ کبھی خُوان پر کھانا کھایا، نہ چھوٹے برتن میں، اور نہ آپ کے لیے باریک روٹی پکائی گئی۔ قتادہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: پھر وہ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ان دسترخوانوں پر جو بچھائے جاتے تھے"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

- خُوان: وہ اونچی چیز جس پر کھانا رکھ کر کھایا جائے، جیسے میز۔ یہ حرام نہیں، لیکن حدیث میں نبی ﷺ کی زندگی اور بعد کے لوگوں کی زندگی کے فرق کو بیان کیا گیا ہے۔

- چھوٹا برتن: ایسا چھوٹا برتن جس میں سالن یا اشتہا بڑھانے والی چیزیں رکھی جاتی ہیں۔

- دسترخوان: وہ چیز جو کھانے کے لیے بچھائی جاتی ہے۔

- **فائدہ:**

کھانے کے بارے میں نبی ﷺ کا طریقہ یہ تھا:

1. آپ تین انگلیوں سے کھاتے اور انہیں چاٹتے تھے۔
2. آپ ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے۔
3. آپ نہ میز پر کھاتے تھے اور نہ چھوٹے برتن میں۔
4. آپ نے وصال تک باریک روٹی نہیں کھائی۔
5. آپ دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے تھے۔

كان عيش رسول الله ﷺ خشناً، وفي الحديث الذي رواه عمر بن الخطاب رضي الله عنه حينما دخل على الرسول عليه الصلاة والسلام قال عمر: ".. ثم رفعت بصري في بيته فوالله ما رأيت فيه شيئاً يَرُدّ البصر غير أهبة ثلاثة، فقلت: ادعُ الله فليوسع على أمتك، فإن فارس والروم وُسّع عليهم وأعطوا الدنيا وهم لا يعبدون الله، وكان ﷺ متكئاً فقال: أَوَ فِى شك أنت يا ابن الخطاب؟ أولئك قوم عُجّلت لهم طيباتهم في الحياة الدنيا. فقلت: يا رسول الله استغفر لي". [أخرجه الترمذي].

رسول اللہ ﷺ کی زندگی سادہ تھی۔ عمر بن خطاب رضي الله عنه کی روایت میں ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوئے تو فرمایا: "پھر میں نے گھر میں نظر دوڑائی، اللہ کی قسم! مجھے وہاں تین کھالوں کے سوا کوئی چیز نظر نہ آئی۔ میں نے عرض کیا: اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ آپ کی امت پر وسعت

عطا فرمائے، کیونکہ فارس اور روم کو دنیا دی گئی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔" اس وقت رسول اللہ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: "اے ابنِ خطاب! کیا تم ابھی بھی شک میں ہو؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نعمتیں دنیا ہی میں انہیں جلد دے دی گئی ہیں۔" عمر رضي الله عنه کہتے ہیں: پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لیے استغفار فرمائیے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

وكما جاء في الصحيح: "ما شبع آل محمد من خبز الشعير يومين متتابعين".. "كان رسول الله يبيت الليالي المتتابعة وأهله طاوين (جائعين) لا يجدون عشاءً".

اور صحیح احادیث میں یہ بھی آیا ہے: "آلِ محمد ﷺ نے دو دن مسلسل جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی" اور "رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہلِ خانہ کئی کئی راتیں بھوک کی حالت میں گزارتے تھے، انہیں رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا۔"

اور اگر کھانا موجود بھی ہوتا تو وہ نہ نفیس ہوتا تھا اور نہ خاص اہتمام والا۔ ان کے زمانے میں ایسی چھلنیاں بھی نہیں تھیں جن سے آٹے کو اچھی طرح صاف کیا جا سکے، بلکہ لوگ اس میں پھونک مارتے تھے، پھر جو باقی رہتا اسی سے آٹا گوندھ لیا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات تک کبھی نقی نہیں کھایا۔

آج بھی مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو سخت زندگی، کم کھانے اور بے گھر ہونے کی تکلیف برداشت کر رہے ہیں، جبکہ کچھ دوسرے لوگ انتہائی آسائش میں زندگی گزار رہے ہیں، یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھ جاتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے آس پاس مسلمانوں کے حالات کا خیال رکھیں: رشتہ دار، پڑوسی، ساتھی، مزدور اور ان کے اہلِ خانہ، یتیم، بیوائیں اور غریب بستیاں۔ اگر تمہاری نظر کسی ایسے شخص پر پڑے جس پر حاجت کے آثار ظاہر ہوں تو اس کے حال کا خیال رکھو، اس کے ساتھ جڑے رہو، اس کی ضرورت پوری کرو اور اس سے رابطہ برقرار رکھو، کیونکہ لوگوں کی حاجتیں پوری کرنا اللہ کی طرف سے عظیم رزق ہے۔

****

25. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے اِدام کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

83. "عنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضي الله عنه قال : أَلَسْتُمْ فِى طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَأُ بَطْنَهُ". [أخرجه مسلم والترمذي].

83. "نعمان بن بشیر رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے کہا: کیا تم اپنی خواہش کے مطابق کھانے پینے میں نہیں ہو؟ میں نے تمہارے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ کو ردی کھجور بھی اتنی نہیں ملتی تھی کہ اس سے اپنا پیٹ بھر سکیں"۔ [اسے مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- دَقَل: ردی کھجور۔

84. "عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نِعْمَ الإِدَامُ الْخَلُّ". [أخرجه أحمد وأبو داود والترمذي].

84. "جابر بن عبد الله رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سرکہ بہترین اِدام ہے"۔ [اسے احمد، ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- اِدام: ہر وہ چیز جو روٹی کے ساتھ کھائی جائے اور اس میں روٹی ڈبوئی جائے، مثلاً شوربہ اور سرکہ، اسے اِدام کہا جاتا ہے۔

- **فائدہ:**

ترک شدہ سنتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ روٹی کے ساتھ سرکہ کھایا جائے۔ سرکہ میں بہت سے فوائد ہیں، اور اس کی نافع ترین قسم سیب کا سرکہ ہے۔

سرکہ + پانی + شہد، انہیں ملا کر ڈبونے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سرکہ جب روٹی کے ساتھ کھایا جائے تو بہت نافع ہے۔ یہ حلق کو تر کرتا ہے، آواز کو بہتر بناتا ہے، اور صوتی تاروں کے لیے بہت مفید ہے۔ اسے آزماؤ، اور کھاتے وقت رسول اللہ ﷺ کی حدیث پر عمل اور آپ کی سنت کی پیروی کا احساس دل میں رکھو۔

85. "عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِى مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رضى الله عنه، فَأُتِيَ بِلَحْمِ دَجَاجٍ فَتَنَحَّى رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ: مَا لَكَ؟ فقال: إنِّى رَأَيْتُهَا تَأْكُلُ شَيئاً فَحَلَفْتُ أَنْ لاَ آكُلَهَا قَالَ: ادْنُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ لَحْمَ دَجَاجٍ". [أخرجه النسائي].

85. "زہدم جرمی کہتے ہیں: ہم ابو موسیٰ اشعری رضي الله عنه کے پاس تھے، تو مرغی کا گوشت لایا گیا۔ قوم میں سے ایک آدمی الگ ہو گیا۔ ابو موسیٰ نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ اس نے کہا: میں نے اسے ایک چیز کھاتے دیکھا تھا، اس لیے میں نے قسم کھائی کہ اسے نہیں کھاؤں گا۔ ابو موسیٰ نے کہا: قریب آؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے"۔ [اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔"]

- ایک چیز کھاتے دیکھا: یعنی گندگی کھاتے دیکھا۔

- **فائدہ:**

شریعت میں ایک چیز کو جَلّالہ کہا جاتا ہے، یعنی وہ جانور جو گندگی کھاتا ہو۔ اگر کوئی جانور ایسی چیزیں کھاتا ہو جو گندی سمجھی جاتی ہیں تو اس کے کھانے سے روکا گیا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی بکری یا مرغی صرف گندگی کھاتی ہو تو اسے کھانا منع ہے۔ لیکن اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ اس جانور کو تین دن تک بند رکھا جائے اور اسے صرف پاک صاف غذا دی جائے، یہاں تک کہ اس کا معدہ صاف ہو جائے۔ اس کے بعد اس کا کھانا حلال ہو جاتا ہے۔

86. "عَنْ أَبِى أَسِيدٍ رضى الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوا بِهِ؛ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ". [أخرجه أحمد والترمذي].

86. "ابو اسید رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے لگاؤ، کیونکہ یہ ایک مبارک درخت سے ہے۔" [اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- زیتون کا تیل کھاؤ: یعنی اسے روٹی کے ساتھ اِدام بناؤ۔

- اسے لگاؤ: یعنی اسے بالوں اور جلد پر لگاؤ۔

زیتون کے تیل کے فوائد شمار نہیں کیے جا سکتے، خواہ اسے کھانے کے طور پر اندرونی طور پر استعمال کیا جائے یا مالش کے طور پر بیرونی طور پر۔

87. "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الدُّبَّاءُ فَأُتِيَ بِطَعَامٍ، أَوْ دُعِيَ لَهُ فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُهُ فَأَضَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ لِمَا أَعْلَمُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ".[أخرجه أحمد].

87. "انس بن مالک رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ کو کدو پسند تھا۔ جب کوئی کھانا لایا جاتا، یا آپ کو کھانے کی دعوت دی جاتی، تو میں کدو تلاش کر کے آپ کے سامنے رکھ دیتا، کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ اسے پسند فرماتے ہیں"۔ [اسے احمد نے روایت کیا ہے]۔

- دُبّاء: کدو یا یقطین۔

88. "عن أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی الله عنه قال: إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ، فقَالَ أَنَسٌ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِنْ شَعِيرٍ، وَمَرَقًا فيه دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ، قَالَ أَنَسُ: فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ حَوَالَيِ الصَّحفَةِ، فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ". [أخرجه البخاري].

88. "انس بن مالک رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے بنائے ہوئے کھانے کی دعوت دی۔ انس کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کھانے پر گیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جو کی روٹی اور ایسا شوربہ پیش کیا جس میں کدو اور خشک نمکین گوشت تھا۔ انس کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ پیالے کے کناروں سے کدو تلاش کر رہے تھے۔ اسی دن سے میں بھی کدو کو پسند کرنے لگا"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

- قدید: نمک لگا کر خشک کیا ہوا گوشت۔

- صَحفہ: وہ برتن جس سے پانچ افراد کھا سکتے ہیں۔ جہاں تک قصعہ کا تعلق ہے جو بعض احادیث میں آیا ہے، تو وہ بڑا برتن ہے جس سے دس افراد کھا سکتے ہیں۔

89. "عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ". [أخرجه البخاري ومسلم].

89. "عائشہ رضي الله عنها سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ کو میٹھی چیز اور شہد پسند تھا"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- میٹھی چیز: ہر میٹھا کھانا، اعتدال کے ساتھ اور اسراف کے بغیر۔

90. "عن أُمِّ سَلَمَةَ رضی الله عنها، أَنَّهَا قَرَّبَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَنْبًا مَشْوِيًّا فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَمَا تَوَضَّأَ". [أخرجه أحمد والترمذي والنسائي].

90. "ام سلمہ رضي الله عنها سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بھنا ہوا گوشت کا ایک ٹکڑا پیش کیا۔ آپ نے اس میں سے کھایا، پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور وضو نہیں کیا"۔ [اسے احمد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے]۔

- گوشت کا ٹکڑا: بھنے ہوئے گوشت کا ایک ٹکڑا، جو بعض عرب ممالک میں کباب کہلانے والی چیز سے مشابہ ہے۔

91. "عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ رضي الله عنه قَالَ: أَكَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِوَاءً فِي الْمَسْجِدِ". [أخرجه أحمد].

91. "عبد الله بن الحارث رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت کھایا"۔ [اسے احمد نے روایت کیا ہے]۔

92. "عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضي الله عنه قَالَ: ضِفْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأُتِيَ بِجَنْبٍ مَشْوِيٍّ، ثُمَّ أَخَذَ الشَّفْرَةَ فَجَعَلَ يَحُزُّ، فَحَزَّ لِي بِهَا مِنْهُ قَالَ: فَجَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ فَأَلْقَى الشَّفْرَةَ فَقَالَ: مَا لَهُ تَرِبَتْ يَدَاهُ؟ قَالَ: وَكَانَ شَارِبُهُ قَدْ وَفَى، فَقَالَ لَهُ: أَقُصُّهُ لَكَ عَلَى سِوَاكٍ أَوْ قُصَّهُ عَلَى سِوَاك".[أخرجه أحمد وأبو داود].

92. "مغیرہ بن شعبہ رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مہمان ہوا۔ آپ کے سامنے بھنا ہوا گوشت کا ٹکڑا لایا گیا۔ آپ نے چھری لی اور کاٹنے لگے، اس سے میرے لیے بھی کاٹا۔ راوی کہتے ہیں: اسی دوران بلال آپ کو نماز کی اطلاع دینے آئے۔ آپ نے چھری رکھ دی اور فرمایا: "اسے کیا ہوا؟ اس کے ہاتھ خاک آلود ہوں!" راوی کہتے ہیں: اس کی مونچھیں لمبی ہو چکی تھیں۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: "میں اسے تمہارے لیے مسواک پر رکھ کر کاٹ دوں؟" یا فرمایا: "اسے مسواک پر رکھ کر کاٹو"۔ [اسے احمد اور ابو داود نے روایت کیا ہے]۔

- میں مہمان ہوا: یعنی میں آپ کے پاس مہمان بن کر ٹھہرا۔

- چھری: چاقو۔

- کاٹنے لگے: یعنی ٹکڑے کرنے لگے۔

- اطلاع دینے آئے: یعنی نماز کا وقت بتانے آئے۔

- اس کے ہاتھ خاک آلود ہوں: یہ بات مغیرہ بن شعبہ کے بارے میں ہے، کیونکہ ان کی مونچھیں لمبی ہو کر ان کے منہ تک پہنچ گئی تھیں۔ اصل میں یہ جملہ کسی کے خلاف بددعا کے طور پر آتا ہے کہ اس کے ہاتھ مٹی سے لگ جائیں اور وہ محتاج ہو جائے، لیکن عرف میں یہ تعجب اور ناپسندیدگی کے اظہار کے لیے کہا جاتا ہے۔

- اس کی مونچھیں لمبی ہو چکی تھیں: یعنی مونچھیں بڑھ کر منہ کے قریب آ گئی تھیں، تو آپ ﷺ نے انہیں کاٹنے کا حکم دیا۔

93. "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا". [أخرجه البخاري ومسلم].

93. "ابو ہریرہ رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا، تو آپ کو بکری کا بازو پیش کیا گیا، اور وہ آپ کو پسند تھا، چنانچہ آپ نے دانت کے کنارے سے اس میں سے لیا"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- آپ کو بکری کا بازو پیش کیا گیا: یعنی بکری کا اگلا بازو آپ کو دیا گیا، اور آپ ﷺ کو بازو کا گوشت پسند تھا۔

- دانت کے کنارے سے لیا: یعنی گوشت کو اگلے دانتوں کے کنارے سے لیا۔

جہاں تک نہش کا تعلق ہے تو وہ تمام دانتوں سے گوشت لینے کو کہتے ہیں۔

نبی ﷺ کا کھانا نَہس کی صورت میں ہوتا تھا، اور آپ ﷺ اور آپ کے اہلِ بیت کو گوشت وقفے وقفے سے ہی میسر آتا تھا، یعنی کبھی کبھار۔

94. "عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ قَالَ: وَسُمَّ فِي الذِّرَاعِ، وَكَانَ يَرَى أَنَّ الْيَهُودَ سَمُّوهُ". [أخرجه الطيالسي].

94. "ابن مسعود رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ کو بکری کا بازو پسند تھا۔ راوی کہتے ہیں: اسی بازو میں زہر رکھا گیا تھا، اور آپ سمجھتے تھے کہ یہودیوں نے آپ کو زہر دیا ہے"۔ [اسے طیالسی نے روایت کیا ہے]۔

- بازو میں زہر رکھا گیا: یعنی خیبر کے دن یہودیوں نے آپ کے لیے بازو کے گوشت میں زہر رکھا تھا۔

95. "عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ: طَبَخْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِدْرًا وَقَدْ كَانَ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ فَنَاوَلْتُهُ الذِّرَاعَ ثُمَّ قَالَ: نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ ، فَنَاوَلْتُهُ ثُمَّ قَالَ: نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ الله، وَكَمْ لِلشَّاةِ مِنْ ذِرَاعٍ فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ سَكَتَّ لَنَاوَلْتَنِي الذِّرَاعَ مَا دَعَوْتُ".[أخرجه أحمد والنسائي في الكبرى].

95. "ابو عبید رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کے لیے ایک ہانڈی پکائی، اور آپ کو بازو کا گوشت پسند تھا۔ میں نے آپ کو بازو پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: "مجھے بازو دو۔" میں نے آپ کو دوبارہ دیا۔ آپ نے پھر فرمایا: "مجھے بازو دو۔" میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بکری کے کتنے بازو ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم خاموش رہتے تو جب تک میں طلب کرتا تم مجھے بازو دیتے رہتے۔" [اسے احمد اور نسائی نے السنن الکبریٰ میں روایت کیا ہے]۔

- ہانڈی: ایسا برتن جس میں کھانے کی بڑی مقدار آتی ہے، یعنی میں نے آپ کے لیے ذبیحہ کا کھانا ایک ہانڈی میں پکایا۔

- اگر تم خاموش رہتے تو جب تک میں طلب کرتا تم مجھے بازو دیتے رہتے: یعنی اگر ابو عبید خاموش رہتے اور ہانڈی کی طرف جاتے تو انہیں بازو ملتا رہتا، خواہ رسول اللہ ﷺ بار بار طلب فرماتے۔ یہ آپ ﷺ کی نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

96. "عَنْ أُمِّ هَانِئٍ رضي الله عنها، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَعِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَقُلْتُ: لاَ إِلا خُبْزٌ يَابِسٌ وَخَلٌّ، فَقَالَ: هَاتِي، مَا أَقْفَرَ بَيْتٌ مِنْ أدم فِيهِ خَلٌّ". [أخرجه الترمذي].

96. "ام ہانی رضي الله عنها سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟" میں نے عرض کیا: نہیں، سوائے خشک روٹی اور سرکہ کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "لاؤ۔ جس گھر میں سرکہ ہو وہ اِدام سے خالی نہیں ہوتا"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- خالی نہیں ہوتا: یعنی جس گھر میں سرکہ ہو وہ اِدام سے خالی نہیں سمجھا جاتا، کیونکہ اِدام ہر وہ چیز ہے جو روٹی کے ساتھ کھائی جائے۔ لہٰذا جس گھر میں سرکہ ہو وہ اِدام سے خالی نہیں ہوتا۔

97. "أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطعام". [أخرجه البخاري ومسلم].

97. "انس بن مالک رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ کی عورتوں پر فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کی باقی کھانوں پر فضیلت"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

"عائشہ کی عورتوں پر فضیلت" میں دو فائدے ہیں:

1. ہماری والدہ عائشہ رضي الله عنها کی فضیلت اور عورتوں میں ان کے مقام کی طرف اشارہ۔
2. ثرید کی فضیلت کی طرف اشارہ، اور رسول اللہ ﷺ اسے پسند فرماتے تھے۔

- ثرید: عربوں کے ہاں پسندیدہ اور نفیس کھانوں میں سے تھا۔ اسے یوں بنایا جاتا ہے کہ روٹی کو ثَرد کیا جاتا ہے، یعنی گوشت کے شوربے سے تر کیا جاتا ہے، پھر اسے ریزہ ریزہ کیا جاتا ہے۔ اس میں گوشت بھی ہو سکتا ہے اور کبھی نہیں بھی ہوتا۔

98."عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللهِ عنه، أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مِنْ ثَوْرِ أَقِطٍ، ثُمَّ رَآهُ أَكَلَ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ".[أخرجه ابن خزيمة والطحاوي].

98. "ابو ہریرہ رضي الله عنه سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ثورِ اقط کھانے کے بعد وضو کرتے دیکھا، پھر انہیں دیکھا کہ آپ نے بکری کے کندھے سے کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا"۔ [اسے ابن خزیمہ اور طحاوی نے روایت کیا ہے]۔

- ثورِ اقط: اس سے مراد بیل کا گوشت نہیں، بلکہ خشک اور سخت جما ہوا دودھ ہے۔ یعنی دودھ کو خشک کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ سخت ہو جاتا ہے۔

- **فائدہ:**

ایک منسوخ حکم تھا کہ آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو لازم ہے۔ اس حدیث میں ابو ہریرہ نے رسول اللہ ﷺ کو اقط کے ایک ٹکڑے، یعنی آگ سے متاثر خشک دودھ، کھانے کے بعد وضو کرتے دیکھا۔ پھر انہوں نے آپ کو بکری کے کندھے کا گوشت کھاتے دیکھا جو آگ پر پکایا گیا تھا، پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ یہ پہلے حکم کے منسوخ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

ابو داود وغیرہ نے جابر رضي الله عنه سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل یہ تھا کہ آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کو ترک فرمایا۔"

البتہ اونٹ کے گوشت کے بعد وضو واجب ہے، جابر بن سمرہ رضي الله عنه کی حدیث کی وجہ سے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں بکری کے گوشت سے وضو کروں؟ آپ نے فرمایا:

"إن شئت فتوضأ وإن شئت فلا توضأ.. قال أتوضأ من لحوم الإبل؟ قال ﷺ: نعم، فتوضأ من لحوم الإبل". [أخرجه مسلم].

"اگر چاہو تو وضو کرو، اور اگر چاہو تو نہ کرو۔" اس نے کہا: کیا میں اونٹ کے گوشت سے وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، اونٹ کے گوشت سے وضو کرو"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

99. "عَنْ أَنَس بْنِ مَالِك رضی الله عنه قَالَ: أَوْلَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَفِيَّةَ رضي الله عنها بِتَمْرٍ وَسَوِيقٍ".[أخرجه أحمد وأبو داود والترمذي].

99. "انس بن مالک رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے صفیہ رضي الله عنها سے نکاح کے موقع پر کھجور اور سویق سے ولیمہ کیا" ۔[اسے أحمد، ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- ولیمہ کیا: یعنی شادی کے دن ولیمہ کیا، جس دن آپ نے صفیہ بنت حیی بن اخطب سے نکاح فرمایا۔ ان کے والد یہودیوں میں سے تھے، یہودیوں کے بڑے عالم تھے، اور بنو نضیر سے تعلق رکھتے تھے۔

- سویق: ایک معروف عربی کھانا۔

- **فائدہ:**

سویق جو یا گندم کے آٹے سے بنتا ہے۔ اسے تیل میں بھونا جاتا ہے، پھر خشک کیا جاتا ہے، اور اسے سویق کہا جاتا ہے کیونکہ وہ حلق سے آسانی سے اتر جاتا ہے۔ عرب اس کے بارے میں کہتے تھے: یہ مسافر کا توشہ، جلدی میں ہونے والے کا کھانا، اور مریض کے لیے کافی غذا ہے۔

100. "عَنْ جَابِرٍ رضی الله عنه قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ، فَذَبَحَتْ لَهُ شَاةً فَأَكَلَ مِنْهَا، وَأَتَتْهُ بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ، فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ تَوَضَّأَ لِلظُّهْرِ وصلى، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَتْهُ بِعُلاَلَةٍ مِنْ عُلاَلَةِ الشَّاةِ، فَأَكَلَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ". [أخرجه الترمذي].

100. "جابر رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور میں آپ کے ساتھ تھا۔ آپ انصار کی ایک عورت کے پاس داخل ہوئے۔ اس نے آپ کے لیے ایک بکری ذبح کی، تو آپ نے اس میں سے کھایا۔ وہ آپ کے پاس تازہ کھجوروں کا ایک طبق لے آئی، تو آپ نے اس میں سے بھی کھایا۔ اس کے بعد آپ نے ظہر کے لیے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ واپس ہوئے تو وہ بکری کے بچے ہوئے گوشت میں سے کچھ لے آئی۔ آپ نے کھایا، پھر عصر کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- قِناع: وہ طبق جس پر کھایا جاتا ہے۔

- تازہ کھجوروں کا طبق: یعنی رطب کا طبق۔

- بکری کا بچا ہوا گوشت: یعنی بکری کے گوشت کا باقی حصہ۔

101. "عَنْ عَائِشَةَ، أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضی الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينِي فَيَقُولُ: أَعِنْدَكِ غَدَاءٌ؟ قالت: فَأَقُولُ: لاَ. قالت فَيَقُولُ: إِنِّي صَائِمٌ. قَالَتْ: فَأَتَانِي يَوْمًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ قَالَ: وَمَا هِيَ؟ قُلْتُ: حَيْسٌ قَالَ: أَمَا إِنِّي أَصْبَحْتُ صَائِمًا قَالَتْ: ثُمَّ أَكَلَ". [أخرجه مسلم].

101. "عائشہ ام المؤمنین رضي الله عنها سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ میرے پاس آتے اور فرماتے: "کیا تمہارے پاس دوپہر کا کھانا ہے؟" میں کہتی: نہیں۔ تو آپ فرماتے: "میں روزے سے ہوں۔" پھر ایک دن آپ میرے پاس آئے، تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں ایک ہدیہ دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "وہ کیا ہے؟" میں نے کہا: حَیس۔ آپ نے فرمایا: "میں نے صبح روزے کی نیت کی تھی۔" پھر آپ نے کھا لیا"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- حَیس: کھجور کا گوندھا ہوا مرکب، جس میں گھی اور آٹا یا اقط ملایا جاتا ہے۔

102. "عَنْ أَنَس رضی الله عنه: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْجِبُهُ الثُّفْلُ. قَالَ عَبْدُ اللهِ: يَعْنِي مَا بَقِيَ مِنَ الطَّعَامِ". [أخرجه أحمد والحاكم].

102. "انس رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ثُفل پسند تھا۔ عبد اللہ کہتے ہیں: یعنی کھانے کا جو حصہ باقی رہ جائے"۔ [اسے احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے]۔

- ثُفل: ہانڈی کے نچلے حصے میں باقی رہ جانے والی چیز، جیسے گوشت، آٹا یا اس جیسی کوئی چیز۔ اس کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ زیادہ پکی ہوئی اور زیادہ خوش ذائقہ ہوتی ہے۔

- **فائدہ:**

وہ کھانے جو نبی محمد ﷺ نے سنت میں وارد روایات کے مطابق تناول فرمائے:

1. آپ نے جو کی روٹی کھائی۔
2. سرکہ کو بہترین اِدام فرمایا۔
3. زیتون کے تیل کو کھانے اور لگانے کی وصیت فرمائی۔
4. آپ کو ردی کھجور اتنی بھی نہ ملتی تھی کہ پیٹ بھر جائے۔
5. آپ نے مرغی کا گوشت کھایا۔
6. آپ نے حُباری کا گوشت کھایا، جو ہنس سے مشابہ ایک پرندہ ہے، اس کی گردن لمبی ہوتی ہے۔
7. آپ کو دُبّاء یعنی کدو پسند تھا۔
8. آپ صَحفہ کے کناروں سے دُبّاء اور قدید، یعنی کدو اور نمک لگا خشک گوشت، تلاش فرماتے تھے۔
9. آپ کو میٹھی چیز اور شہد پسند تھا۔
10. آپ نے بھنا ہوا گوشت کا ٹکڑا کھایا۔
11. آپ کو بازو کا گوشت پسند تھا اور آپ نے دانت کے کنارے سے گوشت کاٹا، یعنی دانت کے کنارے سے گوشت لیا۔
12. آپ کو ثرید پسند تھا۔
13. آپ نے اقط کا ٹکڑا کھایا، یعنی خشک سخت دودھ کا ٹکڑا۔
14. آپ نے سیدہ صفیہ رضي الله عنها سے نکاح کے ولیمے میں کھجور اور سویق پیش فرمایا۔
15. آپ نے لٹکی ہوئی ڈالیوں کا کچا کھجور کا گچھا کھایا۔
16. آپ نے حَیس کھایا، یعنی کھجور کا گوندھا ہوا مرکب جس میں گھی اور آٹا یا اقط ملایا جاتا ہے۔
17. آپ کو ثُفل پسند تھا، یعنی ہانڈی کے نچلے حصے میں باقی رہ جانے والا حصہ۔

****

26. بعض وہ روایات جو کھانے کے وقت رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

103. "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ منَ الْخَلاَءِ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ الطَّعَامُ فَقَالُوا: أَلاَ نَأْتِيكَ بِوَضُوءٍ؟ قَالَ: إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلاَةِ ".[أخرجه أحمد وأبو داود والترمذي].

103. "ابن عباس رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت سے باہر تشریف لائے، پھر آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا۔ لوگوں نے کہا: کیا ہم آپ کے لیے وضو کا پانی نہ لائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے وضو کا حکم صرف اس وقت دیا گیا ہے جب میں نماز کے لیے کھڑا ہوں"۔ [اسے احمد، ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- وَضوء: وہ پانی جس سے وضو کیا جائے۔

- وُضوء: خود وضو کرنے کا عمل۔

اس حديث سے ہم سمجھتے ہيں کہ کھانے کے بعد وضو کرنا سنت نہيں، بلکہ انسان اس وقت وضو کرتا ہے جب عبادت کے ليے کھڑا ہو۔

****

27. بعض وہ روايات جو رسول اللہ ﷺ کے کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد کے قول کے بارے ميں وارد ہوئی ہيں

104. "عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَنَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اللَّهَ تَعَالَى عَلَى طَعَامِهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ".[أخرجه أبو داود].

104. "عائشہ رضي الله عنها سے روايت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمايا: "جب تم ميں سے کوئی کھانا کھائے اور اپنے کھانے پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا بھول جائے تو کہے: بسم الله أوله وآخره۔" [اسے ابو داود نے روايت کيا ہے]۔

105. "عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رضی الله عنه، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ طَعَامٌ فَقَالَ: ادْنُ يَا بُنَيَّ فَسَمِّ اللَّهَ تَعَالَى وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ". [أخرجه البخاري ومسلم].

105. "عمر بن ابی سلمہ رضي الله عنه سے روايت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اور آپ کے پاس کھانا موجود تھا۔ آپ ﷺ نے فرمايا: "قريب آؤ، اے ميرے بيٹے! اللہ تعالیٰ کا نام لو، اپنے دائيں ہاتھ سے کھاؤ، اور اپنے سامنے سے کھاؤ"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روايت کيا ہے]۔

106. "عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ يَقُولُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مُودَّعٍ وَلاَ مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا". [أخرجه أحمد وأبو داود والترمذي].

106. "ابو امامہ رضي الله عنه سے روايت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے جب دسترخوان اٹھايا جاتا تو آپ فرماتے: "الحمد لله حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه، غير مودّع ولا مستغنى عنه ربنا"۔ [اسے احمد، ابو داود اور ترمذی نے روايت کيا ہے]۔

- غير مودّع: يعنی اسے طلب کرنا چھوڑا نہيں جاتا، يعنی اللہ سے ہميشہ مانگا جاتا ہے اور اس کی ہميشہ حاجت رہتی ہے۔

- ولا مستغني عنه: يعنی اس کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے رغبتی نہيں کی جاتی، بلکہ ہم اسے چاہتے اور اس کی طرف رغبت رکھتے ہيں۔

107. "عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الطَّعَامَ فِي سِتَّةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ سَمَّى لَكَفَاكُمْ". [أخرجه الترمذي].

107. "عائشہ رضي الله عنها سے روايت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ اپنے چھ صحابہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ ايک اعرابی آيا اور اس نے دو لقموں ميں کھانا کھا ليا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمايا: "اگر وہ اللہ کا نام ليتا تو يہ کھانا تم سب کے ليے کافی ہو جاتا"۔ [اسے ترمذی نے روايت کيا ہے]۔

- اپنے چھ صحابہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے: يعنی وہ آپ ﷺ کے ساتھ کھانے ميں شريک تھے۔

- **فائدہ:**

صحابہ کھانے پر اللہ کا نام لیتے تھے، تو کھانا انہیں کافی ہو جاتا تھا۔ لیکن کھانے کے وقت تسمیہ چھوڑ دینے سے اس کی برکت چلی جاتی ہے۔

اپنے آپ، اپنی اولاد اور اپنے گھر والوں کو عادت ڈالیں کہ کھانے کے لیے بیٹھتے وقت بلند آواز سے تسمیہ کریں، تاکہ جو بھول جائے اسے یاد آ جائے۔

108. "عَنْ أَنَس بْن مَالك رضى الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إنَّ اللَّهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الأَكْلَةَ فيحمده عليها أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا ". [أخرجه مسلم].

108. "انس بن مالک رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ بندے سے راضی ہوتا ہے کہ وہ ایک لقمہ کھائے اور اس پر اللہ کی حمد کرے، یا ایک گھونٹ پیے اور اس پر اللہ کی حمد کرے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- **فائدہ:**

1. کھانا شروع کرنے سے پہلے تسمیہ سے آغاز کرو اور اپنے آس پاس والوں کو یاد دلاؤ، کیونکہ جو تسمیہ نہیں کرتا شیطان اس کے ساتھ کھاتا ہے۔
2. اگر تم نے کھانا شروع کر دیا اور تسمیہ بھول گئے تو کہو: بسم الله أوله وآخره۔
3. کھانے کے بعد کی دعا یاد کرو، اور "الحمد لله" کے کلمے کو معمولی نہ سمجھو۔ اگر یہ تمہارے دل سے اخلاص کے ساتھ نکلے تو میزان کو بھر دے گا، اور اللہ اس کے سبب تم سے راضی ہو گا۔

پس جب تم اپنے کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو کہو:

الحمد لله حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه غير مودّع ولا مستغنى عنه ربنا

یا کہو: الحمد لله الذي أطعمني هذا الطعام ورزقنيه من غير حول مني ولا قوة

اور جب دودھ پیو تو کہو: اللهم بارك لنا فيه وزدنا منه۔

****

28. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے پیالے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

109. "عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه قَالَ: لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْقَدَحِ الشَّرَابَ كُلَّهُ، الْمَاءَ وَالنَّبِيذَ وَالْعَسَلَ وَاللَّبَنَ" [أخرجه مسلم].

109. "انس رضي الله عنه سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے اسی قدح سے رسول اللہ ﷺ کو ہر قسم کا مشروب پلایا ہے: پانی، نبیذ، شہد اور دودھ"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- قدح: پینے کا ایسا برتن جس کا دستہ نہ ہو۔

- نبیذ: کھجور، کشمش یا ان جیسی چیزوں کو پانی میں بھگو کر بنایا جانے والا مشروب، جس کا ذائقہ میٹھا ہوتا ہے۔

- **فائدہ:**

نبیذ وہ پانی ہے جس میں کھجور، کشمش یا کوئی بھی میٹھی چیز ڈال دی جاتی ہے، پھر اسے پانی میں چھوڑ کر بھگویا جاتا ہے، تاکہ پانی اس چیز کا اثر اپنے اندر لے لے جو اس میں ڈالی گئی ہے۔ لیکن اگر وہ خمیر اٹھا کر نشہ آور ہو جائے تو شراب بن جاتا ہے اور حرام ہے۔

ہمارے زمانے میں پھلوں یا ترش پھلوں کو پانی میں بھگو کر پینا عام اور معروف ہو چکا ہے۔

نبی ﷺ کا مشروب کھجور اور کشمش کا بھگویا ہوا پانی تھا۔

****

29. وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے پھلوں کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

110. "عَنْ عَبْدِ اللهِ بن جعفر رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ". [أخرجه البخاري ومسلم].

110. "عبد اللہ بن جعفر رضي الله عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ قِثّاء کو رطب کے ساتھ کھاتے تھے"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- قِثّاء: کہا گیا ہے کہ یہ کھیرا ہے، اور درست یہ ہے کہ یہ کھیرے جیسی چیز ہے اور اسی کے خاندان سے ہے۔

آپ ﷺ قِثّاء کو رطب کے ساتھ کھاتے تھے، اور اس کھانے میں ایک سادہ ذائقہ اور ایک میٹھا ذائقہ جمع ہو جاتا تھا۔

111. "عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ" .[أخرجه أبو داود والترمذي].

111. "عائشہ رضي الله عنها سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بطیخ کو رطب کے ساتھ کھاتے تھے"۔ [اسے ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- بطیخ: اس سے مراد زرد خربوزہ ہے، جسے خِربز بھی کہا جاتا ہے، اور یہ رطب کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔

112. "عَنْ أَنَس بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْخِرْبِزِ وَالرُّطَبِ" .[أخرجه أحمد والنسائي].

112. "انس بن مالک رضي الله عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ خِربز اور رطب کو جمع کر کے کھاتے تھے"۔ [اسے احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے]۔

- خِربز: زرد بطیخ، یعنی خربوزہ۔

- **فائدہ:**

رسول اللہ ﷺ کے پھل:

- رطب۔

- قِثّاء، جو کھیرے کے خاندان سے ہے۔

- خِربز، جو خربوزے کے خاندان سے ہے۔

ہمیں اپنے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی کوئی سنت معلوم نہیں ہوئی مگر میں نے اس پر کم از کم ایک بار عمل کیا، سوائے تین دن غار میں چھپنے کی سنت کے۔ پھر جب آزمائش آئی تو میں تین دن غار میں چھپا، پس میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

رسول اللہ ﷺ کی سنت سیکھنے کے لیے اپنی کوشش کو اللہ کے ہاں باعثِ اجر سمجھو۔ آپ کی عادات میں مشغول رہنے کو بھی نیکی سمجھو۔ مسلمان بلند ہمت ہوتا ہے، کیونکہ وہ ایسے نبی کی پیروی کرتا ہے جو سبقت لے جانے والے اور بلند ہمت تھے۔ دنیا میں اتباع لازم ہے، تاکہ ہمیں حبیبِ مصطفیٰ ﷺ سے ملاقات کی خوبصورتی نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [آل عمران: 31]

﴿(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے﴾ [آل عمران: 31]

جب ہم ان نیتوں اور جذبات کو دل میں حاضر رکھتے ہیں تو اللہ عز وجل اس سے کہیں زیادہ کریم ہے کہ ہمیں محروم لوٹا دے۔ رسول اللہ ﷺ کا شوق اور محبت ایک بلند مقام ہے، جس کے ذریعے مومن بلند درجات تک اٹھتا ہے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت اسے ہمیشہ کے لیے آپ کے جوار اور رفاقت تک پہنچا دیتی ہے۔

****

30. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے مشروب کی صفت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

113. "عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: كَانَ أَحَبّ الشَّرَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُلْوُ الْبَارِدُ". [أخرجه أحمد والترمذي].

113. "عائشہ رضي الله عنها سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پسند مشروب میٹھا اور ٹھنڈا تھا"۔ [اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- میٹھا :

1. شیریں پانی، اور مٹھاس کے درجات ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ سب سے زیادہ شیریں پانی پسند فرماتے تھے؛ مثلاً بعض کنوؤں کے پانی میں کچھ نمکیات ہوتے ہیں۔
2. میٹھے میں وہ پانی بھی شامل ہے جس میں کوئی میٹھی چیز ڈال دی گئی ہو، جیسے کشمش یا شہد۔

- ٹھنڈا: معتدل۔

****

31. رسول اللہ ﷺ کے پینے کے انداز کے بارے میں بعض روایات

114 . "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ" .[أخرجه الترمذي].

114. "ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے زمزم کھڑے ہو کر پیا"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا]۔

115 . "عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْب، عَنْ أَبِيه، عَنْ جَدِّهِ رضي الله عنه قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا" .[أخرجه أحمد والترمذي].

115. "عمرو بن شعیب اپنے والد سے، وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہو کر بھی پیتے دیکھا اور بیٹھ کر بھی"۔ [اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا]۔

116 . "عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ قَالَ: أُتِيَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ بِكُوزٍ مِنْ مَاءٍ، وَهُوَ فِي الرَّحْبَةِ، فَأَخَذَ مِنْهُ كَفًّا فَغَسَلَ يَدَيْهِ، وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَأْسَهُ، ثُمَّ شَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: هَذَا وُضُوءُ مَنْ لَمْ يُحْدِثْ، هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ" . [أخرجه أحمد].

116. "نَزّال بن سَبرہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: علی رضی اللہ عنہ کے پاس پانی کا ایک کوزہ لایا گیا، اور آپ رَحبہ میں تھے۔ آپ نے اس سے ایک چلو پانی لیا، اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، اپنے چہرے، دونوں بازوؤں اور سر پر مسح کیا، پھر کھڑے ہو کر پانی پیا، پھر فرمایا: یہ اس شخص کا وضو ہے جس کا وضو نہیں ٹوٹا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے"۔ [اسے احمد نے روایت کیا]۔

- کوزہ: ایسا برتن جس کا دستہ ہو، یعنی اس میں عُروہ ہو۔

- رَحبہ: مسجدِ کوفہ کا رَحبہ، یعنی اس کا کشادہ حصہ۔

- **فائدہ:**

وضو دو طرح کا ہوتا ہے:

1. نماز کے لیے شرعی وضو۔
2. لغوی وضو، جس سے مراد صفائی ہے۔

117. "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الإِنَاءِ ثَلاَثًا إِذَا شَرِبَ، وَيَقُولُ: هُوَ أَمْرَأُ وَأَرْوَى". [أخرجه مسلم وأحمد والترمذي].

117. "انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب پیتے تو برتن سے تین بار سانس لیتے، اور فرماتے: یہ زیادہ خوش گوار اور زیادہ سیراب کرنے والا ہے". [اسے مسلم، احمد اور ترمذی نے روایت کیا]۔

- برتن سے تین بار سانس لیتے: یعنی برتن سے باہر تین بار سانس لیتے تھے، مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ کا پینا تین گھونٹوں میں ہوتا تھا۔

- زیادہ خوش گوار: پینے میں زیادہ آسان، اس طرح پانی حلق سے نہایت سہولت کے ساتھ اترتا ہے۔

- زیادہ سیراب کرنے والا: پیاس کو زیادہ بجھانے والا؛ اس طریقے سے پینے والا اچھی طرح سیراب ہو جاتا ہے۔

یہ دینِ اسلام کے کمال میں سے ہے کہ شریعت وہ چیزیں لاتی ہے جو لوگوں کے دین، دنیا، صحت اور عافیت کے لیے بہتر ہوں۔

تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ ایک ہی بار میں پانی پینا انسان کی صحت اور اعضا کے لیے نقصان دہ ہے۔

118. "عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ جَدَّتِه كَبْشَةَ رضی اللہ عنها، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنْ فِي قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا، فَقُمْتُ إِلَى فِيهَا فَقَطَعْتُهُ". [أخرجه الترمذي وابن ماجه].

118. "عبد الرحمن بن ابو عَمرہ اپنی دادی کبشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے، پھر ایک لٹکی ہوئی مشک کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی پیا، تو میں اس کے منہ کی طرف اٹھی اور اسے کاٹ لیا". [اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا]۔

- مشک: پینے کی چیز کو ٹھنڈا محفوظ رکھنے کا برتن۔ مشک کی کئی قسمیں ہوتی ہیں؛ ان میں سے بعض کا منہ پانی کی بوتل کی طرح ہوتا ہے، اور وہ دباغت شدہ چمڑے سے بنائی جاتی ہے۔

- اس کے منہ کی طرف: یعنی مشک کے اوپر والے حصے کی طرف۔

کبشہ رضی اللہ عنہا نے اسے اس لیے کاٹا کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک لعاب کی برکت کے لیے اسے اپنے پاس محفوظ رکھیں، کیونکہ نبی ﷺ کا دہنِ مبارک مشک کو لگا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اسے کاٹا اور اسے رَکوہ بنا لیا جس میں وہ پیتی تھیں، یعنی چمڑے کے پیالے کی طرح۔ اللہ ان پر رحم فرمائے، انہوں نے نبی ﷺ کے اثر سے اپنا حصہ لے لیا۔

- **فائدہ:**

کھڑے ہو کر پینے کے مسئلے میں علما کے کئی اقوال ہیں:

1. کھڑے ہو کر پینے کا حکم۔

2. ان احادیث پر عمل جن میں کھڑے ہو کر پینے سے ممانعت آئی ہے۔
3. ان احادیث سے رخصت لینا جن میں نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر بھی پیا اور بیٹھ کر بھی۔

علما نے ان نصوص میں تطبیق دی ہے۔ بعض نے کہا:

- اصل بیٹھ کر پینا ہے۔

- بعض نے کہا کہ ابتدا میں پینا کھڑے ہو کر تھا، پھر وہ منسوخ ہو گیا۔

- راجح، واللہ اعلم، وہ ہے جسے نووی نے ترجیح دی:

- اصل بیٹھ کر پینا ہے، اور یہی سنت ہے، اور ضرورت ہو تو کھڑے ہو کر پینا جائز ہے۔
- جن احادیث میں کھڑے ہو کر پینے سے ممانعت آئی ہے، وہ کراہت کی ممانعت ہے، حرمت کی ممانعت نہیں۔
- کہا گیا ہے کہ نبی ﷺ کے کھڑے ہو کر پینے والی احادیث جواز بیان کرنے کے لیے آئی ہیں، لیکن بہتر بیٹھ کر پینا ہے۔

▪ رسول اللہ ﷺ نے ان برتنوں میں پیا:

- قدح: پینے کا ایسا برتن جس کا دستہ نہیں ہوتا۔

- کوزہ: ایسا برتن جس کا دستہ ہوتا ہے۔

- مشک: پینے کی چیز محفوظ رکھنے کا چمڑے کا برتن۔

▪ رسول اللہ ﷺ کے مشروبات:

- میٹھا ٹھنڈا مشروب، جیسے پانی یا کھجور اور کشمش کا نقیع۔

- دودھ، جو کھانے اور پینے دونوں سے کفایت کرتا ہے۔

- زمزم کا پانی۔

- شہد۔

اے اللہ! ہمیں ہمارے نبی اور حبیب محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ کی رفاقت اس جنت میں عطا فرما جس کی چھت عرشِ رحمن ہے۔

ومضہ

ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بہت شدید محبت رکھتے تھے اور آپ سے جدائی پر صبر کم رکھتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا کہ ان کا رنگ بدلا ہوا ہے اور جسم کمزور ہو گیا ہے، تو آپ ﷺ نے گمان کیا کہ وہ بیمار ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: "اے ثوبان! تمہارا رنگ کس چیز نے بدل دیا؟" ثوبان نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی تکلیف یا بیماری نہیں، مگر یہ کہ جب میں آپ کو نہیں دیکھتا تو آپ کی یاد میں مشتاق ہو جاتا ہوں اور آپ سے دوری مجھے بہت سخت وحشت میں ڈال دیتی ہے، یہاں تک کہ آپ سے ملاقات ہو جائے۔ اللہ کی قسم! آپ مجھے میری جان، میرے گھر والوں اور

میری اولاد سے زیادہ محبوب ہیں۔ میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں، تو آپ کو یاد کرتا ہوں، پھر صبر نہیں کر پاتا یہاں تک کہ آپ کے پاس آتا ہوں اور آپ کو دیکھتا ہوں۔ اور جب آخرت کو یاد کرتا ہوں تو جانتا ہوں کہ جب آپ جنت میں داخل ہوں گے تو انبیا کے ساتھ بلند مقام پر ہوں گے، اور اگر میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے ڈر ہے کہ آپ کو نہ دیکھ سکوں۔" تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾ [النساء: 69]

﴿اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے﴾ [النساء: 69]

اور صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے جسے علما نے حدیثِ محبت، خوش خبری دینے والی حدیث کہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔" ہم اللہ کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ سے محبت کرتے ہیں، اور ہم اللہ کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم اس شخص سے محبت کرتے ہیں جو اللہ، اس کے رسول کی سنت، اور اس دین کی نشر و اشاعت کی تعظیم کرتا ہے۔

اور محبت اتباع ہے:

﴿فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾]آل عمران: 31]

﴿تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف﴾]آل عمران: 31]

اے اللہ! ہمارے دلوں کو اس سے بھر دے جس سے تو نے صحابہ، تابعین اور اپنے نیک بندوں کے دل بھرے تھے۔

****

32. رسول اللہ ﷺ کے خوشبو لگانے کے بارے میں بعض روایات

119. "عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه قَالَ: كَانَت لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا". [أخرجه الترمذي وابن ماجه].

119. "موسیٰ بن انس بن مالک اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سُکّہ تھا، آپ اس سے خوشبو لگاتے تھے"۔ [اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا]۔

- سُکّہ: ایسا برتن جس میں خوشبو رکھی جاتی ہے۔

120. "عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضي الله عنه لاَ يَرُدُّ الطِّيبَ، وَقَالَ أَنَسٌ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لاَ يَرُدُّ الطِّيبَ".[أخرجه البخاري].

120. "ثُمامہ بن عبد اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: انس بن مالک رضی اللہ عنہ خوشبو واپس نہیں کرتے تھے، اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ خوشبو واپس نہیں کرتے تھے"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا]۔

121. "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ، وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ". [أخرجه أحمد وأبو داود والترمذي والنسائي].

121. "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو ظاہر ہو اور رنگ پوشیدہ ہو، اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو پوشیدہ ہو"۔ [اسے احمد، ابو داود، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا]۔

- یعنی مرد کی زینت عطر اور خوشبو سے ہو، شوخ رنگوں اور زینت سے نہیں؛ اور عورت کی زینت رنگوں سے ہو، خوشبو لگا کر نہیں۔ اس کا ایک اور معنی یہ بھی ہے کہ جو خوشبو بالوں اور جسم پر لگائی جائے، مردوں کے لیے مستحب ہے کہ اس میں خوشبو ہو مگر رنگ نہ ہو؛ البتہ عورتوں کی خوشبو ایسی ہو جس کا رنگ ظاہر اور خوشبو پوشیدہ ہو۔ عورت کے لیے اپنے گھر میں اپنے محارم کے سامنے خوشبو لگانا جائز ہے، مگر دوسرے مردوں کے سامنے خوشبو لگا کر نکلنا حرام ہے۔

****

33. رسول اللہ ﷺ کے کلام کے بارے میں بعض روایات

122. "عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هَذَا، وَلَكِنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيِّنٍ فَصْلٍ، يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ".[أخرجه أحمد والترمذي].

122. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کی طرح مسلسل جلدی جلدی کلام نہیں کرتے تھے، بلکہ آپ ایسا صاف اور جدا جدا کلام فرماتے تھے جسے آپ کے پاس بیٹھنے والا یاد کر لیتا تھا"۔ [اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا]۔

123. "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعِيدُ الْكَلِمَةَ ثَلَاثًا لِتُعْقَلَ عَنْهُ". [أخرجه الترمذي].

123. "انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ بات کو تین بار دہراتے تھے تاکہ وہ آپ سے سمجھ لی جائے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا]۔

- تاکہ وہ آپ سے سمجھ لی جائے: یعنی تاکہ بات سمجھ آ جائے۔

پس آپ ﷺ ایسا کلام فرماتے تھے جس کا تلفظ اور معنی واضح ہوتا، اور جو آپ کے پاس بیٹھتا وہ سننے والے پر اس کے اثر اور اختصار کی وجہ سے اسے یاد کر لیتا۔

- آپ بات کو تین بار دہراتے تھے، لیکن ہر کلام کو نہیں۔

- آپ جوامع الکلم کے ساتھ کلام فرماتے تھے، یعنی مختصر الفاظ جن کے معانی بڑے ہوتے۔

****

34. رسول اللہ ﷺ کے ہنسنے کے بارے میں بعض روایات

124. "عَنْ أَبِی ذَرّ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّی لَأَعْلَمُ أَوَّلَ رَجُلٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَآخَرَ رَجُلٍ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ يُؤْتَی بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ: اعْرِضُوا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوبِهِ وَيُخَبَّأُ عَنْهُ كِبَارُهَا، فَيُقَالُ لَهُ: عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وكذا، وَهُوَ مُقِرٌّ لاَ يُنْكِرُ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِهَا فَيُقَالُ: أَعْطُوهُ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ عَمِلَهَا حَسَنَةً، فَيَقُولُ: إِنَّ لِي ذُنُوبًا لاَ أَرَاهَا هَهُنَا. قَالَ أَبُو ذَرٍّ رضي الله عنه: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ" . [أخرجه أحمد].

124. "ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے شخص کو بھی جانتا ہوں اور سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والے شخص کو بھی۔ قیامت کے دن ایک آدمی لایا جائے گا، اس سے کہا جائے گا: اس کے چھوٹے گناہ اس کے سامنے پیش کرو، اور اس کے بڑے گناہ اس سے چھپائے جائیں گے۔ اس کے بعد اس سے کہا جائے گا: تم نے فلاں فلاں دن یہ یہ کام کیے۔ وہ اقرار کرے گا، انکار نہیں کرے گا، اور اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہو گا۔ پھر کہا جائے گا: اس کے ہر گناہ کے بدلے اسے ایک نیکی دے دو۔ وہ کہے گا: میرے کچھ گناہ ہیں جو مجھے یہاں دکھائی نہیں دے رہے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے نواجذ ظاہر ہو گئے"۔ [اسے احمد نے روایت کیا]۔

- نواجذ ظاہر ہو گئے: یعنی آپ کے دانتوں کے کنارے، جو انیاب کے بعد ہوتے ہیں، ظاہر ہو گئے، اور یہ ہنسی کی حالت میں ہوا۔

125. "عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه قَالَ: مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلاَ رَآنِي إِلاَّ ضَحِكَ". [أخرجه البخاري ومسلم].

125. "جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب سے میں اسلام لایا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے کبھی اپنے پاس آنے سے نہیں روکا، اور جب بھی مجھے دیکھا تو مسکرائے"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا]۔

آپ کا خُلق کتنا خوب صورت تھا، اے ہمارے حبیب، اے رسول اللہ!

- **سنت کا احیاء:**

چہرے کی بشاشت؛ اپنے گھر والوں کے چہروں پر، بچوں کے چہروں پر، کمزوروں اور مسکینوں کے چہروں پر مسکرائیے۔ ان کے ساتھ نرمی اور لطف سے پیش آئیے۔ ان کے دل جوڑیے۔ یہ آپ کے نبی کی سنت ہے، پس اس کی پیروی کیجیے۔

126. "عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا رضی اللهِ عنه، أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللهِ، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، ثُمَّ قَالَ: {سُبْحَانَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ }، ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلاَثًا، اللَّهُ أَكْبَرُ ثَلاَثًا، سُبْحَانَكَ إِنِّی قد ظَلَمْتُ نَفْسِی، فَاغْفِرْ لِی فَإِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلاَّ أَنْتَ، ثُمَّ ضَحِكَ .قُلْتُ : مِنْ أَیِّ شَیْءٍ ضَحِكْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ: مِنْ أَیِّ شَیْءٍ ضَحِكْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، إِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غيرك ". [أخرجه الترمذي].

126. "علی بن ربیعہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا۔ آپ کے پاس ایک سواری لائی گئی تاکہ آپ اس پر سوار ہوں۔ جب آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو فرمایا:

بِسمِ اللہ۔ جب اس کی پشت پر ٹھیک بیٹھ گئے تو فرمایا: الحمد للہ۔ پھر فرمایا: {سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ}۔ پھر تین بار فرمایا: الحمد للہ، اور تین بار فرمایا: اللہ اکبر۔ پھر فرمایا: سُبْحَانَكَ، إِنِّي قد ظَلَمْتُ نَفْسِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلاَّ أَنْتَ۔ پھر آپ ہنسے۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ کس بات پر ہنسے؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اسی طرح کیا جیسے میں نے کیا، پھر آپ ہنسے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنسے؟ فرمایا: تمہارا رب اپنے بندے پر تعجب فرماتا ہے جب وہ کہتا ہے: اے میرے رب! میرے گناہ بخش دے، بے شک تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخشتا"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا]۔

ومضہ

ہم ایسے زمانے میں ہیں جس میں نبی ﷺ کی سنت اور صحیح بخاری کی صحیح احادیث کے بارے میں شکوک بڑھ گئے ہیں۔ لہٰذا جو سنت بھی سنیں، اس پر عمل کریں، رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کو زندہ کریں، اور اسے سنت کی نشر و اشاعت اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دفاع سمجھ کر کریں۔ آپ ﷺ نے حسان بن ثابت، شاعرِ رسول، سے فرمایا:

"إن روح القدس لا يزال يؤيدك ما نافحت عن الله ورسوله"[أخرجه مسلم]

"جب تک تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دفاع کرتے رہو گے، روح القدس تمہاری تائید کرتا رہے گا"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا]۔

نافحت: یعنی دفاع کیا۔ پس اپنے اردگرد لوگوں کو آپ ﷺ کی اقتداء پر ابھاریے، اور یہ نیت رکھیے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کا ذکر بلند کر رہے ہیں۔ اگر وہ اپنے نشانوں پر فخر کریں، تو ہمارے لیے فخر سب سے عظیم انسان پر ہے۔ اے اللہ! ہمیں ثابت قدم رکھ، اور ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جو بات سنتے ہیں، پھر اس کے بہترین پہلو کی پیروی کرتے ہیں۔

****

35. رسول اللہ ﷺ کے مزاح کے انداز کے بارے میں بعض روایات

127. "عَنْ أَنَس بْن مَالك رضی الله عنه قال: إنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: يَا ذَا الأُذُنَيْنِ، قَالَ أَبُو أُسَامَةَ: يَعْنِي يُمَازِحُهُ"۔ [أخرجه الترمذي]۔

127. "انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: اے دو کانوں والے! ابو اسامہ نے کہا: یعنی آپ ﷺ آن سے مزاح فرما رہے تھے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا]۔

- اے دو کانوں والے: آپ ﷺ نے یہ بات یا تو مزاح کے طور پر فرمائی، یا سننے پر ابھارنے کے لیے۔

128. "عَنْ أَنَس بْن مَالك رضی الله عنه قَالَ: إنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ لَيُخَالطُنَا حَتَّى يَقُولَ لأَخ لي صَغير: يَا أَبَا عُمَيْر، مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟ قَالَ أَبُو عيسَى: وَفقْهُ هَذَا الْحَديث أَنَّ النَّبيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ :كَانَ يُمَازِحُ، وفيه أَنَّهُ كَنَّى غُلاَمًا صَغيرًا فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا عُمَيْر .وَفيه أَنَّهُ لاَ بَأْسَ أَنْ يُعْطَى الصَّبيُّ الطَّيْرَ ليَلْعَبَ به .وَإنَّمَا قَالَ لَهُ النَّبيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ: يَا أَبَا عُمَيْر، مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟ لأَنَّهُ كَانَ لَهُ نُغَيْرٌ يَلْعَبُ به فَمَاتَ، فَحَزنَ الْغُلاَمُ عَلَيْهِ فَمَازَحَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال: يا أَبَا عُمَيْرٍ، مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟"۔ [أخرجه البخاري ومسلم]۔

128. "انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ اس قدر گھل مل جاتے تھے کہ میرے ایک چھوٹے بھائی سے فرماتے: اے ابو عُمَیر! نُغَیر کا کیا ہوا؟ ابو عیسیٰ نے کہا: اس حدیث کا فقہی پہلو یہ ہے کہ نبی ﷺ مزاح فرماتے تھے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک چھوٹے بچے کی کنیت رکھی اور اس سے فرمایا: اے ابو عُمَیر! اور اس میں یہ بھی ہے کہ بچے کو کھیلنے کے لیے پرندہ دینا جائز ہے۔ نبی ﷺ نے اس سے یہ اس لیے فرمایا: اے ابو عُمَیر! نُغَیر کا کیا ہوا؟ کیونکہ اس کے پاس ایک نُغَیر تھا جس سے وہ کھیلتا تھا، پھر وہ مر گیا، تو بچہ اس پر غمگین ہوا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اس سے مزاح فرمایا اور فرمایا: اے ابو عُمَیر! نُغَیر کا کیا ہوا؟". [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا]۔

- ہمارے ساتھ گھل مل جاتے تھے: یعنی ہم سے مزاح فرماتے اور لطف سے پیش آتے تھے۔

- نُغَیر: ایک معروف پرندہ جو چڑیا کے مشابہ ہوتا ہے۔

129. "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا قَالَ: إِنِّي لاَ أَقُولُ إِلاَ حَقًّا". [أخرجه الترمذي].

129. "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہم سے مزاح فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا". [اسے ترمذی نے روایت کیا]۔

130. "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِك رضي الله عنه، أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ كَانَ اسْمُهُ زَاهِرًا وَكَانَ يُهْدِى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً مِنَ الْبَادِيَةِ، فَيُجَهِّزُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا وَنَحْنُ حَاضِرُوهُ. وَكَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّهُ وَكَانَ رَجُلاً دَمِيمًا فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ يَبِيعُ مَتَاعَهُ فَاحْتَضَنَهُ مِنْ خَلْفِه وَهُوَ لاَ يُبْصِرُهُ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ أَرْسِلْنِي. فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ لاَ يَأْلُو مَا أَلْصَقَ ظَهْرَهُ بِصَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ عَرَفَهُ، وجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ يَشْتَرِى هَذَا الْعَبْدَ؟ فَقَالَ: يَا رَسُولَ الله، إِذًا وَاللَّهِ تَجِدُنِي كَاسِدًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَكِنْ عِنْدَ اللهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ -أَوْ قَالَ-: أَنْتَ عِنْدَ اللهِ غَالٍ" .[أخرجه أحمد].

130. "انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیہات والوں میں سے ایک شخص تھا جس کا نام زاہر تھا۔ وہ نبی ﷺ کے لیے دیہات سے تحفہ لایا کرتا تھا، اور جب وہ واپس جانے کا ارادہ کرتا تو نبی ﷺ اس کے لیے سامان تیار فرما دیتے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: زاہر ہمارا دیہاتی ہے، اور ہم اس کے شہری ہیں۔ آپ ﷺ اس سے محبت فرماتے تھے، اور وہ ایک کم صورت آدمی تھا۔ ایک دن نبی ﷺ اس کے پاس آئے جبکہ وہ اپنا سامان بیچ رہا تھا، تو آپ ﷺ نے اسے پیچھے سے گلے لگا لیا، اور وہ آپ کو دیکھ نہیں رہا تھا۔ اس نے کہا: یہ کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ پھر وہ مڑا تو نبی ﷺ کو پہچان لیا، چنانچہ جب اس نے آپ کو پہچان لیا تو وہ اپنی پیٹھ کو نبی ﷺ کے سینے سے لگانے میں کوئی کمی نہ کرتا تھا۔ نبی ﷺ فرمانے لگے: اس غلام کو کون خریدے گا؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! تب تو اللہ کی قسم آپ مجھے کھوٹا مال پائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: لیکن تم اللہ کے نزدیک کھوٹے نہیں ہو، یا فرمایا: تم اللہ کے نزدیک قیمتی ہو". [اسے احمد نے روایت کیا]۔

- ہمارا دیہاتی: یعنی جب ہمیں دیہات سے کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو زاہر اسے ہمارے لیے لے آتا۔

- ہم اس کے شہری ہیں: یعنی ہم اس کے لیے شہر کی چیزیں تیار کرتے ہیں، مراد مدینہ ہے، اور شہر دیہات کے مقابل ہے۔

****

36. رسول اللہ ﷺ کے شعر کے بارے میں کلام کی کیفیت کے متعلق بعض روایات

131. "عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها، قَالَ: قِيلَ لَهَا: هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَثَّلُ بِشَيْءٍ مِنَ الشِّعْرِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ ابْنِ رَوَاحَةَ، وَيَتَمَثَّلُ بقوله: وِيَأْتِيكَ بِالأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ". [أخرجه أحمد والترمذي].

131. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ان سے پوچھا گیا: کیا نبی ﷺ شعر میں سے کچھ بطور مثال پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ ابن رواحہ کا شعر پڑھتے تھے، اور یہ مصرع پڑھتے تھے: وِيَأْتِيكَ بِالأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ". [اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا].

- بطور مثال پڑھتے تھے: یعنی ابنِ رواحہ کے شعر میں سے کچھ پڑھتے تھے، اور ابنِ رواحہ ایک انصاری صحابی تھے۔

132. "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَصْدَقَ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٍ كَلِمَةُ لَبِيدٍ :أَلاَ كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلاَ اللَّهَ بَاطِلٌ ، وكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ". [أخرجه البخاري ومسلم].

132. "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی شاعر نے جو سب سے سچی بات کہی ہے وہ لبید کا یہ قول ہے: ألا كل شيء ما خلا الله باطل، اور امیہ بن ابی الصلت قریب تھا کہ مسلمان ہو جائے". [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا].

رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں یہ بات اس لیے فرمائی کہ اس کے شعر میں توحید اور حق سے قرب پایا جاتا تھا۔ امیہ جاہلیت میں عبادت کرتا تھا اور بعث پر ایمان رکھتا تھا، اور اس نے اسلام کا زمانہ پایا، لیکن اسے اسلام کی توفیق نہ ملی۔

133. "عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيّ رضی الله عنه قَالَ: أَصَابَ حَجَرٌ أُصْبُعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَمِيَتْ، فَقَالَ :هَلْ أَنْتِ إِلاَّ أُصْبُعٌ دَمِيتِ، وَفِي سَبِيلِ اللهِ مَا لَقِيتِ". [أخرجه مسلم والترمذي].

133. "جندب بن سفیان بَجَلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی انگلی کو ایک پتھر لگا تو اس سے خون نکل آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: تو بس ایک انگلی ہی تو ہے جو زخمی ہوئی، اور اللہ کے راستے میں ہی تجھے یہ تکلیف پہنچی". [اسے مسلم اور ترمذی نے روایت کیا].

- زخمی ہوئی: یعنی اسے زخم لگا اور اس سے خون نکلا۔

134. "عَنَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا عُمَارَةَ؟ فَقَالَ: لاَ وَاللَّهِ مَا وَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنْ وَلَّى سَرَعَانُ النَّاسِ تَلَقَّتْهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَته، وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ آخذٌ بِلِجَامِهَا، وَرَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: أَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبْ * أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ". [أخرجه البخاري ومسلم].

134. "براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک آدمی نے ان سے کہا: اے ابو عمارہ! کیا تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ پیچھے نہیں ہٹے، لیکن لوگوں میں سے جلد باز لوگ پیچھے ہٹے۔ ہوازن نے ان کا تیراندازی سے سامنا کیا، اور رسول اللہ ﷺ اپنی خچر پر تھے، اور ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے، اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: أنا النبي لا كذب * أنا ابن عبد المطلب". [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا].

- کیا تم لوگ بھاگ گئے تھے؟ یعنی کیا لوگ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ سے بھاگ گئے تھے؟

- جلد باز لوگ: ان میں سے جلدی کرنے والے لوگ۔

- تیراندازی سے سامنا کیا: یعنی ان پر تیر برسائے۔

135. "عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ، وَابْنُ رَوَاحَةَ يمشِي بَيْنَ يَدَيْه، وَهُوَ يَقُولُ: خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهْ * الْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهْ ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهْ * وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهْ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رضي الله عنه: يَا ابْنَ رَوَاحَةَ! بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَرَمِ اللهِ تَقُولُ شِعرا ! فَقَالَ النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَلِّ عَنْهُ يَا عُمَرُ، فَلَهِيَ أَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ". [أخرجه الترمذي والنسائي].

135. "انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عمرۂ قضا میں مکہ میں داخل ہوئے، اور ابنِ رواحہ آپ کے آگے چل رہے تھے اور کہہ رہے تھے: خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهْ * الْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهْ، ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهْ * وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهْ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابنِ رواحہ! رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور اللہ کے حرم میں شعر کہہ رہے ہو؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اسے چھوڑ دو، یہ اشعار ان کے دلوں میں تیر برسنے سے زیادہ تیزی سے اثر کرتے ہیں"۔ [اسے ترمذی اور نسائی نے روایت کیا]۔

- یہ اشعار ان کے دلوں میں تیر برسنے سے زیادہ تیزی سے اثر کرتے ہیں: یعنی یہ اشعار ان کے دلوں پر تیر پھینکنے کی رفتار سے بھی زیادہ تیزی سے اثر کرتے ہیں۔ اس زمانے میں شعر ہمارے زمانے کے ذرائع ابلاغ کی طرح تھا، اس لیے عام لوگوں کے دلوں اور عقلوں پر اس کا سبقت اور اثر ہوتا تھا۔

136. "عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه قَالَ: جَالَسْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ وَكَانَ أَصْحَابُهُ يَتَنَاشَدُونَ الشِّعْرَ وَيَتَذَاكَرُونَ أَشْيَاءَ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ سَاكِتٌ وَرُبَّمَا تَبَسَّمَ مَعَهُمْ" .[أخرجه الترمذي].

136. "جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نبی ﷺ کی مجلس میں سو سے زیادہ مرتبہ بیٹھا۔ آپ کے صحابہ شعر پڑھتے اور جاہلیت کے بعض معاملات کا ذکر کرتے، اور آپ خاموش رہتے، اور کبھی ان کے ساتھ مسکرا دیتے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا]۔

137. "عن عمرو بن الشريد عن أبيه قال : كنت ردف النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْشَدْتُهُ مِائَةَ قَافِيَةٍ مِنْ قَوْلِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ الثَّقَفِيِّ كُلَّمَا أَنْشَدْتُهُ بَيْتًا قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيهْ، حَتَّى أَنْشَدْتُهُ مِائَةً. يَعْنِي بَيْتًا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إن كاد ليُسلم". [أخرجه مسلم].

137. "عمرو بن شرید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نبی ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا، تو میں نے آپ کو امیہ بن ابی الصلت ثقفی کے شعر میں سے سو قافیے سنائے۔ جب بھی میں ایک شعر سناتا، نبی ﷺ مجھ سے فرماتے: ہیہ، یہاں تک کہ میں نے آپ کو سو شعر سنائے۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: وہ قریب تھا کہ مسلمان ہو جائے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا]۔

- پیچھے سواری پر بیٹھا تھا: یعنی آپ کے پیچھے جانور پر سوار تھا۔

- ہیہ: یعنی اپنے شعر میں سے اور سناؤ۔

- وہ قریب تھا کہ مسلمان ہو جائے: امیہ بن ابی الصلت ثقفی کو اسلام کی توفیق نہ ملی، حالانکہ اس کا شعر بت پرستی کی مذمت کرتا اور اسلام کی مدح کرتا تھا۔

138. "عَنْ عَائِشَـةَ رضـي الله عنها، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُومُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَوْ قَالَ: يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَيَقُولُ رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوحِ الْقُدُسِ مَا يُنَافِحُ أَوْ يُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم". [أخرجه أحمد و الترمذي].

138. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ حسان بن ثابت کے لیے مسجد میں ایک منبر رکھواتے تھے، جس پر وہ کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مفاخرت کرتے، یا فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دفاع کرتے۔ اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: بے شک اللہ حسان کی روح القدس کے ذریعے تائید فرماتا ہے جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دفاع یا مفاخرت کرتے رہیں"۔ [اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا]۔

- دفاع کرتے: یعنی بچاؤ کرتے۔

- روح القدس: اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں، جو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دفاع کرنے پر حسان بن ثابت کی تائید کرتے تھے۔

- **فائدہ:**

یہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو دین، عقیدہ، قرآن اور نبی ﷺ کا دفاع کرتا ہے۔ جو بھی اللہ اور اس کے رسول کا دفاع کرتا ہے، اللہ عز وجل جبریل علیہ السلام کے ذریعے اس کی تائید فرماتا ہے، اور یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو دیکھو، وہ شاعر تھے، مگر انہوں نے شعر کی اپنی صلاحیت کو اسلام کے دفاع میں استعمال کیا۔

پس اپنی صلاحیتوں اور امتیازات کو دیکھو، اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے اس دین کے دفاع میں استعمال کرو؛ یہ اللہ کی قسم بہت بڑا شرف ہے۔

نبی ﷺ کی سنت کو زندہ کرو، اور جو کچھ تم نے سیکھا ہے اسے اپنے اردگرد لوگوں کو سکھاؤ۔ اس نیت سے کہ تم آپ ﷺ کی طرف سے دفاع کر رہے ہو، اور آپ ﷺ اور آپ کی سنت کا دفاع کر رہے ہو، شاید تم جبریل علیہ السلام کی تائید حاصل کر لو۔

اور شاید تم ان لوگوں میں ہو جاؤ جن پر رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن امتوں کے سامنے فخر فرمائیں گے، اور شاید تم آپ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنو اور فردوسِ اعلیٰ میں آپ کی رفاقت کا شرف پا لو۔

****

37. حدیثِ ام زرع

139. "عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَلَسَتْ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لاَ يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا .قَالَتِ الأُولَى: زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٌّ عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ وَعْرٍ، لاَ سَهْلٌ فَيُرْتَقَى، وَلاَ سَمِينٌ فَيُنْتَقَلُ .قَالَتِ الثَّانِيَةُ: زَوْجِي لاَ أَبُثُّ خَبَرَهُ، إِنِّي أَخَافُ أَنْ لاَ أَذَرَهُ، إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ .قَالَتِ الثَّالِثَةُ: زَوْجِي الْعَشَنَّقُ، إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ، وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ .قَالَتِ الرَّابِعَةُ: زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ، لاَ حَرٌّ وَلاَ قُرٌّ، وَلاَ مَخَافَةَ وَلاَ سَآمَةَ .قَالَتِ الْخَامِسَةُ: زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ، وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ، وَلاَ يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ .قَالَتِ السَّادِسَةُ: زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ، وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ، وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ، وَلاَ يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ .قَالَتِ السَّابِعَةُ: زَوْجِي عَيَايَاءُ أَوْ غَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ،

شَجَّك أَوْ فَلَّك أَوْ جَمعَ كُلًّا لَك .قَالَتِ الثَّامنَةُ: زَوْجِي الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ وَالرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ .قَالَتِ التَّاسِعَةُ: زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ [عَظِيمُ الرَّمَادِ طَوِيلُ النِّجَادِ] قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ .قَالَتِ الْعَاشِرَةُ: زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذَلِك، لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِك، قَلِيلاَتُ الْمَسَارِحِ، إِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ.قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ وَمَا أَبُو زَرْعٍ؟ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ، وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ، وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي، وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ، فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلاَ أُقَبَّحُ، وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ وَأَشْرَبُ فَأَتَقَمَّحُ، أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ، عُكُومُهَا رَدَاحٌ، وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ، ابْنُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ، مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ، وَتُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ، بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ، طَوْعُ أَبِيهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا، مِلْءُ كِسَائِهَا، وَغَيْظُ جَارَتِهَا، جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ، لاَ تَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا، وَلاَ تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا، وَلاَ تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا، قَالَتْ: خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالأَوْطَابُ تُمْخَضُ، فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ، يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ، فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا، فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلاً سَرِيًّا، رَكِبَ شَرِيًّا، وَأَخَذَ خَطِّيًّا، وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا، وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا، وَقَالَ: كُلِي أُمَّ زَرْعٍ، وَمِيرِي أَهْلَكِ، فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ، مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ". [أخرجه البخاري ومسلم].

139. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: گیارہ عورتیں بیٹھیں، پھر انہوں نے آپس میں عہد و پیمان کیا کہ وہ اپنے شوہروں کی خبروں میں سے کچھ نہیں چھپائیں گی۔ پہلی نے کہا: میرا شوہر دبلے اونٹ کا گوشت ہے، ایک دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر؛ نہ وہ راستہ آسان ہے کہ چڑھا جائے، اور نہ گوشت موٹا ہے کہ لے جایا جائے۔ دوسری نے کہا: میں اپنے شوہر کی خبر بیان نہیں کرتی، مجھے ڈر ہے کہ پھر اسے چھوڑ نہ سکوں؛ اگر میں اس کا ذکر کروں تو اس کے ظاہر و پوشیدہ عیوب کا ذکر کروں گی۔ تیسری نے کہا: میرا شوہر لمبا بے ڈھنگا ہے؛ اگر بولوں تو طلاق دے دی جاؤں، اور اگر خاموش رہوں تو معلق چھوڑ دی جاؤں۔ چوتھی نے کہا: میرا شوہر تہامہ کی رات کی طرح ہے؛ نہ گرمی، نہ سردی، نہ خوف، نہ اکتاہٹ۔ پانچویں نے کہا: میرا شوہر گھر میں داخل ہو تو چیتے کی طرح ہوتا ہے، اور باہر نکلے تو شیر کی طرح، اور جو کچھ گھر میں چھوڑا ہو اس کے بارے میں پوچھتا نہیں۔ چھٹی نے کہا: میرا شوہر کھائے تو سب لپیٹ لے، پیے تو سب پی جائے، لیٹے تو لپٹ جائے، اور ہاتھ اندر نہیں ڈالتا کہ غم کو جان سکے۔ ساتویں نے کہا: میرا شوہر عاجز یا گمراہ، بھاری طبیعت والا ہے؛ ہر بیماری اس میں ہے۔ وہ تمہیں زخمی کرے، یا تمہارا سر پھاڑ دے، یا دونوں کام تمہارے ساتھ کر دے۔ آٹھویں نے کہا: میرے شوہر کا لمس خرگوش کے لمس جیسا ہے، اور خوشبو زرنب کی خوشبو جیسی ہے۔ نویں نے کہا: میرا شوہر بلند ستون والا، بہت راکھ والا، لمبی تلوار والا، اور اس کا گھر مجلس کے قریب ہے۔ دسویں نے کہا: میرا شوہر مالک ہے، اور مالک کیا ہے! مالک اس سے بھی بہتر ہے۔ اس کے پاس ایسے بہت سے اونٹ ہیں جو باڑوں میں زیادہ رہتے ہیں اور چراگاہوں میں کم جاتے ہیں۔ جب وہ مزہر کی آواز سنتے ہیں تو یقین کر لیتے ہیں کہ وہ ہلاک ہونے والے ہیں۔ گیارہویں نے کہا: میرا شوہر ابو زرع ہے، اور ابو زرع کیا ہے! اس نے میرے کان زیورات سے جھکا دیے، میرے بازو چربی سے بھر دیے، مجھے خوش حال کیا تو میرا دل خود مجھ پر خوش ہو گیا۔ اس نے مجھے ایک ایسے گھرانے میں پایا جس کے پاس پہاڑ کے کنارے چند بکریاں تھیں، پھر مجھے ایسے گھرانے میں پہنچا دیا جہاں گھوڑوں کی آواز، اونٹوں کی آواز، کھیتی روندنے والے جانور اور غلہ صاف کرنے والے لوگ تھے۔ اس کے پاس میں بات کہتی ہوں تو مجھے برا نہیں کہا جاتا، میں سوتی ہوں تو صبح تک سوئی رہتی ہوں، اور پیتی ہوں تو خوب سیر ہو کر پیتی ہوں۔ ابو زرع کی ماں، سو ابو زرع کی ماں کیا ہے! اس کے سامان کے ڈھیر کشادہ ہیں، اور اس کا گھر وسیع ہے۔ ابو زرع کا بیٹا، سو ابو زرع کا بیٹا کیا ہے! اس کا بستر کھجور کی باریک پٹی کی طرح ہے، اور بکری کے بچے کا بازو اسے سیر کر دیتا ہے۔ ابو زرع کی بیٹی، سو ابو زرع کی بیٹی کیا ہے! اپنے والد کی فرمانبردار اور اپنی ماں کی فرمانبردار، اپنی چادر کو بھر دینے والی، اور اپنی سوکن کے لیے غصے کا باعث۔ ابو زرع کی لونڈی، سو ابو زرع کی لونڈی کیا ہے! وہ ہماری باتیں پھیلا کر منتشر نہیں کرتی، ہمارے غلے کو بکھیر کر ضائع نہیں کرتی، اور ہمارے گھر کو کوڑے سے نہیں بھرتی۔ اس نے کہا: ابو زرع اس وقت نکلا جب مشکیزے بلوئے جا رہے تھے، تو اسے ایک عورت ملی جس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے، جیسے دو چیتے، جو اس کی کمر کے نیچے دو اناروں سے کھیل رہے تھے۔ اس نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا۔ پھر میں نے اس کے بعد ایک شریف آدمی سے نکاح کیا، جو عمدہ گھوڑے پر سوار ہوا، نیزہ اٹھایا، شام کو

میرے پاس بہت سے مویشی لایا، اور ہر لوٹنے والے مویشی میں سے مجھے ایک جوڑا دیا۔ اس نے کہا: اے ام زرع! کھاؤ، اور اپنے گھر والوں کو بھی دو۔ پس اگر میں وہ سب کچھ جمع کر دوں جو اس نے مجھے دیا، تب بھی وہ ابو زرع کے سب سے چھوٹے برتن تک نہیں پہنچتا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میں تمہارے لیے ایسا ہوں جیسے ابو زرع ام زرع کے لیے تھا"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا]۔

****

38. رسول اللہ ﷺ کے سونے کے انداز کے بارے میں بعض روایات

140. "عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ الأَيْمَنِ، وَقَالَ: رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ". [أخرجه أحمد].

140. "براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اپنا بستر لیتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور فرماتے: اے میرے رب! جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا، مجھے اپنے عذاب سے بچا"۔ [اسے احمد نے روایت کیا]۔

اس آسان سنت کو ہر رات زندہ کرو، تاکہ اس کے ذریعے اجر، درجات کی بلندی اور نبی ﷺ کی اتباع نصیب ہو۔

141. "عَنْ حُذَيْفَةَ رضی الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا، وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ". [أخرجه البخاري].

141. "حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ جب اپنے بستر پر آتے تو فرماتے: اے اللہ! تیرے ہی نام سے میں مرتا اور جیتا ہوں۔ اور جب بیدار ہوتے تو فرماتے: تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں موت دینے کے بعد زندہ کیا، اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا]۔

142. "عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ فَنَفَثَ فِيهِمَا، وَقَرَأَ فِيهِمَا {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} وَ {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ} وَ {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ} ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا رَأْسَهُ وَوَجْهَهُ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَصْنَعُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ". [أخرجه البخاري].

142. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب ہر رات اپنے بستر پر آتے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں جمع کرتے، پھر ان میں نفث فرماتے، اور ان میں {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ}، {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ} اور {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ} پڑھتے، پھر ان دونوں سے اپنے جسم پر جہاں تک ممکن ہوتا مسح فرماتے۔ آپ اپنے سر، چہرے اور جسم کے سامنے والے حصے سے شروع فرماتے۔ آپ یہ عمل تین بار کرتے تھے"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا]۔

- نفث: ہلکی سی تھوک کے ساتھ پھونک مارنا۔ اس میں دو قول ہیں :

1. قراءت سے پہلے پھونکنا۔
2. یا قراءت کے بعد پھونکنا۔

143. "عَنْ أَنَس بْنِ مَالِك رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ كَانَ إذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لاَ كَافِيَ لَهُ وَلاَ مُؤْوِي". [أخرجه مسلم].

143. "انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آتے تو فرماتے: تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، ہماری کفایت فرمائی اور ہمیں ٹھکانا دیا؛ کتنے ہی لوگ ہیں جن کا نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے اور نہ کوئی ٹھکانا دینے والا"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا]۔

144. "عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ، وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ، وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ". [أخرجه مسلم].

144. "ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب رات کے وقت آرام کے لیے اترتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹتے، اور جب صبح سے کچھ پہلے آرام کے لیے اترتے تو اپنا بازو کھڑا کر لیتے اور اپنا سر اپنی ہتھیلی پر رکھتے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا]۔

- رات کے وقت آرام کے لیے اترتے: یعنی جب رات کے شروع میں نیند اور آرام کے لیے اترتے تو اپنے دائیں پہلو پر سوتے، تاکہ نفس کو نیند کا حصہ مل جائے۔

- صبح سے کچھ پہلے آرام کے لیے اترتے: یعنی جب فجر سے کچھ پہلے آرام کرنا چاہتے تو اپنا پہلو زمین پر رکھتے مگر پورا نہ لیٹتے، اپنا بازو کھڑا کرتے اور سر اپنی ہتھیلی پر رکھتے تاکہ گہری نیند میں نہ چلے جائیں اور فجر کی نماز فوت نہ ہو۔

- **فوائد:**

صحیح احادیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنا بستر لیتے:

1. اپنی دونوں ہتھیلیاں جمع کرتے، ان میں نفث فرماتے، سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھتے، پھر ان دونوں سے اپنے جسم پر جہاں تک ممکن ہوتا مسح کرتے۔ سر، چہرے اور جسم کے سامنے والے حصے سے شروع فرماتے، اور یہ تین بار کرتے۔
2. اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے۔
3. فرماتے: اے میرے رب! جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا، مجھے اپنے عذاب سے بچا۔
4. فرماتے: اے اللہ! تیرے نام سے میں مرتا اور جیتا ہوں۔
5. فرماتے: تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، ہماری کفایت فرمائی اور ہمیں ٹھکانا دیا؛ کتنے ہی لوگ ہیں جن کا نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے اور نہ کوئی ٹھکانا دینے والا۔
6. جب آپ ﷺ رات کو سوتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹتے۔
7. جب آپ ﷺ صبح سے کچھ پہلے سوتے تو اپنا بازو کھڑا کرتے اور سر اپنی ہتھیلی پر رکھتے تاکہ فجر کی نماز ضائع نہ ہو۔
8. بیدار ہوتے وقت آپ ﷺ فرماتے: تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں موت دینے کے بعد زندہ کیا، اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

****

39. رسول اللہ ﷺ کی عبادت کے بارے میں بعض روایات

145. "عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی الله عنه قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ: أَتَتَكَلَّفُ هَذَا وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَفَلاَ أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا". [أخرجه البخاري ومسلم].

145. "مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی یہاں تک کہ آپ کے قدم مبارک سوج گئے۔ آپ سے کہا گیا: کیا آپ اتنی مشقت اٹھاتے ہیں، حالانکہ اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا]۔

146. "عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی الله عنها، عَنْ صَلاَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُومُ، فَإِذَا كَانَ مِنَ السَّحَرِ أَوْتَرَ، ثُمَّ أَتَى فِرَاشَهُ، فَإِذَا كَانَ لَهُ حَاجَةٌ أَلَمَّ بِأَهْلِهِ، فَإِذَا سَمِعَ الأَذَانَ وَثَبَ، فَإِنْ كَانَ جُنُبًا أَفَاضَ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ، وَإِلاَّ تَوَضَّأَ وَخَرَجَ إِلَى الصَّلاَةِ". [أخرجه مسلم والنسائي].

146. "اسود بن یزید سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: آپ رات کے شروع میں سوتے، پھر اٹھتے۔ سحر کا وقت ہوتا تو وتر پڑھتے اور اپنے بستر پر آ جاتے۔اگر آپ کو ضرورت ہوتی تو اپنے اہل کے قریب جاتے۔ پھر جب اذان سنتے تو جلدی سے اٹھتے۔ اگر جنبی ہوتے تو اپنے اوپر پانی بہاتے، ورنہ وضو کرتے اور نماز کے لیے نکل جاتے"۔ [اسے مسلم اور نسائی نے روایت کیا]۔

- سحر: رات کا آخری تہائی حصہ، فجر سے کچھ پہلے۔

- اپنے اہل کے قریب جاتے: جماع سے کنایہ ہے۔

- جلدی سے اٹھتے: فوراً اٹھتے۔

- اپنے اوپر پانی بہاتے: تاکہ جنابت سے غسل کریں۔

147. "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنه۔ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ رضی الله عنها وَهِىَ خَالَتُهُ قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ فِى عَرْضِ الْوِسَادَةِ، وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -وأهله- فِى طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ، اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ آيَاتِ الْخَوَاتِيمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا، فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِى ثُمَّ أَخَذَ بِأُذُنِى الْيُمْنَى فَفَتَلَهَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ - قَالَ مَعْنٌ: سِتَّ مَرَّاتٍ - ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ" [أخرجه البخاري ومسلم].

147. "ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات گزاری۔ انہوں نے کہا: میں تکیے کے عرض میں لیٹ گیا، اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل اس کے طول میں لیٹے۔ رسول اللہ ﷺ سوئے، یہاں تک کہ جب رات کا آدھا حصہ ہوا، یا اس سے کچھ پہلے یا کچھ بعد، تو رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے، اور اپنے چہرے سے نیند کا اثر صاف کرنے لگے۔ اس کے بعد سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھیں، ایک لٹکی ہوئی پرانی مشک کی طرف گئے اور اس سے خوب اچھی طرح وضو کیا، پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ عبد اللہ بن عباس نے کہا: میں آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا، پھر میرا دایاں کان پکڑا اور اسے ہلکا سا گھمایا۔ پھر

آپ نے دو دو رکعتیں پڑھیں۔ معن نے کہا: چھ مرتبہ۔ پھر وتر پڑھا، پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن آپ کے پاس آیا، تو آپ اٹھے اور دو ہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر باہر نکلے اور صبح کی نماز پڑھائی"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا]۔

- خالہ: وہ لُبابہ بنت حارث بنت فضل ہیں۔

- پرانی مشک: پانی والی پرانی بوسیدہ مشک، جس سے رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا۔

- اسے ہلکا سا گھمایا: یعنی آپ نے اپنے ہاتھ کو ان کے کان پر ہلکی حرکت دی۔

- **فائدہ:**

نبی ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟

- یا تو اس لیے کہ رات کی تاریکی میں انہیں انس حاصل ہو۔

- یا اس لیے کہ ابن عباس چاق و چوبند ہو جائیں اور ان سے نیند دور ہو جائے۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ساتھ پرورش پائی، پھر وہ ترجمان القرآن اور اس امت کے عالم بنے۔

148. "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً". [أخرجه البخاري ومسلم].

148. "ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ رات کو تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا]۔

- **سنت کا احیاء:**

تہجد، یعنی سونے کے بعد قیام، تیرہ رکعتوں کے ساتھ۔

149. "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحْ صَلَاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ". [أخرجه مسلم].

149. "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی رات کو کھڑا ہو تو اپنی نماز دو ہلکی رکعتوں سے شروع کرے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا]۔

یہ قیام کی تیاری کے لیے ہے۔

150. "عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضي الله عنه، قَالَ: لَأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قال: فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ، أَوْ فُسْطَاطَهُ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ، طَوِيلَتَيْنِ، طَوِيلَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ أَوْتَرَ فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً". [أخرجه مسلم].

150. "زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں ضرور نبی ﷺ کی نماز کو غور سے دیکھوں گا۔ انہوں نے کہا: میں نے آپ کی دہلیز یا آپ کے خیمے کو تکیہ بنا لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر دو بہت لمبی رکعتیں پڑھیں، بہت لمبی، بہت لمبی۔ اس کے بعد دو دو رکعتیں پڑھتے رہے، ہر دو رکعتیں اپنے سے پہلی دو رکعتوں سے مختصر تھیں، پھر وتر پڑھا۔ یہ کل تیرہ رکعتیں ہوئیں"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا]۔

- ضرور غور سے دیکھوں گا: یعنی میں نبی ﷺ کی نماز کو دیکھنے کی کوشش کروں گا، تاکہ دیکھوں آپ کتنی نماز پڑھتے ہیں اور کیسے پڑھتے ہیں۔

- دہلیز کو تکیہ بنا لیا: یعنی رسول اللہ ﷺ کے دروازے کی دہلیز کو اپنے لیے تکیہ بنا لیا۔

یہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کے سنت کے لیے حرص، رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے اہتمام، اور آپ کی باریک سے باریک تفصیل میں اتباع کی کوشش کی دلیل ہے۔

- خیمہ: آپ ﷺ کا خیمہ، کیونکہ نبی ﷺ سفر میں تھے۔

151. "عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رضي الله عنها، كَيْفَ كَانَتْ صَلاَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَزِيدَ فِي رَمَضَانَ وَلاَ فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا لاَ تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا لاَ تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاَثًا، قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلاَ يَنَامُ قَلْبِي". [أخرجه البخاري ومسلم].

151. "ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رمضان میں بھی اور غیر رمضان میں بھی گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے، ان کے حسن اور طول کے بارے میں نہ پوچھو، پھر چار رکعتیں پڑھتے، ان کے حسن اور طول کے بارے میں نہ پوچھو، پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں، لیکن میرا دل نہیں سوتا"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا]۔

- گیارہ رکعتیں: یہ صحابہ کے رسول اللہ ﷺ کی نماز کو مختلف اوقات میں دیکھنے پر محمول ہے، کیونکہ آپ سے تیرہ رکعتیں بھی ثابت ہیں اور گیارہ رکعتیں بھی، اور آپ اس سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، لیکن نماز طویل پڑھتے تھے۔

- میری آنکھیں سوتی ہیں، لیکن میرا دل نہیں سوتا: یعنی اگر میں سو بھی جاؤں تو میرا دل بیدار رہتا ہے، اور یہ نبی ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔

- **فائدہ:**

رمضان کی تراویح کے بارے میں، آپ ﷺ گیارہ رکعتیں یا تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے، طویل اور حسنِ قراءت کے ساتھ

- بعض سلف رمضان میں تیرہ رکعتوں سے زیادہ پڑھتے تھے؛ بعض بیس رکعتیں پڑھتے، اور بعض چالیس رکعتیں۔

- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: جس نے تیرہ رکعتیں پڑھیں اس نے اچھا کیا، اور جس نے زیادہ پڑھیں اس نے بھی اچھا کیا۔

تو افضل کیا ہے؟

ابن تیمیہ کہتے ہیں: معاملہ حالات کے اختلاف سے بدلتا ہے۔ تم تیرہ رکعتیں طویل قراءت کے ساتھ پڑھ سکتے ہو، یا قراءت کم کر کے رکعتوں کی تعداد بیس تک بڑھا سکتے ہو۔

بے شک نبوی ہدایت تیرہ رکعتیں طویل قیام، رکوع اور سجود کے ساتھ ہے، اور یہ اس شخص کے لیے افضل، اتم اور اکمل ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔

152. "عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ". [أخرجه مسلم].

152. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے، ان میں سے ایک رکعت سے وتر کرتے۔ جب ان سے فارغ ہوتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا]۔

نبی ﷺ تہجد سے فارغ ہونے کے بعد اپنے دائیں پہلو پر لیٹتے تھے، تاکہ گہری نیند میں نہ چلے جائیں اور فجر کی نماز ضائع نہ ہو۔

153. "عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ". [أخرجه مسلم].

153. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ رات کو نو رکعتیں پڑھتے تھے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا]۔

یہ نبی ﷺ کو مختلف اوقات اور مختلف حالات میں دیکھنے کے اختلاف کے سبب ہے۔

154. "عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضي الله عنه، أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلاَةِ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبَرُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ، قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ الْبَقَرَةَ، ثُمَّ رَكَعَ فكان رُكُوعَهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِه وَكَانَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيم، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيم، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَكَانَ قِيَامُهُ نَحْوًا مِنْ رُكُوعِه، وَكَانَ يَقُولُ: لِرَبِّيَ الْحَمْدُ، لِرَبِّيَ الْحَمْدُ، ثُمَّ سَجَدَ فَكَانَ سُجُودُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامه، وَكَانَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى، سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَكَانَ مَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِنَ السُّجُود، وَكَانَ يَقُولُ: رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي، حَتَّى قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءَ وَالْمَائِدَةَ و الأَنْعَامَ .شُعْبَةُ الَّذِي شَكَّ فِي الْمَائِدَةِ وَالأَنْعَامِ". [أخرجه أحمد وأبو داود والنسائي].

154. "حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ رات کو نماز پڑھی۔ انہوں نے کہا: جب آپ نماز میں داخل ہوئے تو فرمایا: اللہ اکبر، ذو الملکوت والجبروت والکبریاء والعظمۃ۔ آپ نے سورۂ بقرہ پڑھی، پھر رکوع کیا، تو آپ کا رکوع آپ کے قیام کے قریب تھا، اور آپ فرماتے تھے: سبحان ربي العظيم، سبحان ربي العظيم۔ پھر آپ نے سر اٹھایا، تو آپ کا قیام آپ کے رکوع کے قریب تھا، اور آپ فرماتے تھے: لربي الحمد، لربي الحمد۔ پھر آپ نے سجدہ کیا، تو آپ کا سجدہ آپ کے قیام کے قریب تھا، اور آپ فرماتے تھے: سبحان ربي الأعلى، سبحان ربي الأعلى۔ پھر آپ نے سر اٹھایا، تو دو سجدوں کے درمیان کا وقفہ سجدے کے قریب تھا، اور آپ فرماتے تھے: رب اغفر لي، رب اغفر لي۔ یہاں تک

کہ آپ نے بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ اور انعام پڑھیں۔ مائدہ اور انعام کے بارے میں شک شعبہ کو ہوا"۔ [اسے احمد، ابو داود اور نسائی نے روایت کیا]۔

- اللہ اکبر، ذو الملكوت والجبروت والكبرياء والعظمة: یہ دعائے استفتاح ہے، جو تکبیرِ تحریمہ کے بعد کہی جاتی ہے۔

- ذو الملكوت والجبروت: وسیع ملک والا، جباروں پر غالب۔ اس میں اللہ سبحانہ کی قوت، ملک اور عظمت کے وسیلے سے یہ دعا ہے کہ وہ ہمارے ضعف، ذلت اور اپنی بارگاہ میں ہماری محتاجی پر رحم فرمائے۔

- **سنت کا احیاء:**

رکوع اور سجدے کو لمبا کرنا، رکوع کے بعد قیام کو لمبا کرنا، اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو لمبا کرنا۔ اس سنت کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ اپنی ہر نماز میں اس پسندیدہ سنت کا اہتمام کرو، کیونکہ بہترین نماز وہ ہے جس کا رکوع اور سجود مکمل ہو۔ اور کوّے کی ٹھونگ جیسی نماز سے بچو، کیونکہ وہ نماز نہیں۔

155. "عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِآيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ لَيْلَةً". [أخرجه الترمذي].

155. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ایک رات قرآن کی ایک آیت کے ساتھ قیام کرتے رہے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا]۔

- **فائدہ:**

یہ رسول اللہ ﷺ کے قیام کی ایک اور صورت ہے۔ اس میں ایک ہی رکعت میں ایک آیت کو بار بار پڑھنے کا جواز ہے۔ وہ آیت جس کے ساتھ نبی ﷺ نے قیام فرمایا:

﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ [المائدة: 118]۔

﴿اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بےشک تو غالب اور حکمت والا ہے﴾ [المائدة: 118]۔

ابن القیم کہتے ہیں: اگر لوگ قرآن کو تدبر کے ساتھ پڑھنے کی حقیقت جان لیں تو وہ اس کے سوا ہر چیز سے مشغول ہو جائیں۔ جب کسی آیت سے گزرے اور اسے اپنے دل کی شفا کے لیے اس کی ضرورت ہو، تو اسے دہرائے، چاہے سو بار دہرائے۔ اگر وہ اسے تفکر اور تدبر کے ساتھ پڑھے تو یہ اس کے لیے بغیر تدبر کے ختم کرنے سے بہتر ہے، اور دل کے لیے زیادہ نفع بخش ہے۔

156. "عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِه قَدْرُ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً، قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ". [أخرجه البخاري ومسلم].

156. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے اور بیٹھے ہوئے قراءت کرتے۔ جب آپ کی قراءت میں تیس یا چالیس آیات کے برابر باقی رہ جاتا تو کھڑے ہو جاتے اور کھڑے ہو کر پڑھتے، پھر رکوع اور سجدہ کرتے، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا]۔

- **فائدہ:**

ہمارے کریم رسول ﷺ کبھی اپنے آخری عمر میں تھکن یا بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ پس رات کا قیام کرو، چاہے بیٹھ کر نماز پڑھو۔

157. "عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها، عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ عَنْ تَطَوُّعِه، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي لَيْلاً طَوِيلاً قَائمًا، وَلَيْلاً طَوِيلاً قَاعِدًا، فَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ، وَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ جَالِسٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ جَالِسٌ". [أخرجه مسلم].

157. "عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نفل نماز کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: آپ ایک لمبی رات کھڑے ہو کر نماز پڑھتے، اور ایک لمبی رات بیٹھ کر نماز پڑھتے۔ جب کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو کھڑے ہی رکوع اور سجدہ کرتے، اور جب بیٹھ کر قراءت کرتے تو بیٹھے ہی رکوع اور سجدہ کرتے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا]۔

پس آپ کبھی کھڑے ہو کر اور کبھی بیٹھ کر قیام اللیل کرتے تھے۔

158. "عَنْ حَفْصَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا وَيَقْرَأُ بِالسُّورَةِ وَيُرَتِّلُهَا حَتَّى تَكُونَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا". [أخرجه الترمذي].

158. "حفصہ، زوجۂ نبی ﷺ، سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ اپنی نفل نماز میں بیٹھ کر نماز پڑھتے، ایک سورت پڑھتے اور اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے، یہاں تک کہ وہ اپنے سے لمبی سورت سے بھی زیادہ طویل ہو جاتی"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا]۔

- اپنی نفل نماز میں: یعنی تنہا نفل نماز میں۔

- ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے: یعنی اس میں جلدی نہیں کرتے تھے۔

- **سنت کا احیاء:**

اس حدیث میں ایک شریف نبوی سنت ہے، یعنی گھر میں نفل نماز پڑھنا۔ اس میں عجب اور ریا کا دروازہ بند ہوتا ہے، اور یہ اخلاص کے زیادہ قریب ہے۔

159. "عن أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَن، أَنَّ عَائشَةَ رضي الله عنها، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَمُتْ حَتَّى كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ". [أخرجه مسلم].

159. "ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کہ نبی ﷺ کی وفات سے پہلے آپ کی اکثر نماز بیٹھ کر ہوتی تھی"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا]۔

آپ ﷺ اپنی عمر کے آخری زمانے میں کبھی بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ **رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:**

"مَن صلَّى قائمًا فهو أفضَلُ، ومَن صلَّى قاعدًا فله نِصفُ أجرِ القائمِ، ومَن صلَّى نائمًا فله نِصفُ أجرِ القاعدِ" [أخرجه البخاري].

"جس نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی، وہ افضل ہے؛ اور جس نے بیٹھ کر نماز پڑھی، اس کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے نصف اجر کے برابر اجر ہے؛ اور جس نے لیٹ کر نماز پڑھی، اس کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے نصف اجر کے برابر اجر ہے"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا]۔

سوائے اس نمازی کے جو عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے؛ کیونکہ وہ بیمار ہے اور کھڑا ہونے کی استطاعت نہیں رکھتا، اس لیے وہ معذور ہے اور اسے پورا اجر ملے گا۔

جہاں تک رسول اللہ ﷺ کا تعلق ہے، تو آپ کے بلند مقام سے یہ بعید ہے کہ آپ کے اجر میں کمی ہو؛ بلکہ آپ کا اجر کامل عطا کیا گیا، اور آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے گئے۔

160. "عن عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ قال: سَأَلْنَا عَلِيًّا رضی الله عنه، عَنْ صَلاَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّهَارِ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ لاَ تُطِيقُونَ ذَلِكَ قَالَ: قُلْنَا: مَنْ أَطَاقَ منا ذلك صَلَّى، فَقَالَ: كَانَ إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَهُنَا عِنْدَ الْعَصْرِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَإِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَهُنَا عِنْدَ الظُّهْرِ صَلَّى أَرْبَعًا، وَيُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَقَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا، يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلاَئِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّينَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ". [أخرجه الترمذي وابن خزيمة].

160. "عاصم بن ضمرہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم نے علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی دن کی نماز کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ ہم نے کہا: ہم میں سے جو طاقت رکھے گا وہ پڑھے گا۔ انہوں نے فرمایا: جب سورج یہاں اس طرح ہوتا جیسے عصر کے وقت یہاں ہوتا ہے تو آپ دو رکعتیں پڑھتے، اور جب سورج یہاں اس طرح ہوتا جیسے ظہر کے وقت یہاں ہوتا ہے تو آپ چار رکعتیں پڑھتے۔ آپ ظہر سے پہلے چار رکعتیں، اس کے بعد دو رکعتیں، اور عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے، اور ہر دو رکعتوں کے درمیان مقرب فرشتوں، نبیوں، اور ان کی پیروی کرنے والے مؤمنین و مسلمین پر سلام کے ذریعے فصل کرتے"۔ [اسے ترمذی اور ابن خزیمہ نے روایت کیا]۔

- **فوائد:**

- ایک دوسری حدیث میں جب عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نفل نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

(كان يصلي في بيتي قبل الظهر أربعاً) [أخرجه أبو داود وأحمد].

"آپ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے"۔ [اسے ابو داود اور احمد نے روایت کیا]۔

- وقال عليه الصلاة والسلام: "رحم الله امرءاً صلى قبل العصر أربعاً".[أخرجه أبو داود والترمذي]

- آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے"۔ [اسے ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا]۔

- وقال ﷺ : "ما من عبد مسلم يصلي لله تعالى في كل يوم ثِنْتَيْ عشرة ركعة تطوعاً (غير فريضة) إلا بنى الله تعالى له بيتاً في الجنة". [أخرجه مسلم].

- آپ ﷺ نے فرمایا: "کوئی مسلمان بندہ ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہر دن بارہ رکعت نفل، فرض کے علاوہ، پڑھے مگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا]۔

اس باب کو بار بار پڑھو، اور اس سے اس وقت تک نہ نکلو جب تک قیام اللیل کے شرف کو لازم پکڑنے کا عزم نہ کر لو۔ اللہ سے مدد طلب کرو، اور عشاء کے فوراً بعد دو رکعتوں سے شروع کرو، باقی تہجد میں رکھو۔

- قال عليه الصلاة والسلام: "من قام بعشر آيات لم يُكتب من الغافلين، ومن قام بمائة آية كُتِب من القانتين ومن قرأ بألف آية كتب من المقنطرين". [أخرجه أبو داود].

- آپ ﷺ نے فرمایا: "جو دس آیات کے ساتھ قیام کرے وہ غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا، جو سو آیات کے ساتھ قیام کرے وہ قانتین میں لکھا جائے گا، اور جو ہزار آیات پڑھے وہ مقنطرین میں لکھا جائے گا"۔ [اسے ابو داود نے روایت کیا]۔

رسول اللہ ﷺ کی اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دی ہوئی نصیحت سے مدد لو، یعنی سونے سے پہلے تسبیحات: سبحان اللہ تینتیس بار، الحمد للہ تینتیس بار، اور اللہ اکبر چونتیس بار۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"فإن ذلك خير لكما من خادم".[أخرجه البخاري]

"یہ تم دونوں کے لیے خادم سے بہتر ہے"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا]۔

ان تسبیحات کو دہرانا جسم کو قوت اور نشاط دیتا ہے، یہاں تک کہ تم چند گھنٹے ہی سوؤ تو بھی چاق و چوبند اٹھتے ہو۔ اللہ سے مدد مانگو اور دہراؤ: اے اللہ! مجھے میرے حول، قوت اور تدبیر سے نکال کر اپنے حول، قوت اور تدبیر میں داخل فرما۔

- صحیح احادیث کے مطابق قیام اللیل میں نبی ﷺ کی ہدایت:

- آپ ﷺ عشاء پڑھتے، اپنے اہل کے ساتھ تھوڑی دیر بیٹھتے، پھر سوتے، اور آدھی رات یا اس سے کچھ پہلے یا کچھ بعد تہجد کے لیے اٹھتے۔

- آپ ﷺ رات کو گیارہ رکعتیں یا تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔

- جب نیند غالب آ جاتی اور آپ ﷺ رات کی نماز نہ پڑھتے، تو دن میں بارہ رکعتیں پڑھتے، یعنی نفل کی قضا کی سنت۔

- جب آپ ﷺ رات کی نماز میں داخل ہوتے تو فرماتے: "الله أكبر ذو الملكوت والجبروت والكبرياء والعظمة"۔

- رسول اللہ ﷺ ایک رات قرآن کی ایک آیت دہراتے ہوئے قیام فرماتے رہے، اور آیت میں غور و تدبر کے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔

- آپ ﷺ کبھی بیٹھ کر نماز پڑھتے، یا تو تھکن، بیماری، یا اپنی عمر مبارک کے آخری زمانے میں بڑھاپے کے سبب۔

- قرآن پر عمل: نبی ﷺ رحمت کی آیت سے گزرتے تو ٹھہرتے اور سوال کرتے؛ عذاب کی آیت سے گزرتے تو ٹھہرتے اور پناہ مانگتے؛ قرآن کی کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں تسبیح ہو تو تسبیح کرتے؛ اور ایسی آیت سے گزرتے جس میں استغفار ہو تو استغفار کرتے۔

- آپ ﷺ اپنے قیام کے برابر رکوع کرتے، پھر اپنے رکوع کے برابر سجدہ کرتے، یعنی رکوع اور سجدہ لمبا کرتے، اور رکوع و سجود میں فرماتے: سبحان ذي الجبروت والملكوت والكبرياء والعظمة۔

- **سنت کا احیاء:**

1. عشاء کے کچھ دیر بعد سونا اور آدھی رات کے بعد اٹھنا۔
2. رکوع اور سجدہ لمبا کرنا۔
3. رات کی نماز میں دعائے استفتاح۔
4. گیارہ رکعتوں یا تیرہ رکعتوں کے ساتھ قیام کرنا۔
5. ایک ایسی آیت کے ساتھ قیام کرنا جو تمہارے دل پر اثر کرے۔
6. قرآن پر عمل کی سنت۔
7. نفل کی قضا کی سنت۔

ومضہ

فردوسِ اعلیٰ کی جنت..

اس کے اہل قیام، نماز اور روزے والے ہیں۔ وہیں پاکیزہ قیام ہے، وہی دار السـلام ہے۔ جنت الفردوس بہترین ہے، تھکے ہوئے دل کا آرام ہے، اللہ کے جوار میں سکونت ہے، معنی اور ٹھکانے دونوں اعتبار سے آراستہ کی گئی ہے۔

اے اللہ! اپنے نام الوارث کے وسیلے سے ہمیں جنت کا فردوسِ اعلیٰ بغیر حساب اور بغیر سابقہ عذاب کے میراث میں عطا فرما۔

****

40. نمازِ ضحیٰ کے بارے میں بعض روایات

161. "عَنْ يَزِيدَ الرِّشْك قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاذَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی الله عنها: أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ". [أخرجه مسلم].

161. "یزید الرّشـک سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے مُعاذہ کو کہتے ہوئے سنا، انہوں نے کہا: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: کیا نبی ﷺ ضحیٰ کی نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، چار رکعتیں، اور اللہ عز وجل جتنا چاہتا اتنا اضافہ فرماتے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا]۔

- **فائدہ:**

آپ ﷺ سے یہ بھی وارد ہے کہ آپ نے چھ اور آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کا اس سنت کے احیاء میں حصہ ہونا چاہیے۔

- **سنت کا احیاء:**

نمازِ ضحیٰ۔

162. "عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنه أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْمِنُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ الله إِنَّكَ تُدْمِنُ هَذِهِ الْأَرْبَعَ رَكَعَاتٍ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ؟ فَقَالَ: إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ فَلَا تُرتج -تُغلق- حتى يصلي الظُّهْرُ فَأُحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لى فى تِلْكَ السَّاعَةِ خَيْرٌ قُلْتُ: أَفِي كُلِّهِنَّ قِرَاءَةٌ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: هَلْ فِيهِنَّ تَسْلِيمٌ فاصل؟ قال: لا". [أخرجه أحمد والطحاوي].

162. "ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سورج ڈھلنے کے وقت چار رکعتوں کی پابندی فرماتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ سورج ڈھلنے کے وقت ان چار رکعتوں کی پابندی فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک آسمان کے دروازے سورج ڈھلنے کے وقت کھولے جاتے ہیں، پھر ظہر کی نماز تک بند نہیں کیے جاتے، تو میں پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میرے لیے کوئی خیر اوپر چڑھے۔ میں نے عرض کیا: کیا ان سب میں قراءت ہوتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: کیا ان میں فصل کرنے والا سلام ہے؟ فرمایا: نہیں"۔ [اسے احمد اور طحاوی نے روایت کیا]۔

- چار رکعتوں کی پابندی فرماتے تھے: اس سے مراد ظہر کی سنت ہے، نمازِ ضحیٰ نہیں، اور پابندی عادت سے زیادہ قوی اور بلیغ ہے۔

- سورج ڈھلنے کے وقت: یعنی جب سورج آسمان کے وسط سے مائل ہو جائے۔

- **سنت کا احیاء:**

- ظہر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا۔

- **فائدہ:**

یہ رکعتیں ظہر کی نماز کی سنتِ قبلیہ کی چار رکعتیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی پابندی اس لیے فرمائی کہ اس وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔ یہ چار رکعتیں تضرع اور دعا کے لیے بہت مناسب ہیں۔ پس ان کا اہتمام کرو، اور اللہ سے اس کے نام الفتاح کے وسیلے سے دعا کرو، جس نے اس وقت آسمان کے دروازے کھول دیے۔ کیا ہم اس کی پابندی نہ کریں جس کی رسول اللہ ﷺ نے پابندی فرمائی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من ركع أربع ركعات قبل الظهر وأربعاً بعدها حرّم الله وجهه على النار". [أخرجه النسائي وأبو داود]

"جو ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے، اللہ اس کے چہرے کو آگ پر حرام کر دیتا ہے"۔ [اسے نسائی اور ابو داود نے روایت کیا]۔

نبی ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دو رکعت ضحیٰ، ہر مہینے تین دن روزہ رکھنے، اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی وصیت فرمائی۔

ضحیٰ کا وقت شروع ہوتا ہے: سورج نکلنے کے پندرہ منٹ بعد سے ظہر کی اذان سے پندرہ منٹ پہلے تک۔ یہ دو رکعتوں سے شروع ہوتی ہے، پھر جتنا اللہ چاہے۔

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے ضحیٰ چار رکعتیں پڑھیں، پھر جتنا اللہ نے چاہا۔

****

41. گھر میں نفل نماز پڑھنے کے بارے میں روایت

163. "عن عبد الله بن سعد قال: سألت رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن الصَّلَاة فى بَيْتى وَالصَّلَاة فِي الْمَسْجِدِ؟ قَالَ: قَدْ تَرَى مَا أَقْرَبَ بَيْتِي مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَأَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَا أَنْ تَكُونَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً". [أخرجه أحمد].

163. "عبد اللہ بن سعد سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے گھر میں نماز پڑھنے اور مسجد میں نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے، پھر بھی فرض نماز کے سوا مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے"۔ [اسے احمد نے روایت کیا]۔

- **سنت کا احیاء:**

سنت اور نفل نماز گھر میں پڑھنا، پس اپنے نبی ﷺ کی سنت کو زندہ کریں۔

****

42. رسول اللہ ﷺ کے روزے کے بارے میں بعض روایات

164. "عن عبد الله بن شقيق قال: سألت عائشة رضي الله تعالى عنها عَنْ صيام رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ أَفْطَرَ. قَالَتْ: وَمَا صَامَ رَسُولُ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شهرا كاملا منذ قدم المدينة إلا رمضان". [أخرجه مسلم].

164. "عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے روزے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: آپ روزہ رکھتے رہتے، یہاں تک کہ ہم کہتے: آپ نے روزہ رکھ لیا؛ اور افطار کرتے رہتے، یہاں تک کہ ہم کہتے: آپ نے افطار کر لیا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ تشریف لانے کے بعد رمضان کے سوا کبھی کوئی پورا مہینہ روزہ نہیں رکھا"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا]۔

- رسول اللہ ﷺ روزہ رکھتے رہتے، یہاں تک کہ ہم کہتے: آپ نے روزہ رکھ لیا: یعنی آپ مسلسل روزے رکھتے، یہاں تک کہ ہم اپنے دل میں کہتے کہ آپ پورا مہینہ روزہ رکھیں گے؛ کبھی آپ کا روزہ متواتر ہوتا تھا۔

- اور افطار کرتے رہتے، یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ نے افطار کر لیا: یعنی کبھی مسلسل افطار کرتے، یہاں تک کہ ہم اپنے دل میں کہتے کہ آپ پورا مہینہ افطار کریں گے۔

165. "عَنْ أَنَس بْنِ مَالك أَنَّهُ سُئلَ عَنْ صَوْم النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ فَقَالَ: كَانَ يَصُومُ منَ الشَّهْر حَتَّى نَرَى أَنْ لَا يُرِيدَ أَنْ يُفْطرَ منْهُ وَيُفْطرُ حَتَّى نَرَى أَنْ لَا يُرِيدَ أَنْ يَصُومَ منْهُ شَيْئًا وَكُنْتَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ منَ اللَّيْل مُصَلِّيًا إِلَا رَأَيْتَهُ مُصَلِّيًا وَلَا نَائِمًا إِلَا رَأَيْتَهُ نائماً". [أخرجه الترمذي].

165. "انس بن مالک سے روایت ہے کہ ان سے نبی ﷺ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا: آپ مہینے میں روزے رکھتے، یہاں تک کہ ہم سمجھتے کہ آپ اس میں افطار کرنا نہیں چاہتے، اور افطار کرتے، یہاں تک کہ ہم سمجھتے کہ آپ اس میں کچھ بھی روزہ رکھنا نہیں چاہتے۔ اور تم رات میں آپ کو نماز پڑھتے دیکھنا چاہتے تو نماز پڑھتے دیکھ لیتے، اور سوتے دیکھنا چاہتے تو سوتے دیکھ لیتے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا]۔

- **فائدہ:**

یہ عبادت اور آرام کے درمیان توازن اور اعتدال میں سے ہے۔

166. "عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ :لَمْ أَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ يَصُومُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ لِلَّهِ فِي شَعْبَانَ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا بَلْ كَانَ يصومه كله". [أخرجه أحمد].

166. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی مہینے میں اللہ کے لیے اتنا روزہ رکھتے نہیں دیکھا جتنا شعبان میں رکھتے تھے۔ آپ شعبان کا روزہ رکھتے تھے مگر تھوڑا سا، بلکہ آپ پورا شعبان روزہ رکھتے تھے"۔ [اسے احمد نے روایت کیا]۔

- بلکہ آپ پورا شعبان روزہ رکھتے تھے: رسول اللہ ﷺ شعبان کا اکثر حصہ روزہ رکھتے تھے، اس جملے سے مراد یہ ہے کہ آپ شعبان کا بیشتر حصہ روزہ رکھتے تھے۔

عرب کے کلام میں یہ جائز ہے کہ تم کہو: میں نے پورا مہینہ روزہ رکھا، اور مراد اکثر مہینہ ہو۔

167. "عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَامٍ وَقَلَّمَا كَانَ يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ". [أخرجه أبو داود والنسائي].

167. "عبد اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہر مہینے کے آغاز سے تین دن روزہ رکھتے تھے، اور جمعہ کے دن کم ہی افطار فرماتے تھے"۔ [اسے ابو داود اور نسائی نے روایت کیا]۔

ہر مہینے کے آغاز سے: یعنی مہینے کے شروع میں۔ اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد مہینے کے وسط کے ایامِ بیض ہیں، یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ؛ کیونکہ غُرّہ کا اطلاق سفیدی پر بھی ہوتا ہے، جو چاند کے مکمل ہونے کی سفیدی سے مناسبت رکھتی ہے۔

مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کا روزہ اس سے پہلے یا بعد کے دن کے ساتھ رکھتے تھے، اسے اکیلا نہیں رکھتے تھے۔

168. "مُعَاذَةَ قَالَتْ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. قُلْتُ: مِنْ أَيِّهِ كَانَ يَصُومُ؟ قَالَتْ: كَانَ لَا يُبَالِي مِنْ أَيِّهِ صَامَ". [أخرجه الترمذي] .

168. "مُعاذہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے عائشہ سے عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین دن روزہ رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: مہینے کے کس حصے میں روزہ رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ اس کی پروا نہیں فرماتے تھے کہ مہینے کے کس حصے میں روزہ رکھا"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا]۔

- **فائدہ:**

- علما نے کہا: سنت یہ ہے کہ ہر مہینے تین دن روزہ رکھو۔

- یہ جائز ہے کہ وہ مہینے کے شروع میں ہوں، یا وسط میں، یا آخر میں۔

- یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں اکٹھا رکھا جائے یا الگ الگ۔

قال عليه الصلاة والسلام: "شهر الصبر وثلاثة أيام من كل شهر صوم الدهر". [أخرجه النسائي وأحمد].

آپ ﷺ نے فرمایا: "صبر کا مہینہ اور ہر مہینے تین دن روزہ رکھنا، زمانے بھر کے روزے کے برابر ہے"۔ [اسے نسائی اور احمد نے روایت کیا]۔

جب ایک نیکی دس گنا کے برابر ہے، تو تین دن کا روزہ تیس دن کے روزے کے برابر ہے، اور یہ پورے مہینے کا ثواب ہے۔ اگر تم یہ ہر مہینے پورے سال کرو تو پورے سال کے روزے کا ثواب پا لو گے، اور یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

169. "عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ: أَنَّ النبِى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ قال: تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عملي وأنا صائم". [أخرجه أحمد والترمذي والنسائي].

169. "ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اعمال پیر اور جمعرات کے دن پیش کیے جاتے ہیں، تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش ہو کہ میں روزے سے ہوں"۔ [اسے احمد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا]۔

- **فائدہ:**

رسول اللہ ﷺ نے ان دو دنوں کو خاص طور پر روزے کی عبادت کے لیے استعمال فرمایا۔ اے اللہ! ہمیں آپ ﷺ کی بہترین اقتداء نصیب فرما۔

170. "عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِى امْرَأَةٌ فَقَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ قُلْتُ: فُلَانَةُ لَا تَنَامُ اللَّيْلَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَوَاللَّهِ لَا يَمَلُّ اللَّهُ حَتَّى تَمَلُّوا، وَكَانَ أَحَبَّ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ".[أخرجه البخاري ومسلم].

170. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، اور میرے پاس ایک عورت تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: فلاں عورت ہے، رات کو نہیں سوتی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے اوپر اتنے ہی اعمال لازم کرو جتنی تم طاقت رکھتے ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم اکتا جاؤ، اور رسول اللہ ﷺ کو سب سے محبوب عمل وہ تھا جس پر اس کا کرنے والا دوام رکھے"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا]۔

- **فائدہ:**

نبوی منہج توازن اور استمرار پر قائم ہے، مشقت دینے والی کثرت پر نہیں، اور یہ تمام عبادات میں ہے: نماز، روزہ، صدقہ، قرآن۔ مطلوب ثابت اوراد ہیں جو کم نہ ہوں، بلکہ آرام دہ تدریج کے ساتھ بڑھیں۔ تھوڑے عمل پر دوام، منقطع زیادہ عمل سے بہتر ہے۔

171."عَنْ أَبِى صَالِحٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ: أيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتَا: ما دِيمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ". [أخرجه الترمذي].

171. "ابو صالح سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے عائشہ اور ام سلمہ سے پوچھا: کون سا عمل رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھا؟ دونوں نے فرمایا: جس پر دوام رکھا جائے، اگرچہ کم ہو"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا]۔

- **فوائد:**

- امہات المؤمنین نے یہ جواب نہیں دیا کہ آپ ﷺ کو سب سے محبوب عمل نماز تھا، یا روزہ، یا صدقہ، یا کوئی اور عمل؛ کیونکہ مقصود اطاعت پر استمرار ہے۔

- رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کا احیاء:

- رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے سوا کوئی پورا مہینہ روزہ نہیں رکھا۔

- نبی ﷺ کا سب سے زیادہ روزہ شعبان میں ہوتا تھا۔

- آپ ﷺ ہر مہینے تین دن روزہ رکھتے تھے، اور جمعہ کے دن کم ہی افطار فرماتے تھے، یعنی اس سے پہلے یا بعد کے دن کے ساتھ

- آپ ﷺ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے، کیونکہ ان دو دنوں میں اعمال اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔

- نبی ﷺ کا عمل دائمی ہوتا تھا؛ جب آپ کسی عبادت کا آغاز فرماتے تو توازن اور اعتدال کے ساتھ اس پر دوام رکھتے اور اسے ترک نہیں فرماتے۔

ومضہ

جب اللہ تم پر احسان فرمائے اور تم مدینہ منورہ کی زیارت کرو، جب تمہارے قدم کا پڑنا نبی ﷺ کے قدم کے پڑنے سے موافق ہو، تو تم محسوس کرتے ہو کہ تم مدینہ منورہ کی ہر گلی میں چلنا چاہتے ہو تاکہ آپ کے قدموں کے نشان تمہارے لیے اثر بن جائیں۔ اور تم ہر جگہ بیٹھنا چاہتے ہو، شاید رسول اللہ ﷺ کسی دن وہاں بیٹھے ہوں۔

حرص کرو کہ رسول اللہ ﷺ کے قدم ہی تمہارا اثر ہوں۔
صبح و شام کے اذکار میں تم ہر دن وہی بولتے ہو جو آپ ﷺ نے بولا، اور وہی الفاظ ادا کرتے ہو جو آپ نے ادا کیے۔ اپنے اذکار میں یہ احساس رکھو کہ یہ ایک نبوی مجلس ہے۔ آیات کی تلاوت میں یہ احساس رکھو کہ تم وہی کر رہے ہو جو آپ ﷺ نے کیا۔
آپ کے پیچھے قدم بہ قدم چلو، اور اپنے دل میں دہراتے رہو: عہد پر قائم ہیں، اے سید المرسلین، مضبوط روح اور کمزور جسم کے ساتھ ہم برسوں آپ کے پیچھے چلتے رہیں گے، پلٹنا نہیں، چاہے جو ہو۔ اللہ ہی مددگار ہے، اور اللہ کے سوا نہ کوئی طاقت ہے نہ قوت۔

****

43. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

172. "عن يعلى بن مملك أنه سأل أم سلمة عن قراءة رسول الله ﷺ: فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا". [أخرجه أحمد وأبو داود والترمذي والنسائي].

172. "یعلیٰ بن مملک سے روایت ہے کہ انہوں نے امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے بارے میں پوچھا، تو وہ ایسی قراءت بیان کرنے لگیں جو صاف واضح، حرف بہ حرف تھی". [اسے احمد، ابو داود، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا].

- بیان کرنے لگیں: یعنی وصف کرنے لگیں۔

- صاف واضح، حرف بہ حرف: یعنی کھلی ہوئی اور واضح قراءت۔ رسول اللہ ﷺ اس طرح پڑھتے تھے کہ جو کچھ آپ پڑھتے، اس کے حروف شمار کیے جا سکتے تھے۔ مراد ترتیل اور تلاوت کا حسن ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں ایک سورت ترتیل کے ساتھ پڑھوں، اس سے کہ پورا قرآن بغیر ترتیل کے پڑھوں۔

173. "عَنْ قَتَادَةَ قَالَ : قلتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ رَسُولِ اللَّهِ قال: مدّاً" [أخرجه أحمد والنسائي].

173. "قتادہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی قراءت کیسی تھی؟ انہوں نے فرمایا: کھینچ کر". [اسے احمد اور نسائی نے روایت کیا].

- کھینچ کر: یعنی آپ ﷺ قراءت میں ان حروف کو لمبا کرتے تھے جو لمبا کیے جانے کے قابل ہوتے ہیں، تاکہ تدبر اور تفکر میں مدد ملے۔ آپ ہر لفظ کے ہر حرف کو واضح کر کے پڑھتے تھے، اور اسی کو ترتیل کہا جاتا ہے۔

- **فائدہ:**

دیکھیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی انتہائی باریک تفصیلات کے بارے میں پوچھتے تھے، یہاں تک کہ قرآن کریم کی تلاوت کے طریقے کے بارے میں بھی۔ پس آپ بھی ان کی طرح رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کو تلاش کرنے کا اہتمام کریں۔

- **سنت کا احیاء:**

قرآن کی ترتیل۔

174. "عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كان النبي يُقَطِّعُ قرَاءَتَهُ يَقُولُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، ثُمَّ يَقِفُ ثُمَّ يَقُولُ: الرحمن الرحيم، ثُمَّ يَقِفُ وَكَانَ يَقْرَأُ : مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ"[أخرجه أحمد و أبو داود والترمذي].

174. "امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ اپنی قراءت کو جدا جدا کرتے تھے۔ آپ فرماتے: الحمد للہ رب العالمین، پھر ٹھہرتے؛ الرحمن الرحیم پڑھتے، پھر ٹھہرتے، اور آپ پڑھتے تھے: ملك یوم الدین". [اسے احمد، ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا].

- اپنی قراءت کو جدا جدا کرتے تھے: یعنی آیات کے وقفوں پر ٹھہرتے تھے۔

- **سنت کا احیاء:**

نبی ﷺ کی اقتداء میں آیات کے سروں پر وقف کرنا۔

175. "عن عبد الله بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ: سألت عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْها عن قراءة النبي أَكَانَ يُسِرُّ بِالْقِرَاءَةِ أَمْ يَجْهَرُ قَالَتْ كُلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ قَدْ كَانَ رُبَّمَا أَسَرَّ وَرُبَّمَا جَهَرَ فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سعة". [أخرجه أحمد وأبو داود والترمذي].

175. "عبد اللہ بن ابی قیس سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کی قراءت کے بارے میں پوچھا کہ کیا آپ قراءت آہستہ کرتے تھے یا بلند آواز سے؟ انہوں نے فرمایا: آپ یہ سب کرتے تھے، کبھی آہستہ پڑھتے اور کبھی بلند آواز سے۔ میں نے کہا: الحمد للہ جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی"۔ [اسے احمد، ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا]۔

- **فائدہ:**

یہ جلیل القدر صحابی نبی ﷺ کی رات کے تہجد میں قراءت کے طریقے کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ جواب ملا کہ آپ کبھی آہستہ پڑھتے، اور آہستہ قراءت یہ ہے کہ قریب والا بھی نہ سن سکے، اور کبھی بلند آواز سے پڑھتے، اور بلند قراءت یہ ہے کہ آواز اتنی بلند ہو کہ آس پاس والے سن سکیں۔
بہتر یہ ہے کہ دونوں طرح کی قراءت میں تنوع رکھا جائے، اور اپنی حالت کے لیے جو زیادہ خشوع والی ہو اس کا لحاظ کیا جائے۔

176. "عن أم هانىء قالت: كُنْتُ أَسْمَعُ قِرَاءَةَ النبي بِاللَّيْلِ وَأَنَا عَلَى عَرِيشِي".[أخرجه أحمد والنسائي وابن ماجه].

176. "امِّ ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں رات کو نبی ﷺ کی قراءت سنتی تھی، جبکہ میں اپنے عریش پر ہوتی تھی"۔ [اسے احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا]۔

- عریش: میرا بستر۔ اس حدیث میں رات کی نماز میں بلند آواز سے قراءت کا ثبوت ہے۔

- **فوائد:**

تلاوتِ قرآن میں رسول اللہ ﷺ کا طریقہ:

- رسول اللہ ﷺ کی قراءت کھینچ کر، صاف واضح، حرف بہ حرف ہوتی تھی۔
- آپ ﷺ اپنی قراءت کو جدا جدا کرتے، یعنی آیات کے فواصل پر ٹھہرتے تھے۔
- آپ ﷺ کی نماز کبھی آہستہ قراءت والی ہوتی اور کبھی بلند قراءت والی۔
- نبی ﷺ قراءت میں اپنی آواز کو خوبصورت بناتے تھے۔

****

44. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے رونے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

177. "عن مُطرّف وهو ابن عبد الله بن الشّخّير عن أبيه قال: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ وَهُوَ يُصَلِّي وَلِجَوْفِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ".[أخرجه أحمد والنسائي].

177. "مطرّف، یعنی ابن عبد اللہ بن الشخّیر، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ نماز پڑھ رہے تھے، اور آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے ہنڈیا کے جوش کی طرح آواز آ رہی تھی"۔ [اسے احمد اور نسائی نے روایت کیا]۔

- ہنڈیا: پتیلی۔

مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا رونا، جبکہ آپ قرآن کی ترتیل فرما رہے تھے، ہنڈیا کے جوش کی آواز کی طرح تھا۔

178. "عن عبد الله بن مسعود رَضِيَ اللَّهُ عَنْه قَالَ: قالَ لی رَسُولُ الله : اقْرَأْ عَلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ: إنّی أُحبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ منْ غَيْرِی فقرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى بَلَغْتُ: وَجِئنا بِكَ على هؤلاء شهيدا، قَالَ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْ رَسُولِ الله تهملان". [أخرجه البخاري ومسلم].

178. "عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو پڑھ کر سناؤں، حالانکہ یہ آپ ہی پر نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے یہ پسند ہے کہ میں اسے اپنے علاوہ کسی اور سے سنوں۔ چنانچہ میں نے سورۃ النساء پڑھی، یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچا: وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا۔ انہوں نے کہا: تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کو دیکھا کہ وہ آنسو بہا رہی تھیں"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا]۔

- آنسو بہا رہی تھیں: یعنی آنکھیں آنسوؤں سے بھر کر بہہ رہی تھیں۔

- **سنت کا احیاء:**

تدبر کے ساتھ قرآن سننا۔ اپنے لیے روزانہ قرآن کریم کی سماعی ختم کا ایک ورد مقرر کریں، کیونکہ تدبر کے ساتھ سننے کا دل پر عظیم اثر ہوتا ہے۔

179. "عن عبد الله بْن عَمْرو قَالَ : انْكسفَت الشَّمْسُ يَوْمًا عَلَى عَهْدِ رسول الله فقام رسول الله يُصَلِّي حَتَّى لَمْ يَكَدْ يَرْكَعُ ثُمَّ رَكَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَلَمْ يَكَدْ أَنْ يَسْجُدَ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَلَمْ يَكَدْ أَنْ يَسْجُدَ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فَجَعَلَ يَنْفُخُ وَيَبْكِي وَيَقُولُ: رَبِّ أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ لَا تُعَذِّبَهُمْ وَأَنَا فِيهِمْ رَبِّ أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ لَا تُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ فَلَمَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَحَمِدَ اللَّهَ تَعَالَى وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ الله لا ينكسفان لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا انْكَسَفَا فَافْزَعُوا إِلَى ذكر الله تعالى". [أخرجه البخاري ومسلم وفيهما ركوعان في كل ركعة].

179. "عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک دن سورج گرہن ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ رکوع نہ کریں، پھر رکوع کیا تو قریب تھا کہ سر نہ اٹھائیں، پھر سر اٹھایا تو قریب تھا کہ سجدہ نہ کریں، پھر سجدہ کیا تو قریب تھا کہ سر نہ اٹھائیں، پھر سر اٹھایا تو قریب تھا کہ سجدہ نہ کریں، پھر سجدہ کیا تو قریب تھا کہ سر نہ اٹھائیں۔ آپ پھونکنے لگے، رونے لگے اور فرماتے تھے: اے میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ تو انہیں عذاب نہیں دے گا جب تک میں ان میں موجود ہوں؟ اے میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ تو انہیں عذاب نہیں دے گا جبکہ وہ استغفار کر رہے ہوں؟ اور ہم تجھ سے استغفار کرتے ہیں۔ پھر جب آپ نے دو رکعتیں پڑھ لیں تو سورج صاف ہو گیا۔ آپ کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اس کی ثنا بیان کی، پھر فرمایا: بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، یہ نہ کسی کی موت کی وجہ سے گرہن ہوتے ہیں اور نہ کسی کی زندگی کی وجہ سے۔ پس جب

یہ گرہن ہوں تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف لپکو"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا، اور دونوں میں ہر رکعت میں دو رکوع کا ذکر ہے]۔

- دو نشانیاں: یعنی قیامت کے قریب ہونے کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں، یا اللہ کے عذاب کی نشانیاں، یا یہ کہ سورج اور چاند اللہ کی قدرت کے تابع ہیں۔

- **فائدہ:**

جب انسان سورج گرہن یا چاند گرہن دیکھے تو اسے اللہ کے سامنے عاجزی اختیار کرنی چاہیے اور اس سے گڑگڑانا چاہیے، کیونکہ یہ مظاہر کائنات کے نظام میں خلل ہیں، اور ممکن ہے کہ قیامت کے قائم ہونے کے وقت بھی ایسا ہی ہو۔ نبی ﷺ پھونکتے اور روتے تھے، اس امت پر شفقت کی وجہ سے، اور قیامت کے ہولناک حالات کے خوف سے۔

اس حدیث میں ایک عظیم فائدہ ہے: استغفار عذاب کو روکنے کا سبب ہے۔ اللہ عز وجل استغفار کرنے والے پر اپنا عذاب نازل نہیں فرماتا، نہ جسمانی عذاب، نہ نفسیاتی عذاب، نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ پس استغفار انسان کے لیے عظیم امان ہے۔ استغفار کی ترغیب میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، اس لیے اپنے لیے اس کا ورد مقرر کریں۔

- **سنت کا احیاء:**

اس حدیث میں استغفار کے علاوہ بھی کئی سنتیں ہیں۔ انہیں لکھ لیں تاکہ ان پر عمل کا اہتمام ہو، ان میں سے: سورج گرہن ہونے پر نمازِ کسوف کی سنت، لمبے قیام کی سنت، لمبے رکوع اور لمبے سجدے کی سنت۔

180. "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ابْنَةً لَهُ تَقْضِي فَاحْتَضَنَهَا فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَاتَتْ وَهِيَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَصَاحَتْ أُمُّ أَيْمَنَ فَقَالَ -يَعْنِي النبي-: أَتَبْكِينَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ؟ فَقَالَتْ أَلَسْتُ أَرَاكَ تَبْكِي قَالَ: إِنِّي لَسْتُ أَبْكِي إِنَّمَا هِيَ رَحْمَةٌ إِنَّ الْمُؤْمِنَ بِكُلِّ خَيْرٍ عَلَى كُلِّ حَالٍ إِنَّ نَفْسَهُ تُنْزَعُ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ وهو يحمد الله عَزَّ وَجَلَّ". [أخرجه أحمد].

180. "ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک بیٹی کو لیا جو جان کنی کی حالت میں تھی، اسے سینے سے لگایا، پھر اپنے سامنے رکھا، تو وہ آپ کے سامنے ہی فوت ہو گئی۔ امِّ ایمن رضی اللہ عنہا چیخ اٹھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم رسول اللہ کے پاس رو رہی ہو؟ انہوں نے کہا: کیا میں آپ کو روتے ہوئے نہیں دیکھ رہی؟ آپ نے فرمایا: میں روتا نہیں، یہ تو رحمت ہے۔ بے شک مومن ہر حال میں خیر ہی میں ہوتا ہے۔ اس کی روح اس کے پہلوؤں کے درمیان سے نکالی جاتی ہے اور وہ اللہ عز وجل کی حمد کر رہا ہوتا ہے"۔ [اسے احمد نے روایت کیا]۔

- اپنی ایک بیٹی: یعنی آپ کی نسل سے، اور وہ آپ کی بیٹی زینب کی بیٹی امامہ تھیں۔

- جان کنی کی حالت میں تھی: یعنی موت کے قریب تھی، روح نکلنے کی حالت میں۔

- کیا تم رسول اللہ کے پاس رو رہی ہو؟: امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا رونا نبی ﷺ کے رونے سے مختلف تھا۔ نبی ﷺ کا رونا رحمت کا رونا تھا، جزع کا رونا نہیں، جبکہ امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا رونا بلند آواز اور چیخ کے ساتھ تھا۔ گویا آپ انہیں فرما رہے تھے کہ میرے رونے میں، جس کا سبب رحمت ہے، اور تمہارے رونے میں، جس کا سبب جزع ہے، فرق ہے۔

- نکالی جاتی ہے: یعنی اس کی روح قبض کی جاتی ہے۔

- **فائدہ:**

اس حدیث میں ہے کہ مصیبت میں مسلمان کا سب سے بڑا عوض یہ جاننا ہے کہ یہ دنیاوی زندگی زمان و مکان سے محدود ہے، اور اس کا انجام ایسی جنت کی طرف ہے جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اسی لیے وہ ہر حال میں اللہ کی حمد کرتا ہے۔ حمد کا مقام اللہ عز وجل کے نزدیک بلند ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے: "الحمد لله میزان کو بھر دیتی ہے۔"

181. "عنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: شَهِدْنَا ابْنَةً لِرَسُولِ الله وَرَسُولُ اللَّهِ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدمَعَانِ فقال ﷺ: أفيكم رجل لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ : أَنَا، قَالَ: انْزِلْ ، فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا" .[أخرجه البخاري].

181. "انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی کے جنازے میں حاضر ہوئے، اور رسول اللہ ﷺ قبر پر بیٹھے تھے۔ میں نے آپ کی آنکھوں کو دیکھا کہ وہ آنسو بہا رہی تھیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے آج رات مباشرت نہ کی ہو؟ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ آپ نے فرمایا: اترو۔ چنانچہ وہ ان کی قبر میں اترے"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا]۔

- رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی کے جنازے میں حاضر ہوئے: یہ امِّ کلثوم رضی اللہ عنہا، زوجۂ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، کی وفات کا موقع تھا۔

- جس نے آج رات مباشرت نہ کی ہو: یعنی جس نے آج رات اپنی اہلیہ سے جماع نہ کیا ہو۔

یہ دلیل ہے کہ جس شخص نے رات کو اپنی اہلیہ سے جماع کیا ہو، اس کے لیے صبح کسی میت کو قبر میں اتارنا مشروع نہیں۔

- **فائدہ:**

رسول اللہ ﷺ کا رونا سنت میں اس طرح وارد ہوا ہے:

- اپنی نماز میں اللہ کے خوف سے۔
- اپنی امت پر خوف کی وجہ سے۔
- قرآن سننے کے وقت۔
- اللہ اور جنت کے شوق میں۔
- اپنی بیٹی امِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات پر غم سے۔
- اپنے بیٹے کی وفات پر غم سے۔
- اپنی نواسی کی وفات پر غم سے۔
- عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات پر۔

- سورج گرہن کے وقت اللہ کے خوف اور اس کی ہیبت سے۔

ومضہ

ابو العباس ابن عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا: جو شخص اپنے اوپر سنت کے آداب لازم کر لے، اللہ اس کے دل کو معرفت کے نور سے روشن کر دیتا ہے۔ اور محبوب ﷺ کے احکام، افعال، اخلاق، اور آپ کے آداب کو قول، فعل، عزم، عقیدہ اور نیت میں اختیار کرنے سے بڑھ کر کوئی مقام شریف نہیں۔

نبی ﷺ کی کسی بھی سنت کو سیکھنے کو حقیر نہ سمجھو۔ سنتوں کی معرفت عادات نہیں رہتی، بلکہ عبادات بن جاتی ہے۔ تمہارا سیکھنا بذاتِ خود سنت ہے، اور تمہاری نیت کہ اس پر عمل کرو گے، سنت ہے۔ اسی لیے طالبِ علم کے لیے پانی میں مچھلیاں استغفار کرتی ہیں، اور چیونٹی اپنے بل میں اس کے لیے استغفار کرتی ہے۔ پس اللہ عز وجل کی حمد کرو کہ تم علم طلب کر رہے ہو۔

ہر اس شخص کے لیے بشارت ہے جو سنت سیکھنے اور سنت کا احیاء میں اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سنت کے لیے ایسے لوگوں کو چن لیتا ہے جن کے دلوں میں سنت کی محبت ڈال دیتا ہے۔ سنت کا سیکھنا انہیں سنت سے وابستہ کر دیتا ہے، اور اللہ ان کے لیے اہلِ سنت کی محبت آسان فرما دیتا ہے، جو سنت کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ اس کے ذریعے ان کے سینے کھول دیتا ہے، یہاں تک کہ سنت ان کی لذت بن جاتی ہے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں یہ نعمت عطا فرمائے۔ یہ نعمت صرف تمنا سے حاصل نہیں ہوتی، بلکہ اس کے لیے نیت کا اخلاص، اللہ عز وجل کے سامنے محتاجی اور عاجزی، مجاہدہ، اور پھل توڑنے میں جلدی نہ کرنا ضروری ہے۔

****

45. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے بستر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

182. "عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْها قَالَتْ : إنمَا كَانَ فِرَاشُ رسول الله الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهُ لِيف". [أخرجه مسلم].

182. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا بستر جس پر آپ سوتے تھے، دباغت شدہ چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا]۔

- دباغت شدہ چمڑا: رنگا اور صاف کیا ہوا چمڑا۔

- کھجور کے ریشے: کھجور کے درخت کے چھلکے۔

****

46. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کی تواضع کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

183. "عنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ : قالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النصارى عيسى ابْنَ مَرْيَمَ إِنَّمَا أَنَا عبد فقولوا عبد الله ورسوله". [أخرجه البخاري].

183. "عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری تعریف میں حد سے نہ بڑھو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کی تعریف میں حد سے تجاوز کیا۔ میں تو صرف بندہ ہوں، پس کہو: اللہ کا بندہ اور اس کا رسول"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا]۔

- میری تعریف میں حد سے نہ بڑھو: یعنی میری مدح میں تجاوز نہ کرو۔

184. "عن أنس بن مالك رَضِــيَ اللَّهُ عَنْه أن امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى النبي فَقَالَتْ لَهُ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ : اجْلِسِي فِي أَيِّ طَرِيقِ الْمَدِينَةِ شِئْتِ أَجْلِسْ إليك". [أخرجه مسلم].

184. "انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا: مجھے آپ سے ایک حاجت ہے۔ آپ نے فرمایا: مدینہ کے جس راستے میں چاہو بیٹھ جاؤ، میں تمہارے پاس بیٹھ جاؤں گا"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا]۔

آپ کا اخلاق کتنا حسین تھا، یا رسول اللہ۔

185. "عن أنس بن مالك رَضِــيَ اللَّهُ عَنْه قال: كان رسـول الله يُدْعَى إِلَى خُبْزِ الشَّــعِيرِ وَالْإِهَالَةِ السَّــنِخَةِ فَيُجِيبُ وَلَقَدْ كَانَ لَهُ دِرْعٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ فَمَا وَجَدَ مَا يفكها حتى مات". [أخرجه أبو يعلى].

185. "انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جو کی روٹی اور بدلی ہوئی چکنائی کی طرف بلایا جاتا تو آپ قبول فرما لیتے۔ اور آپ کی ایک زرہ ایک یہودی کے پاس رہن تھی، پھر آپ کو اسے چھڑانے کے لیے کچھ نہ ملا یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا"۔ [اسے ابو یعلیٰ نے روایت کیا]۔

- چکنائی: ہر وہ چکنائی جسے ہم اِدام کے طور پر استعمال کریں۔ پس ہر وہ چیز جس میں چکنائی ہو اسے اِدام کہا جاتا ہے، اور جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، اِدام ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو روٹی کے ساتھ کھائی جائے۔

- بدلی ہوئی: جس کے ذائقے یا بو میں دیر تک رہنے کی وجہ سے کچھ تبدیلی آ گئی ہو۔

186. "عن أنس بن مالك رَضِــيَ اللَّهُ عَنْه قال: لم يكن شَــخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ رسـول الله قَالَ: وَكَانُوا إِذَا رَأَوْهُ لَمْ يَقُومُوا لِمَا يَعْلَمُونَ من كراهته لذلك". [أخرجه أحمد والترمذي].

186. "انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: لوگوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب کوئی شخص نہ تھا۔ انہوں نے کہا: اور جب وہ آپ کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ اسے ناپسند فرماتے ہیں"۔ [اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا]۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی نبی ﷺ سے محبت شریعت کے تابع تھی۔ وہ آپ کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ نبی ﷺ اسے پسند نہیں فرماتے۔

اس میں تکبر اور غرور کے دروازے کو نفس میں داخل ہونے سے بند کرنا ہے۔

187. "عن جابر رَضِيَ اللَّهُ عَنْه قَالَ: جاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ لَيْسَ برَاكِبِ بَغْلٍ وَلَا بِرْذَوْن". [أخرجه البخاري].

187. "جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے، نہ خچر پر سوار تھے اور نہ برذون پر"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا]۔

- سوار نہ تھے: نبی ﷺ ان کے پاس پیدل تشریف لائے، اور اس وقت صحابی جابر رضی اللہ عنہ بیمار تھے۔

- برذون: عربی نسل کا ایک گھوڑا جسے برذون کہا جاتا ہے۔

188. "عن أنس بن مالك رضي الله عنه :أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم حجّ على رحل رثّ وقطيفة كنّا نرى ثمنها أربعة دراهم، فلمّا استوت به راحلته قال: لبّيك بِحجّةٍ لَا سُمْعة فِيهَا ولا رِياءْ". [أخرجه ابن ماجه والترمذي].

188. "انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پرانے کجاوے اور ایک چادر پر حج کیا، جس کی قیمت ہم چار درہم سمجھتے تھے۔ پھر جب آپ کی سواری آپ کو لے کر سیدھی ہوئی تو آپ نے فرمایا: لبیک، ایسے حج کے ساتھ جس میں نہ شہرت ہو اور نہ ریا"۔ [اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا]۔

- کجاوہ: وہ چیز جو اونٹ کی پیٹھ پر سواری کے لیے رکھی جاتی ہے، عموماً لکڑی کی ہوتی ہے، اور یہ کجاوہ اپنی ہیئت میں بہت سادہ تھا۔

- چادر: کپڑے کا ایک ٹکڑا جو کجاوے کے اوپر رکھا جاتا ہے تاکہ وہ زیادہ نرم ہو، اور اس کی قیمت معمولی تھی۔ یہ نبی ﷺ کی تواضع میں سے تھا۔

- **فائدہ:**

نبی ﷺ نے ایک ہی مرتبہ حج کیا، اور اپنے رب سے دعا کی کہ وہ حج قبول ہو، جس میں نہ ریا ہو اور نہ شہرت۔ اس حدیث میں اس امتِ محمدیہ کے لیے فوائد ہیں۔

اخلاص اور نیت کی سچائی ہر عمل کی بنیاد ہے، اور اس کے بغیر عمل قبول نہیں ہوتا۔ اخلاص کا اہتمام کریں اور اس کا جائزہ لیتے رہیں، کیونکہ جزا اور حساب اسی پر ہے۔

جیسا کہ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر اخلاص نہیں تو اپنے آپ کو تھکاؤ نہیں۔

جس کے لیے تم عمل کر رہے ہو، اس کی جلالت، عظمت اور کمال کو دل میں حاضر رکھو۔ شہرت اور ریا سے اپنے نفس کے بارے میں ڈرو اور اللہ سے ان دونوں سے پناہ مانگو، کیونکہ یہ اعمال کو ضائع کر دینے والی چیزوں میں سے ہیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ، جو تمام انسانوں میں بہترین اور سب سے پاک دل والے تھے، اپنے رب سے دعا کرتے تھے کہ آپ کا حج شہرت اور ریا سے پاک ہو۔

اپنی نیکیوں کو اسی طرح چھپاؤ جیسے اپنی برائیوں کو چھپاتے ہو۔

ہر قول اور عمل سے پہلے نیت کو حاضر کرو: کیا یہ خالص اللہ کے لیے ہے؟

یہ ٹھہراؤ خود عمل سے بھی زیادہ عظیم ہے۔

نیت معمولی اور سادہ اعمال کو بلند ترین درجات تک پہنچا دیتی ہے۔ کبھی عمل بہت سادہ ہوتا ہے، مگر اللہ کے نزدیک وہ عظیم ترین اعمال میں سے ہوتا ہے اور تمہیں معلوم بھی نہیں ہوتا۔ پس مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بڑھ کر ہے۔

اپنی نیت کو عظیم بنانا دین کی تعظیم ہے، اور اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم ہے۔ اے اللہ! ہمیں حسنِ اتباع عطا فرما، اور ہمیں اپنے سب سے زیادہ سچے اور مخلص بندوں میں شامل فرما۔

189. "عَنْ يحيى بن سَعيد عنْ عَمْرَةَ قَالَتْ : قيلَ لعَائشَةَ مَاذَا كَانَ يَعْمَلُ رسول الله فِي بَيْتِهِ قَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ يَفْلِي ثَوْبَهُ وَيَحْلُبُ شَاتَهُ وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ" .[أخرجه أحمد].

189. "یحییٰ بن سعید، عمرہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ انسانوں میں سے ایک انسان تھے، اپنا کپڑا خود دیکھتے، اپنی بکری کا دودھ خود دوہتے، اور اپنا کام خود کرتے تھے"۔ [اسے احمد نے روایت کیا]۔

- دیکھتے: یعنی اپنا کپڑا خود ٹٹول کر اس کا جائزہ لیتے تھے۔

****

47. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

190. "عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ :كَانَ رَسُولُ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ يُقْبِلُ بوَجْهه وَحَديثه عَلَى أَشَرِّ الْقَوْمِ يَتَأَلَّفُهُمْ بِذَلكَ فَكَانَ يُقْبِلُ بوَجْهه وَحَديثه عَلَيَّ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنِّي خَيْرُ القوم فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا خَيْرٌ أَوْ أَبُو بَكْرٍ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا خَيْرٌ أو عمر؟ قال: عُمَرُ ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا خَيْرٌ أَوْ عُثْمَانُ؟ قَالَ: عُثْمَانُ. فَلَمَّا سَأَلْتُ رَسُولَ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَدَقَنِي فَلَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أكن سألته". [أخرجه الترمذي].

190. "عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ قوم کے بدترین آدمی کی طرف بھی اپنے چہرے اور گفتگو کے ساتھ متوجہ ہوتے، تاکہ اس کے دل کو مانوس کریں۔ آپ میرے ساتھ بھی اپنے چہرے اور گفتگو کے ساتھ متوجہ ہوتے رہے، یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ میں قوم کا سب سے بہتر آدمی ہوں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں بہتر ہوں یا ابو بکر؟ آپ نے فرمایا: ابو بکر۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں بہتر ہوں یا عمر؟ آپ نے فرمایا: عمر۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں بہتر ہوں یا عثمان؟ آپ نے فرمایا: عثمان۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اور آپ نے مجھے سچ بتا دیا، تو میں نے خواہش کی کہ کاش میں نے آپ سے نہ پوچھا ہوتا"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا]۔

- اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوتے: یعنی کھلے چہرے، اچھی گفتگو اور عمدہ معاشرت کے ساتھ ملتے۔

- کاش میں نے آپ سے نہ پوچھا ہوتا: عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کاش میں نے آپ سے نہ پوچھا ہوتا، اور ہم کہتے ہیں: اے عمرو! آپ نے اچھا کیا کہ پوچھا، اور اچھا کیا کہ روایت کیا، اور ہم نے اس عظیم حدیث سے کتنا فائدہ اٹھایا۔

- **فائدہ:**

اس عظیم، تربیت کرنے والے، گہرے اثر والے قائد محمد ﷺ کی عظمت کو دیکھیں، جن سے ہم نے سیکھا کہ کمزوروں، اپنے بچوں، اور ہر اس شخص کے ساتھ جس کا معاملہ ہمارے سپرد ہو، نرمی، تواضع اور رحمت کے ساتھ اچھا سلوک کیسے کیا جائے۔ حسنِ خُلق یہ ہے کہ آپ سب کو یہ احساس دلائیں کہ آپ ان سے محبت کرتے ہیں، بلکہ ہر ایک کو یہ محسوس ہو کہ وہ آپ کے دل میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

اسی کے ساتھ اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ کے بچے یہ سمجھیں کہ آپ انہیں دوسروں سے زیادہ محبت کرتے ہیں، اور بطور مربی یہ ظاہر نہ کریں کہ آپ کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دے رہے ہیں۔

191. "عن أنس بن مالك رَضِيَ اللَّهُ عَنْه قَالَ: خدَمْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ عَشْرَ سنينَ فَمَا قَالَ لِي أُفّ قَطُّ وَمَا قال لِي لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ: لِمَ صَنَعْتَهُ وَلَا لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ: لِمَ تَرَكْتَهُ وَكَانَ رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا وَلَا مَسَسْتُ خَزًّا وَلَا حَرِيرًا وَلَا شَيْئًا كَانَ أَلْيَنَ مِنْ كَفّ رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمَمْتُ مِسْكًا قَطُّ وَلَا عِطْرًا كَانَ أَطْيَبَ من عرق النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". [أخرجه البخاري ومسلم].

191. "انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی، آپ نے مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا، اور جو کام میں نے کیا، اس کے بارے میں کبھی نہیں فرمایا: تم نے یہ کیوں کیا؟ اور جو کام میں نے چھوڑ دیا، اس کے بارے میں کبھی نہیں فرمایا: تم نے یہ کیوں چھوڑا؟ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے بہتر خُلق والے تھے۔ میں نے کبھی خز، ریشم یا کوئی ایسی چیز نہیں چھوئی جو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو، اور میں نے کبھی مشک یا کوئی خوشبو ایسی نہیں سونگھی جو نبی ﷺ کے پسینے سے زیادہ خوشبودار ہو"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا]۔

- خز: ایسا کپڑا جو ریشم اور کسی دوسری چیز سے ملا ہوا ہو۔

- رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم: آپ کی ہتھیلی کا لمس نرم تھا۔

- نبی ﷺ کے پسینے سے زیادہ خوشبودار: آپ کا پسینہ خوشبودار تھا، اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے تھا۔

- **فائدہ:**

رسول اللہ ﷺ مضبوط اور بھرے ہوئے ہاتھوں والے بھی کیسے تھے اور ساتھ ہی آپ کے ہاتھ نرم بھی کیسے تھے؟
نرمی اور ملائمت جلد کے لمس میں ہوتی ہے، اور مضبوطی ہڈیوں میں ہوتی ہے۔ یعنی آپ کی ہڈی مضبوط تھی اور جلد نرم تھی۔

192. "عَنْ عَائشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: لم يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ فاحشاً ولا متفحشاً ولا صَخَّابًا فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يجزيء بالسيئة ولكن يعفو ويصفح". [أخرجه أحمد والترمذي].

192. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نہ فحش گو تھے، نہ فحش گوئی کا تکلف کرتے تھے، نہ بازاروں میں بہت شور کرنے والے تھے، اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے، بلکہ معاف کرتے اور درگزر فرماتے تھے"۔ [اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا]۔

- فحش گو: آپ فحش بات کہنے والے نہ تھے، اور یہ آپ ﷺ کی فطرت تھی۔

- فحش گوئی کا تکلف کرنے والے: آپ فحش بات بنانے یا کہنے کا تکلف نہیں فرماتے تھے۔

- بہت شور کرنے والے: بہت چیخنے چلانے والے۔

یہ سب چیزیں آدمی کی ہیبت اور مروّت کو مجروح کرتی ہیں۔

193. "عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْها قَالَتْ :مَا ضَرَبَ رَسُولُ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ شَيْئًا قَطُّ إِلَا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا ضَرَبَ خَادِمًا ولا امرأة". [أخرجه أحمد].

193. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی چیز کو نہیں مارا، مگر یہ کہ اللہ کے راستے میں جہاد ہو، اور آپ نے نہ کسی خادم کو مارا، نہ کسی عورت کو". [اسے احمد نے روایت کیا].

ہمارے رسول محمد ﷺ لوگوں سے بات سمجھانے میں ہاتھ استعمال نہیں کرتے تھے۔

194. "عن عائشة رضی الله عنها قَالَتْ :مَا رَأَيْتُ رَسُولَ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ مُنْتَصِرًا مِنْ مَظْلَمَة ظُلِمَهَا قَطُّ مَا لَمْ يُنْتَهَكْ مِنْ مَحَارِمِ اللَّهِ شَيْءٌ فَإِذَا انْتُهِكَ مِنْ مَحَارِم الله تعالى شَيْءٌ كَانَ مِنْ أَشَدِّهِمْ فِي ذَلِكَ غَضَبًا وَمَا خُيِّرَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يكن مأثما". [أخرجه الحميدي وأخرجه اسحق بن راهويه].

194. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی اپنے اوپر کیے گئے ظلم کا بدلہ لیتے نہیں دیکھا، جب تک اللہ کی حرمتوں میں سے کوئی حرمت پامال نہ کی جائے۔ جب اللہ تعالیٰ کی حرمتوں میں سے کوئی حرمت پامال کی جاتی تو آپ اس معاملے میں سب سے زیادہ غضب فرمانے والوں میں ہوتے۔ اور آپ کو دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں آسان کام کو اختیار فرماتے، جب تک وہ گناہ نہ ہوتا". [اسے حمیدی نے روایت کیا، اور اسے اسحاق بن راہویہ نے بھی روایت کیا].

- آسان کام کو اختیار فرماتے: یعنی دونوں میں جو زیادہ سہل ہوتا۔ آسانی شریعت کے عظیم مقاصد میں سے ہے، اور ہم سب کے لیے ہمارے رسول محمد ﷺ میں بہترین نمونہ ہے۔

- **فائدہ:**

معاف کرو اور درگزر کرو جب غلطی تمہارے حق میں ہو، اور حساب لو جب اللہ کی حرمتیں پامال کی جائیں۔

اللہ کے حق میں ہونے والی غلطی پر غیرت دکھاؤ، اپنے حق میں ہونے والی غلطی پر نہیں۔

195. "وعنها رَضِيَ اللَّهُ عَنْها قَالَت :اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ : بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَة (أَوْ) أَخُو الْعَشِيرَة، ثُمَّ أَذِنَ لَهُ فلما دخل ألان لَهُ الْقَوْلَ فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّه قُلْتَ مَا قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْقَوْلَ. فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتقاء فحشه". [أخرجه البخاري ومسلم].

195. "انہی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی، اور میں آپ کے پاس تھی۔ آپ نے فرمایا: یہ اپنے قبیلے کا برا آدمی ہے، یا فرمایا: اپنے قبیلے کا برا بھائی ہے۔ پھر آپ نے اسے اجازت دے دی۔ جب وہ داخل ہوا تو آپ نے اس سے نرم گفتگو فرمائی۔ جب وہ نکل گیا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اس کے بارے میں وہ بات فرمائی، پھر اس سے نرم گفتگو کی؟ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! لوگوں میں سے بدترین شخص وہ ہے جسے لوگ اس کی فحش گوئی سے بچنے کے لیے چھوڑ دیں یا اس سے کنارہ کر لیں". [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا].

- اپنے قبیلے کا برا آدمی: یعنی یہ شخص اس قبیلے میں برا آدمی ہے، اخلاق کے لحاظ سے ان کے بدترین لوگوں میں سے ہے۔

- **فائدہ:**

اگر کسی میں شر ہو تو اس سے نرم گفتگو کرو، مگر اس کی تعریف نہ کرو، کیونکہ اس کی تعریف مداھنت کہلاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جو کیا وہ مداراۃ تھی۔ آپ اس کے شر سے بچنے کے لیے اس کے ساتھ نرمی فرما رہے تھے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ مناسب رویہ یہی ہے: مداراۃ اور نرمی، مگر بغیر تعریف کے۔

ان کے شر سے بچنے کے لیے ان سے بھلائی کے ساتھ پیش آؤ۔ یہ مروّت والے شخص کے اخلاق اور انسان کی دانائی میں سے ہے۔

196. "عن محمد بن المنكدر قال سمعت جابر بن عبد الله يقول: ما سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ: لَا". [أخرجه البخاري ومسلم].

196. "محمد بن المنکدر سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا: رسول اللہ ﷺ سے کبھی کوئی چیز مانگی گئی تو آپ نے نہیں فرمایا"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا]۔

آپ کتنے لطیف اور کتنے عظیم تھے، اے تمام مخلوق کے سردار۔ اپنے نبی ﷺ کی اقتداء کرو، اور لوگوں کے ساتھ خوش اخلاق، دل جوڑنے والے بنو۔

197."عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: كان النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ". [أخرجه الترمذي].

197. "انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ کل کے لیے کوئی چیز ذخیرہ نہیں فرماتے تھے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا]۔

- **فائدہ:**

آپ ﷺ اپنے لیے کوئی چیز ذخیرہ نہیں فرماتے تھے، البتہ اپنے اہل کے لیے ایک سال کا خرچ ذخیرہ فرماتے تھے، کیونکہ آپ ان کے کفیل تھے۔ رہی کل کی روزی، تو وہ اللہ پر ہے۔

198. "عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْها: أنّ النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا" [أخرجه البخاري].

198. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہدیہ قبول فرماتے اور اس کا بدلہ دیتے تھے"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا]۔

نبی ﷺ اخلاق کے بلند ترین درجے پر تھے۔ آپ فقراء اور مساکین کا ہدیہ قبول فرماتے، ان کے لیے تواضع کرتے، اور ان کے دلوں کو خوش کرتے۔ جو شخص آپ کے لیے ہدیہ لائے، اس کے دل جوڑنے کے لیے خوشی کے جذبات ظاہر کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إن أحبِّكم إليَّ وأقربكم مني في الآخرة محاسنكم أخلاقاً". [أخرجه أحمد وابن حبان].

"تم میں مجھے سب سے زیادہ محبوب اور آخرت میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں سب سے اچھے ہیں"۔ [اسے احمد اور ابن حبان نے روایت کیا]۔

- **فوائد:**

- آپ ﷺ آسان مزاج، نرم پہلو والے تھے، نہ بہت شور کرنے والے، نہ فحش گو، نہ عیب لگانے والے، نہ جھگڑالو۔

- آپ ﷺ قوم کے بدترین آدمی کی طرف بھی اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوتے، تاکہ اسے مانوس کریں۔

- آپ ﷺ امید لگانے والے کو اپنے سے مایوس نہیں کرتے تھے۔

- آپ ﷺ کبھی اپنی ذات کے لیے غضب ناک نہیں ہوتے تھے، مگر جب اللہ کی حرمتیں پامال کی جاتیں۔

- آپ ﷺ کو جب دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آسان کو اختیار فرماتے، جب تک وہ گناہ نہ ہوتا۔

- آپ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے اور اس کا بدلہ دیتے تھے۔

- آپ ﷺ ہمیشہ کشادہ رو رہتے تھے۔

- نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا، مگر یہ کہ اللہ کے راستے میں جہاد ہو۔

- آپ ﷺ شریر لوگوں سے مداراۃ فرماتے، یعنی ان کے شر سے بچنے کے لیے ان سے احسان کے ساتھ پیش آتے اور ان سے نرم گفتگو فرماتے، مگر بغیر تعریف کے۔

- آپ ﷺ وہ چیز چھوڑ دیتے جو آپ سے متعلق نہ ہوتی، اور صرف اسی بات میں کلام فرماتے جس میں ثواب کی امید ہوتی۔

- رسول اللہ ﷺ سے کبھی کوئی چیز مانگی گئی تو آپ نے نہیں فرمایا۔

- آپ ﷺ کسی کو ایسی بات سے سامنے نہیں ٹوکتے تھے جو اسے ناپسند ہو۔

- آپ ﷺ کسی کی مذمت نہیں کرتے، نہ عیب لگاتے، نہ اس کی کمزوری تلاش کرتے۔

- آپ ﷺ اپنے لیے کبھی کوئی چیز ذخیرہ نہیں فرماتے تھے، سوائے اس کے کہ اپنے اہل کے لیے ایک سال کا خرچ ذخیرہ فرماتے، کیونکہ آپ ان کے کفیل تھے۔

- آپ ﷺ خیر میں سب سے زیادہ سخی تھے۔

یہ سب ہمارے نبی محمد ﷺ کی خصلتیں ہیں، پس آپ کی پیروی اچھی طرح کرو، بلند درجات پاؤ گے۔ اور جو کسی سے محبت کرتا ہے، وہ محبت کی وجہ سے اس سے متعلق ہر چیز پر نظر رکھتا ہے۔

****

48. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے حیا کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

199. "عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیّ قَالَ: کانَ رَسُولُ الله صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَیَاءً مِنَ الْعَذرَاءِ فِي خِدْرِهَا وَکَانَ إِذَا کره شيئا عرف في وجهه". [أخرجه البخاري ومسلم].

199. "ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا والے تھے، اور جب آپ کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو وہ آپ کے چہرے سے پہچان لی جاتی"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا]۔

آپ ﷺ کا حیا نرم طبیعت اور لطافت میں ظاہر ہوتا تھا، لوگوں سے گفتگو میں نہیں۔

یہی کافی ہے کہ ہم دنیا میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے محروم رہے، تو آخرت میں آپ کی صحبت سے کیسے بے رغبت ہو سکتے ہیں؟

آپ پر کثرت سے درود بھیجو، اور حسنِ اتباع اور آپ ﷺ کی اقتداء کو لازم پکڑو۔

****

49. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کی حجامہ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

200. "عن جابر بن الشعبی عن ابن عباس أظنه قال: إن النبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احتجم على الْأَخْدَعَيْنِ وَبَيْنَ الْكَتِفَيْنِ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَلَوْ كَانَ حراما لم يعطه" .[أخرجه أحمد].

200. "جابر بن الشعبی، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، میرا گمان ہے کہ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے دونوں اَخدَعین اور دونوں کندھوں کے درمیان حجامہ کروایا، اور حجام کو اس کی مزدوری دی۔ اگر وہ حرام ہوتی تو آپ اسے نہ دیتے"۔ [اسے احمد نے روایت کیا]۔

- اَخدَعین: گردن کے دونوں جانب کی رگیں جو کانوں کے پیچھے یا نیچے ہوتی ہیں۔

- دونوں کندھوں کے درمیان: ریڑھ کی ہڈی کے اوپر والے حصے میں، ابھری ہوئی مہرے کے نیچے۔

- **فائدہ:**

فاسد خون نکالنے کے لیے بہترین مقامات یہی ہیں، اور یہ وقایتی حجامہ ہے۔

201. "عن أنس بن مالك رضی الله عنه قال: كان رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ". [أخرجه الترمذي].

201. "انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اَخدَعین اور کاہل میں حجامہ کرواتے تھے، اور آپ سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو حجامہ کرواتے تھے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا]۔

- کاہل: ریڑھ کی ہڈی کے اوپر والے حصے میں، دونوں کندھوں کے درمیان کا مقام۔

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے وارد ہے:

"الشفاء في ثلاثة: شربة عسل و شرطة محجم وكيَّة نار وأنهى أمتي عن الكي". [أخرجه البخاري]

"شفا تین چیزوں میں ہے: شہد کا گھونٹ، حجامہ کا چیرا، اور آگ سے داغنا، اور میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا]۔

حجامہ کے بہترین دن ہر قمری مہینے کی سترہویں، انیسویں اور اکیسویں تاریخ ہیں۔

حجامہ فرشتوں کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو وصیت تھی۔ انہوں نے شبِ اسراء و معراج میں آپ کو اس کی وصیت کی۔

قال ﷺ: "ما مررت ليلة أُسري بي بملأ من الملائكة إلا قالوا: يا محمد مُر أمتك بالحجامة". [صححه الألباني].

آپ ﷺ نے فرمایا: "جس جماعتِ ملائکہ کے پاس سے اس رات گزرا جس میں مجھے سیر کرائی گئی، انہوں نے یہی کہا: اے محمد! اپنی امت کو حجامہ کا حکم دیجیے"۔ [اسے البانی نے صحیح قرار دیا]۔

وہ مقامات جہاں نبی ﷺ نے احادیث کے مطابق حجامہ کروایا:

1. سر۔
2. اَخدَعین، یعنی گردن کے دونوں جانب کی رگیں، کان کے پیچھے یا نیچے۔
3. کاہل، یعنی دونوں کندھوں کے درمیان۔
4. کندھے پر۔
5. دونوں پاؤں کے اوپر والے حصے پر، آپ ﷺ نے احرام کی حالت میں مَلَل کے مقام پر ان دونوں کا حجامہ کروایا، جو مدینہ منورہ کا ایک علاقہ ہے۔

****

50. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے اسماء کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

202. "عن جبير بن مطعم قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِي أَسْمَاءً: أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ". [أخرجه البخاري ومسلم].

202. "جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میرے کئی نام ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں جس کے ذریعے اللہ کفر کو مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں جس کے قدموں پر لوگ جمع کیے جائیں گے، اور میں عاقب ہوں، اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا]۔

- جس کے قدموں پر لوگ جمع کیے جائیں گے: یعنی آپ لوگوں سے پہلے اٹھائے جائیں گے، اور لوگ آپ کے اثر پر، یعنی آپ کے بعد، جمع کیے جائیں گے۔

203. "عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: لقيتُ النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: أنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا نَبِيُّ الرَّحْمَةِ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَأَنَا الْمُقَفَّى وَأَنَا الْحَاشِرُ وَنَبِيُّ الْمَلَاحِمِ". [أخرجه أحمد].

203. "حذیفہ رضی الله عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں مدینہ کے بعض راستوں میں نبی ﷺ سے ملا، تو آپ نے فرمایا: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں نبی رحمت ہوں، نبیِ توبہ ہوں، میں مُقَفِّی ہوں، میں حاشر ہوں، اور نبیِ ملاحم ہوں"۔ [اسے احمد نے روایت کیا]۔

- مُقَفِّی: آخری نبی، عاقب کی طرح، کیونکہ آپ انبیاء کے بعد آئے اور ان کے راستے کی پیروی کی۔

- نبیِ ملاحم: قتال کے نبی، اور آپ نبیِ رحمت بھی ہیں؛ آپ رحمت کو اس کے مقام پر رکھتے ہیں اور قتال کو اس کے مقام پر۔

- **فائدہ:**

رسول الله ﷺ کے وہ اسماء جو سنت میں وارد ہوئے:

- محمد ﷺ۔

- احمد ﷺ۔

- ماحی: جس کے ذریعے الله کفر کو مٹاتا ہے۔

- حاشر: جس کے قدموں پر لوگ جمع کیے جائیں گے۔

- عاقب/مُقَفِّی: جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

- نبیِ رحمت:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾ [الأنبياء: 107]۔

﴿اور (اے محمدﷺ) ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے﴾ [الأنبياء: 107]۔

- نبیِ توبہ۔

- نبیِ ملاحم، یعنی قتال کے نبی۔

****

51. بعض وہ باتیں جو رسول الله ﷺ کی زندگی بسر کرنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

204. "عَنْ سِمَاك بْنِ حَرْب قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِير يَقُولُ: أَلَسْتُمْ فِي طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ؟ لقد رأيت نبيكم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَأُ بَطْنَهُ". [أخرجه مسلم]۔

204. "سماک بن حرب سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نعمان بن بشیر کو یہ کہتے ہوئے سنا: کیا تم لوگ اپنی پسند کے کھانے اور پینے میں نہیں ہو؟ میں نے تمہارے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے پاس ردی کھجور بھی اتنی نہ ہوتی تھی جو آپ کا پیٹ بھر دے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

- ردی کھجور: گھٹیا قسم کی کھجور۔

205. "عن عائشة رضی اللہ عنها قالت :إنْ كُنَّا آلَ مُحَمَّدٍ نَمكُثُ شَهْرًا مَا نَسْتَوْقِدُ بِنَار إنْ هُوَ إلَا التَّمْرُ وَالْمَاءُ". [أخرجه البخاری ومسلم] وزاد البخاری: **"إلا أنه قد كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم جيران من الأنصار كانت لهم منائح وكانوا يمنحون رسول الله صلى الله عليه وسلم من ألبانهم فيسقينا".**

205. "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں: ہم آلِ محمد کبھی ایک مہینہ اس حال میں گزارتے کہ گھر میں آگ نہ جلتی، ہمارا کھانا صرف کھجور اور پانی ہوتا تھا"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔اور بخاری نے یہ اضافہ کیا ہے: "البتہ رسول اللہ ﷺ کے انصار میں کچھ پڑوسی تھے جن کے پاس دودھ دینے والے جانور تھے، وہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے دودھ میں سے دیا کرتے تھے، پھر آپ ہمیں پلاتے تھے۔"

-دودھ دینے والے جانور: وہ بکری یا اونٹنی جس میں دودھ ہو اور اسے کسی دوسرے کو اس لیے دیا جائے کہ وہ اس کا دودھ دوہے اور اس سے فائدہ اٹھائے، پھر اسے اس کے مالک کو واپس کر دے۔

206. "عنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: خرَجَ رَسُولُ اللَّه صَلَّی اللَّهُ عَلَیْه وَسَلَّمَ فی سَاعَة لَا یَخْرُجُ فیهَا وَلَا یَلْقَاهُ فیهَا أَحَدٌ فأتاه أَبُو بَكْر فَقَالَ: مَا جَاءَ بكَ یَا أَبَا بَكْر؟ قَالَ: خَرَجْتُ أَلْقَی رَسُـولَ اللَّه ﷺ وَأَنْظُرُ فی وَجْهه وَالتَّسْلیمَ عَلَیْه. فَلَمْ یَلْبَثْ أَنْ جَاءَ عُمَرُ فَقَالَ: مَا جَاءَ بكَ یَا عُمَرُ؟ قَالَ: الْجُوعُ یَا رَسُولَ اللَّه قال ﷺ :وَأَنَا قَدْ وَجَدْتُ بَعْضَ ذَلكَ فَانْطَلَقُوا إلَی مَنْزل أَبی الْهَیْثَم بْن التَّیْهَان الْأَنْصَارِیّ وَكَانَ رَجُلًا كَثیرَ النَّخْل وَالشَّاء وَلَمْ یَكُنْ لَهُ خَدَمٌ فَلَمْ یَجدُوهُ فَقَالُوا لامْرَأَته: أَیْنَ صَاحبُك؟ فَقَالَت: انْطَلَقَ یَسْتَعْذبُ لَنَا الْمَاءَ. فَلَمْ یَلْبَثُوا أَنْ جَاءَ أَبُو الْهَیْثَم بقرْبَة یَزْعَبُهَا فَوَضَعَهَا ثُمَّ جَاءَ یلتزم النبی صَلَّی اللَّهُ عَلَیْه وَسَلَّمَ وَیُفَدّیه بأَبیه وَأُمّه ثُمَّ انْطَلَقَ بهمْ إلَی حَدیقَته فَبَسَطَ لَهُمْ بسَاطًا ثُمَّ انْطَلَقَ إلَی نَخْلَة فَجَاءَ بقنْو فَوَضَعَهُ فَقَالَ النبی صَلَّی اللَّهُ عَلَیْه وَسَلَّمَ :أَفَلَا تَنَقَّیْتَ لَنَا منْ رُطَبه؟ فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللَّه إنّی أَرَدْتُ أَنْ تَخْتَارُوا أَوْ تَخَیَّرُوا منْ رُطَبه وَبُسْره فَأَكَلُوا وَشَربُوا منْ ذَلكَ الْمَاء فَقَالَ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْه وَسَلَّمَ :هَذَا وَالَّذی نَفْسی بیَده من النَّعیم الَّذی تُسْأَلُونَ عَنْهُ یَوْمَ الْقیَامَة ظلٌّ بَاردٌ وَرُطَبٌ طَیّبٌ وَمَاءٌ بَاردٌ ، فَانْطَلَقَ أَبُو الْهَیْثَم لیَصْنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَقَالَ النبی صَلَّی اللَّهُ عَلَیْه وَسَلَّمَ :لا تذبحن لنا ذَاتَ دَرّ. فَذَبَحَ لَهُمْ عَنَاقًا أَوْ جَدْیًا فَأَتَاهُمْ بها فأكلوا فقال صَلَّی اللَّهُ عَلَیْه وَسَلَّمَ :هَلْ لَكَ خَادمٌ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: فَإذَا أَتَانَا سبی فأتنا فأتی صَلَّی اللَّهُ عَلَیْه وَسَلَّمَ برَأْسَیْن لَیْسَ مَعَهُمَا ثَالثٌ. فَأَتَاهُ أَبُو الْهَیْثَم فَقَالَ النبی صَلَّی اللَّهُ عَلَیْه وَسَلَّمَ : اخْتَرْ منْهُمَا فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللَّه اخْتَرْ لی. فقال النبی صَلَّی اللَّهُ عَلَیْه وَسَلَّمَ : إنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ خُذْ هَذَا فَإنّی رَأَیْتُهُ یُصَلّی وَاسْتَوْص به مَعْرُوفًا فَانْطَلَقَ أَبُو الْهَیْثَم إلَی امْرَأَته فَأَخْبَرَهَا بقَوْل رَسُول اللَّه صَلَّی اللَّهُ عَلَیْه وَسَلَّمَ فَقَالَت امْرَأَتُهُ: مَا أَنْتَ ببَالغ حَقَّ مَا قَالَ فیه النبی صَلَّی اللَّهُ عَلَیْه وَسَلَّمَ إلَّا بأَنْ تَعْتقَهُ قَالَ: فَهُوَ عَتیقٌ فَقَالَ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْه وَسَلَّمَ : إنَّ اللَّهَ لَمْ یَبْعَثْ نَبیًّا وَلَا خَلیفَةً إلَّا وَلَهُ بطَانَتَان: بطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بالْمَعْرُوف وَتَنْهَاهُ عَن الْمُنْكَر وَبطَانَةٌ لَا تَأْلُوهُ خَبَالًا وَمَنْ یُوقَ بطَانَةَ السُّوء فقد وقي".
[أخرجه الترمذي].

206. "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک ایسے وقت میں باہر تشریف لائے جس وقت نہ آپ باہر نکلا کرتے تھے اور نہ اس وقت کسی سے ملاقات ہوتی تھی۔ پھر ابو بکر آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! تمہیں کس چیز نے یہاں آنے پر آمادہ کیا؟ انہوں نے عرض کیا: میں رسول اللہ ﷺ کی ملاقات کے لیے نکلا ہوں، آپ کے چہرۂ مبارک کو دیکھوں اور آپ کو سلام پیش کروں۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ عمر آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! تمہیں کس چیز نے یہاں آنے پر آمادہ کیا؟ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بھوک۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے بھی اس میں سے کچھ محسوس ہوا ہے۔ پھر وہ سب ابو الہیثم بن التیہان انصاری کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ بہت زیادہ کھجوروں اور بکریوں والے آدمی تھے اور ان کے پاس کوئی خادم نہ تھا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو انہیں نہ پایا۔ انہوں نے ان کی اہلیہ سے پوچھا: تمہارے شوہر کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ابو الہیثم ایک مشکیزہ اٹھائے ہوئے آئے جسے وہ اٹھائے چلے آ رہے تھے۔ اسے رکھ کر نبی ﷺ سے لپٹ گئے اور اپنے ماں باپ کو آپ پر قربان کرنے لگے۔ پھر وہ آپ سب کو اپنے باغ میں لے گئے، وہاں آپ کے لیے ایک بچھونا بچھایا، پھر ایک کھجور کے درخت کے

پاس گئے اور کھجوروں کا ایک خوشہ لا کر رکھ دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تم نے ہمارے لیے اس میں سے تازہ کھجوریں الگ کیوں نہ چن لیں؟ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے چاہا کہ آپ خود اس کی تازہ اور نیم پکی کھجوروں میں سے پسند فرما لیں۔ پھر سب نے کھایا اور اس پانی میں سے پیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ بھی ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے میں قیامت کے دن تم سے سوال کیا جائے گا: ٹھنڈا سایہ، عمدہ تازہ کھجوریں اور ٹھنڈا پانی۔ پھر ابو الہیثم ان کے لیے کھانا تیار کرنے چلے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے دودھ دینے والے جانور کو ذبح نہ کرنا۔ چنانچہ انہوں نے ایک بکری کے بچے یا بکری کے بچے کی مادہ کو ذبح کیا اور اسے پکا کر ان کے پاس لائے، پھر سب نے کھایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی خادم ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو ہمارے پاس آنا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس دو غلام لائے گئے، ان کے ساتھ تیسرا نہ تھا۔ ابو الہیثم حاضر ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کر لو۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ میرے لیے انتخاب فرما دیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے۔ تم اس کو لے لو، میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے، اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ پھر ابو الہیثم اپنی اہلیہ کے پاس آئے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی بات بتائی۔ ان کی اہلیہ نے کہا: تم اس حق کو پورا نہیں کر سکتے جس کی وصیت نبی ﷺ نے اس کے بارے میں فرمائی ہے، مگر یہ کہ تم اسے آزاد کر دو۔ ابو الہیثم نے کہا: وہ آزاد ہے۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی اور کوئی خلیفہ ایسا نہیں بھیجا مگر اس کے ساتھ دو قسم کے قریبی لوگ ہوتے ہیں: ایک وہ جو اسے بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں، اور دوسرے وہ جو اسے فساد میں ڈالنے میں کوئی کمی نہیں کرتے۔ اور جو شخص برے ساتھیوں سے بچا لیا جائے، وہ واقعی بچا لیا گیا"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں: ہمارے لیے میٹھا اور خوشگوار پانی تلاش کرنے گئے ہیں۔

- اسے اٹھائے چلے آ رہے تھے: اسے اٹھا کر لا رہے تھے۔

- لپٹ گئے: خوشی کی وجہ سے گلے لگایا اور سینے سے لگایا۔

- بچھونا: بیٹھنے کے لیے بچھایا جانے والا فرش۔

- یہ بھی ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے میں قیامت کے دن تم سے سوال کیا جائے گا: نعمت سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے، جیسے کھانا، پینا، لباس اور اس جیسی دوسری چیزیں۔ ان سب کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ یہ کہاں سے حاصل کیں اور ان میں کیا عمل کیا۔

﴿ثم لتسئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ [التكاثر:8]

﴿پھر اس روز تم سے (شکر) نعمت کے بارے میں پرسش ہو گی﴾ [التکاثر:8]

- دودھ دینے والے جانور: ایسا جانور جس میں دودھ ہو اور جو دودھ دیتا ہو۔ نبی ﷺ نے اپنی شفقت اور رحمت کی وجہ سے اسے ذبح کرنے سے منع فرمایا۔

- بکری کے بچے کی مادہ: بکری کے بچے کی مادہ۔

- قیدی: غلام اور لونڈیاں۔

- تم اس حق کو پورا نہیں کر سکتے جس کی وصیت نبی ﷺ نے اس کے بارے میں فرمائی ہے: یعنی تم اس وصیت کا پورا حق ادا نہیں کر سکتے جب تک اسے اللہ کی رضا کے لیے آزاد نہ کر دو۔

- قریبی لوگ: خاص اور مقرب لوگ جن سے انسان اپنے راز کی بات کرتا ہے۔

- اسے فساد میں ڈالنے میں کوئی کمی نہیں کرتے: اس کے فساد اور گمراہی میں کوئی کمی نہیں کرتے۔

- **فائدہ:**

اس حدیث میں ہے کہ جب ابو الہیثم نے نبی ﷺ کی مہمان نوازی کی اور اپنی استطاعت کے مطابق آپ کی خدمت کی تو نبی ﷺ نے بھی اس کا بدلہ دینا چاہا، کیونکہ آپ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ جو آپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرے آپ بھی اس کے ساتھ حسنِ سلوک فرماتے تھے۔

ابو الہیثم کے پاس کوئی خادم نہ تھا، اس لیے نبی ﷺ نے انہیں قیدیوں میں سے ایک خادم دے دیا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت فرمائی۔ جب ابو الہیثم کی اہلیہ کو رسول اللہ ﷺ کی اس خادم کے بارے میں وصیت معلوم ہوئی تو انہوں نے اپنے شوہر کو مشورہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اسے آزاد کر دیں، تاکہ رسول اللہ ﷺ کی وصیت کا بہتر حق ادا ہو سکے۔ چنانچہ ابو الہیثم نے بلا تردد اسے آزاد کر دیا۔

جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ کو اس نیک عورت کی اپنے شوہر کے لیے خیر خواہی پسند آئی، اس لیے آپ ﷺ نے قریبی ساتھیوں اور ان کی اہمیت کا ذکر فرمایا، کیونکہ انسان اپنے ارد گرد کے لوگوں سے متاثر ہوتا ہے، خصوصاً ان قریبی دوستوں اور ساتھیوں سے جنہیں وہ اپنے لیے اختیار کرتا ہے۔ اگر وہ نیک ہوں تو اسے نیکی کی طرف لے جاتے ہیں اور اگر فاسد ہوں تو اسے فساد کی طرف لے جاتے ہیں۔

207. "عن قيس بن أبي حازم قال : سـمعت سـعد بن أبي وقاص يقول: إِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ أَهْرَاقَ دَمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَغْزُو فِي الْعِصَابَةِ مِنْ أَصْحَابِ محمد عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَا نَأْكُلُ إِلَّا وَرَقَ الشَّجَرِ وَالْحُبْلَةَ حَتَّى تَقَرَّحَتْ أَشْدَاقُنَا وَإِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ وَالْبَعِيرُ وأصبحتْ بنو أسد يعزرونني فِي الدِّينِ لَقَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِذًا وَضَلَّ عَمَلِي". [أخرجه الترمذي].

207. "قیس بن ابی حازم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سعد بن ابی وقاص کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں پہلا شخص ہوں جس نے اللہ عزوجل کے راستے میں خون بہایا، اور میں پہلا شخص ہوں جس نے اللہ کے راستے میں تیر چلایا۔ میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ محمد ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ جہاد کرتا تھا، اور ہم درختوں کے پتے اور حبلۃ کھایا کرتے تھے، یہاں تک کہ ہمارے منہ کے کنارے زخمی ہو جاتے تھے، اور ہم میں سے کوئی ایسا پاخانہ کرتا جیسے بکری اور اونٹ کرتے ہیں۔ پھر بنو اسد مجھے دین کے بارے میں ملامت کرنے لگے، اگر ایسا ہے تو میں نامراد ہوا اور میرا عمل ضائع ہو گیا"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- خون بہایا: اللہ کے راستے میں خون جاری کیا۔

- جماعت: لوگوں کی وہ جماعت جس کی تعداد دس سے چالیس افراد تک ہو۔

- حبلۃ: صحرائی درخت کی ایک قسم جسے صرف جانور کھاتے ہیں۔

- ہمارے منہ کے کنارے زخمی ہو جاتے تھے: منہ کے اطراف زخمی ہو جاتے تھے۔

- ایسا پاخانہ کرتا جیسے بکری اور اونٹ کرتے ہیں: اس کھانے کی وجہ سے فضلہ جانوروں کے فضلے کی طرح ہو جاتا تھا۔

- ملامت کرنے لگے: مجھے موردِ الزام ٹھہرانے لگے۔

- **فائدہ:**

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ وہاں کے بعض لوگوں نے ان کی شکایت عمر رضی اللہ عنہ سے کی اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ انہیں اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتے۔

اس پر انہوں نے یہ حدیث بیان کی، گویا وہ فرما رہے ہوں: میں نماز کیسے اچھی طرح ادا نہ کراؤں، جبکہ میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے اللہ کے راستے میں خون بہایا۔ پھر انہوں نے پوری حدیث ذکر فرمائی۔

208. "عن أنس بن مالك رضي الله عنه: أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَجْتَمِعْ عِنْدَهُ غَدَاءٌ وَلَا عَشَاءٌ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ إِلَّا عَلَى ضَفَفٍ .قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَالَ بَعْضُهُمْ: هُوَ كَثْرَةُ الْأَيْدِي". [أخرجه أحمد].

208. "انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس کبھی روٹی اور گوشت پر مشتمل دو وقت کا کھانا، یعنی صبح اور شام کا کھانا، جمع نہیں ہوتا تھا، مگر یہ کہ آپ کے ساتھ بہت سے لوگ ہوتے تھے۔" عبداللہ کہتے ہیں: بعض اہلِ علم نے کہا ہے کہ اس سے مراد لوگوں کی کثرت ہے"۔ [اسے احمد نے روایت کیا ہے]۔

- بہت سے لوگ ہوتے تھے: ایسا کھانا جو جماعت کے ساتھ کھایا جائے۔

- **فائدہ:**

سلفِ صالحین بہت زیادہ نعمتوں سے ڈرتے تھے، اسی طرح شہرت، تعریف، مدح اور مجالس میں نمایاں ہونے سے بھی خوف کھاتے تھے، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ کہیں یہ استدراج نہ ہو یا دنیا ہی میں ان کی نیکیوں کا بدلہ نہ دے دیا جائے، جبکہ وہ چاہتے تھے کہ ان کا پورا اجر آخرت میں ملے۔ اسی لیے ان میں سے کسی نے اپنی تنگ دستی یا فقر کی شکایت نہیں کی۔

****

52. بعض وہ باتیں جو رسول اللہ ﷺ کی عمر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

209."عَن ابْنِ عَبَّاس قَالَ : مكث النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوحَى إِلَيْهِ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وستين".[أخرجه البخاري ومسلم].

209۔ "ابن عباس سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی ﷺ مکہ میں تیرہ سال رہے، آپ پر وحی نازل ہوتی رہی، اور مدینہ میں دس سال قیام فرمایا، اور آپ ﷺ تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

210. "عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَخْطُبُ قَالَ: مات رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا ابن ثلاث وستين". [أخرجه مسلم].

210- "جریر، معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے خطبہ دیتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائے، اور ابو بکر، عمر اور میں بھی تریسٹھ برس کی عمر میں پہنچا ہوں". [اسے مسلم نے روایت کیا ہے].

ومضہ

نبی ﷺ دوسرے انسانوں کی طرح جذبات رکھتے تھے۔ خوش ہوتے تو چہرۂ مبارک روشن ہو جاتا، غصہ آتا تو رخسار مبارک سرخ ہو جاتے، روتے تو داڑھی مبارک تر ہو جاتی، اور ہنستے تو آخری دانت ظاہر ہو جاتے۔ لیکن آپ ﷺ ان سب کیفیتوں میں متوازن تھے۔ نہ خوشی آپ کو حد سے بڑھاتی تھی، نہ غم آپ کو بھلا دیتا تھا، اور نہ غصہ آپ کے نفس کی باگ کو ڈھیلا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ سب سے زیادہ بردبار، سب سے زیادہ عادل اور سب سے زیادہ پاکیزہ تھے۔ " اقتباس"

اے اللہ! ہمارے نبی محمد ﷺ، ان کی آل اور تمام صحابہ پر رحمت، سلام اور برکت نازل فرما۔

****

53. بعض وہ باتیں جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

اور یہ امتِ اسلامیہ کا عظیم ترین صدمہ ہے۔

211. "عَنْ أَنَس بْنِ مَالك قَالَ : آخرُ نَظْرَة نَظَرْتُهَا إلى رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ كَشْفُ السّتَارَة يَوْمَ الْإِثْنَيْن فَنَظَرْتُ إلَى وَجْهه كَأَنَّهُ وَرَقَةُ مُصْحَف وَالنَّاسُ خَلْفَ أَبِي بَكْر فكاد الناس أن يضطربوا فَأَشَارَ إلَى النَّاس أَن اثْبُتُوا وَأَبُو بَكْرٍ يَؤُمُّهُمْ وَأَلْقَى السِّجْفَ وَتُوُفِّيَ رَسُولُ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ آخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ". [أخرجه أحمد والنسائي].

211- "انس بن مالک سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: آخری نظر جو میں نے رسول اللہ ﷺ پر ڈالی، وہ پیر کے دن پردہ اٹھنے کے وقت تھی۔ میں نے آپ کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا، گویا وہ مصحف کا ورق تھا، اور لوگ ابو بکر کے پیچھے نماز میں تھے۔ قریب تھا کہ لوگ بے قرار ہو جائیں، تو آپ ﷺ نے لوگوں کو اشارہ فرمایا کہ ثابت رہو، جبکہ ابو بکر انہیں نماز پڑھا رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے پردہ ڈال دیا، اور رسول اللہ ﷺ اسی دن کے آخری حصے میں وفات پا گئے". [اسے احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے].

- گویا وہ مصحف کا ورق تھا: آپ ﷺ کے چہرے کی پاکیزگی، صفائی، نور اور جمال کی وجہ سے۔

- قریب تھا کہ لوگ بے قرار ہو جائیں: آپ ﷺ کو دیکھ کر شدید خوشی کی وجہ سے۔

- پردہ: آڑ کا کپڑا۔

- **فائدہ:**

آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک روشن اور چمک دار تھا، کیونکہ آپ اللہ عزوجل سے ملاقات کرنے والے تھے۔ یہ واقعہ فجر کی نماز میں پیش آیا، اور آپ ﷺ کی وفات اسی دن چاشت کے وقت ہوئی۔

آپ ﷺ اس حال میں قبض کیے گئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ میرے سینے اور گلے کے درمیان وفات پائے۔

212. "عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ :كُنْتُ مسندة النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى صَدْرِي أَوْ قَالَتْ: إِلَى حِجْرِي فَدَعَا بِطَسْتٍ لِيَبُولَ فِيهِ ثُمَّ بِالَ فمات". [أخرجه أبو عوانة في المستخرج] .

212۔ "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں: میں نبی ﷺ کو اپنے سینے سے، یا انہوں نے کہا: اپنی گود سے، سہارا دیے ہوئے تھی۔ آپ ﷺ نے ایک طشت منگوایا تاکہ اس میں پیشاب کریں، پھر آپ ﷺ نے پیشاب کیا اور وفات پا گئے"۔ [اسے ابو عوانہ نے المستخرج میں روایت کیا ہے]۔

اور ایک روایت میں ہے:

"توفي النبي ﷺ في بيتي وفي نوبتي وبين سحري ونحري". [أخرجه البخاري].

"نبی ﷺ میرے گھر میں، میری باری کے دن، میرے سینے اور گلے کے درمیان وفات پائے"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

- طشت: تانبے کا برتن۔

- **فائدہ:**

قرطبی کہتے ہیں کہ انبیاء پر موت کی شدت میں دو فائدے ہیں:

1. ان کے فضائل کی تکمیل اور درجات کی بلندی، اور یہ نہ کمی ہے نہ عذاب۔
2. مخلوق کو موت کے درد کی مقدار معلوم ہو جائے؛ کیونکہ انسان بعض مرنے والوں کو دیکھتا ہے اور ان پر نہ حرکت دیکھتا ہے نہ درد، تو وہ روح نکلنے کو آسان سمجھ لیتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ معاملہ سہل ہے، حالانکہ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ میت کس کیفیت میں ہے۔

213. "عن عائشة رضي الله عنها قالت :لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوا فِي دَفْنه فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ منْ رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ شَيْئًا مَا نَسِيتُهُ قَالَ: ما قَبَضَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ. ادْفِنُوهُ فِي مَوْضِعِ فِرَاشِهِ".[أخرجه الترمذي].

213۔ "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ قبض کیے گئے تو لوگوں نے آپ کے دفن کے بارے میں اختلاف کیا۔ ابو بکر نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی ہے جسے میں نہیں بھولا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کسی نبی کو اسی جگہ قبض فرماتا ہے جہاں وہ پسند کرتا ہے کہ اسے دفن کیا جائے۔ لہٰذا آپ ﷺ کو آپ کے بستر کی جگہ دفن کرو"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- وہ جگہ جہاں وہ پسند کرتا ہے کہ اسے دفن کیا جائے: نبی ﷺ کو ہماری ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں، ان کے بستر کے نیچے دفن کیا گیا، اور ابو طلحہ نے بستر کے نیچے قبر کھودی۔

- **فائدہ:**

یہ وہ مقام تھا جسے اللہ عزوجل نے پسند فرمایا کہ نبی ﷺ کو وہاں دفن کیا جائے۔ ہمارے محبوب محمد ﷺ ہماری ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے بستر کے نیچے دفن کیے گئے۔

میرے ماں باپ آپ پر قربان، اے اللہ کے رسول!

ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں تھے۔ لوگوں نے انہیں بلایا، جبکہ لوگ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے گرد جمع تھے۔ انہوں نے راستہ دینے کو کہا۔ جب وہ آئے تو رسول اللہ ﷺ ڈھانپے ہوئے تھے، انہوں نے آپ کے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا، تو جان لیا کہ آپ ﷺ وفات پا چکے ہیں۔

214. "عن عائشة رضي الله عنها قالت : أن أبا بكر دخل على النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهِ فَوَضَعَ فَمَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى سَاعِدَيْهِ وَقَالَ: وَانَبِيَّاهُ وَاصَفِيَّاهُ وَاخَلِيلَاهُ". [أخرجه أحمد].

214۔ "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے پاس داخل ہوئے، پھر اپنا منہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھا، اپنے دونوں ہاتھ آپ کے بازوؤں پر رکھے، اور کہا: ہائے میرے نبی! ہائے میرے برگزیدہ! ہائے میرے خلیل!" [اسے احمد نے روایت کیا ہے]۔

- اپنے دونوں ہاتھ آپ کے بازوؤں پر رکھے: گویا وہ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لگا رہے تھے، اور انہوں نے جو کہا، وہ اپنے دلی درد کی وجہ سے کہا۔

اے اللہ! ہمیں دنیا میں آپ ﷺ کی صحبت سے محروم رکھا گیا، پس ہمیں فردوسِ اعلیٰ میں آپ ﷺ کی رفاقت سے محروم نہ فرما۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دل کے سب سے قریب ساتھی تھے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

"ما نفعني مالٌ قط ما نفعني مال أبو بكر. فبكى أبو بكر رضي الله عنه وقال: يا رسول الله هل أنا ومالي إلا لك يا رسول الله؟" [أخرجه أحمد].

"مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا ابو بکر کے مال نے دیا۔" ابو بکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اور میرا مال آپ ہی کے لیے نہیں؟" [اسے احمد نے روایت کیا ہے]۔

215. "عن أنس قال : لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ وَمَا نَفَضْنَا أَيْدِيَنَا مِنَ التُّرَابِ وَإِنَا لفي دفنه حتى أنكرنا قلوبنا". [أخرجه الترمذي وأحمد وابن ماجه].

215۔ "انس سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے، مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی۔ اور جس دن آپ ﷺ وفات پا گئے، مدینہ کی ہر چیز تاریک ہو گئی۔ ہم نے ابھی دفن کے بعد اپنے ہاتھوں سے مٹی بھی نہ جھاڑی تھی کہ ہم نے اپنے دلوں کو بدلتا ہوا محسوس کیا"۔ [اسے ترمذی، احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔

- **فائدہ:**

یہ سب سے مکرم مخلوق کے فقدان کا درد تھا۔ صحابہ نے شدید غم، وحی کے منقطع ہو جانے اور صحبت کے ختم ہو جانے کی وجہ سے اپنے آپ کو بدلا ہوا پایا۔

انہوں نے نبی ﷺ کو کھو دیا، آپ ﷺ کی آواز کو کھو دیا، آپ ﷺ کی موجودگی کو کھو دیا۔

216 . "عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ :تُوُفِّيَ رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يوم الاثنين" .[أخرجه البخاري].

216۔ "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ پیر کے دن وفات پائے"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

217. "عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ :قُبِضَ رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ فَمَكَثَ ذَلِكَ الْيَوْمَ وَلَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ وَدُفِنَ من الليل. قال سُفْيَانُ : وَقَالَ غَيْرُهُ: يُسْمَعُ صَوْتُ الْمَسَاحِي مِنْ آخِرِ الليل". [أخرجه ابن سعد].

217۔ "جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ پیر کے دن قبض کیے گئے، پھر وہ دن اور منگل کی رات باقی رہے، اور رات میں دفن کیے گئے۔ سفیان کہتے ہیں: کسی اور نے کہا: رات کے آخری حصے میں کدالوں کی آواز سنی جاتی تھی"۔ [اسے ابن سعد نے روایت کیا ہے]۔

رسول اللہ ﷺ بدھ کی رات دفن کیے گئے۔

- کدالیں: مٹی ہٹانے کا آلہ؛ یعنی لوگوں کو نبی ﷺ کے دفن کا علم اس وقت ہوا جب انہوں نے رات میں کدالوں کی آواز سنی۔

218. "عن سالم بن عبيد وكانت له صحبة قال: أُغْمِيَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى مَرَضِه فَأَفَاقَ فَقَالَ: حَضَرَتِ الصَّلَاةُ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ. فَقَالَ: مُرُوا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ لِلنَّاسِ، أَوْ قَالَ: بِالنَّاسِ، قَالَ: ثُمَّ أُغْمِىَ عَلَيْهِ فَأَفَاقَ فَقَالَ: حضَــرَتِ الصَّـــلَاةُ؟. فَقَالُوا: نَعَمْ فَقَالَ: مُرُوا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَـــلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبِى رَجُلٌ أَسِيفٌ إِذَا قَامَ ذَلِكَ الْمَقَامَ بَكَى فَلَا يَسْتَطِيعُ فَلَوْ أَمَرْتَ غَيْرَهُ. قَالَ: ثُمَّ أُغْمِىَ عَلَيْهِ فَأَفَاقَ فَقَالَ : مُرُوا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ أَوْ صَوَاحِبَاتُ يُوسُفَ. قَالَ: فَأُمِرَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ وَأُمِرَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى بِالنَّاسِ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ خِفَّةً فَقَالَ: انْظُرُوا لِى مَنْ أَتَّكِئُ عَلَيْهِ ، فَجَاءَتْ بَرِيرَةُ وَرَجُلٌ آخَرُ فَاتَّكَأَ عَلَيْهِمَا فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِينْكُصَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ يَثْبُتَ مَكَانَهُ حَتَّى قَضَـــى أَبُو بَكْرٍ صَلَاتَهُ. ثُمَّ إِنَّ رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ. فَقَالَ عُمَرُ: وَاللَّهِ لَا أَسْمَعُ أَحَدًا يَذْكُرُ أن رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ إلا ضَرَبْتُهُ بِسَيْفِي هَذَا. قَالَ: وَكَانَ النَّاسُ أُمِّيِّينَ لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ نَبِىٌّ قَبْلَهُ فَأَمْسَكَ النَّاسُ فَقَالُوا: يَا سَالِمُ انْطَلِقْ إِلَى صَاحِبِ رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادْعُهُ فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَهُوَ فِى الْمَسْجِدِ فَأَتَيْتُهُ أَبْكِى دَهِشًا فَلَمَّا رَآنِى قال -لِى- : أَقُبِضَ رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْتُ: إِنَّ عُمَرَ يَقُولُ: لَا أَسْمَعُ أَحَدًا يَذْكُرُ أَنِ رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ إِلَّا ضَرَبْتُهُ بِسَيْفِي هَذَا فَقَالَ لِى: انْطَلِقْ. فانطلقت معه فجاء وَالنَّاسُ قَدْ دَخَلُوا عَلَى رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْرِجُوا لِى. فَأَفْرَجُوا لَهُ. فَجَاءَ حَتَّى أَكَبَّ عَلَيْهِ وَمَسَّهُ فَقَالَ: إِنَّكَ مَيِّتٌ وإنهم ميتون . ثُمَّ قَالُوا: يَا صَاحِبَ رسول الله أقبض رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَعَلِمُوا أَنْ قَدْ صَدَقَ. قَالُوا: يَا صَاحِبَ رَسُولِ الله أَيُصَلَّى عَلَى رَسُولِ اللَّهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالُوا: وَكَيْفَ؟ قَالَ: يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُونَ وَيُصَـــلُّونَ وَيَدْعُونَ ثُمَّ يَخْرُجُونَ ثُمَّ يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُونَ وَيُصَـــلُّونَ وَيَدْعُونَ ثُمَّ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَدْخُلَ النَّاسُ قَالُوا: يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ أيدفن رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالُوا: أَيْنَ؟ قَالَ: فِى الْمَكَانِ الَّذِى قَبَضَ اللَّهُ فِيهِ رُوحَهُ فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَقْبِضْ رُوحَهُ إِلَّا فِى مَكَانٍ طَيِّبٍ. فَعَلِمُوا أَنْ قَدْ صَـــدَقَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَغْسِـــلَهُ بَنُو أَبِيهِ. وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ يَتَشَـاوَرُونَ فَقَالُوا: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا مِنَ الْأَنْصَـارِ نُدْخِلُهُمْ مَعَنَا فِى هَذَا الْأَمْرِ. فَقَالَتِ الْأَنْصَـارُ: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَنْ لَهُ مِثْلُ هذه الثلاثة: ثَانِىَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِى الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَـــاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا، مَنْ هُمَا؟ قَالَ: ثُمَّ بَسَـطَ يَدَهُ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ بَيْعَةً حَسَـنَةً جَمِيلَةً". [أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني].

218- "سالم بن عبید، جنہیں صحبت حاصل تھی، سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنی بیماری میں بے ہوش ہو گئے، پھر افاقہ ہوا تو فرمایا: کیا نماز کا وقت ہو گیا؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلال کو حکم دو کہ اذان دیں، اور ابو بکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، یا فرمایا: لوگوں کے ساتھ نماز پڑھائیں۔ پھر آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو گئی، پھر افاقہ ہوا تو فرمایا: کیا نماز کا وقت ہو گیا؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلال کو حکم دو کہ اذان دیں، اور ابو بکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ نے کہا: میرے والد نرم دل آدمی ہیں، جب اس مقام پر کھڑے ہوں گے تو رو پڑیں گے اور نماز نہیں پڑھا سکیں گے، اگر آپ کسی اور کو حکم فرما دیں۔ پھر آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو گئی، پھر افاقہ ہوا تو فرمایا: بلال کو حکم دو کہ اذان دیں، اور ابو بکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، تم تو یوسف کی عورتوں جیسی ہو۔ پھر بلال کو حکم دیا گیا، انہوں نے اذان دی، اور ابو بکر کو حکم دیا گیا، انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے کچھ نشاط محسوس کیا، تو فرمایا: میرے لیے کسی کو دیکھو جس پر میں ٹیک لگا سکوں۔ بریرہ اور ایک دوسرے شخص آئے، آپ ﷺ نے ان دونوں پر ٹیک لگائی۔ جب ابو بکر نے آپ ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے، آپ ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ ثابت رہیں، یہاں تک کہ ابو بکر نے اپنی نماز مکمل کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ قبض کر لیے گئے۔ عمر نے کہا: اللہ کی قسم! میں کسی کو یہ کہتے نہ سنوں گا کہ رسول اللہ ﷺ قبض کر لیے گئے، مگر اسے اپنی اس تلوار سے ماروں گا۔ لوگ امی تھے، ان میں آپ ﷺ سے پہلے کوئی نبی نہ تھا، اس لیے لوگ رک گئے۔ انہوں نے کہا: اے سالم! رسول اللہ ﷺ کے ساتھی کے پاس جاؤ اور انہیں بلا لاؤ۔ میں ابو بکر کے پاس آیا، وہ مسجد میں تھے۔ میں روتا ہوا، حیران و پریشان ان کے پاس پہنچا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو مجھ سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ قبض کر لیے گئے؟ میں نے کہا: عمر کہہ رہے ہیں کہ میں کسی کو یہ کہتے نہ سنوں گا کہ رسول اللہ ﷺ قبض کر لیے گئے، مگر اسے اپنی اس تلوار سے ماروں گا۔ انہوں نے مجھ سے کہا: چلو۔ میں ان کے ساتھ چلا۔ وہ آئے، جبکہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہو چکے تھے۔ انہوں نے کہا: اے لوگو! میرے لیے جگہ دو۔ لوگوں نے ان کے لیے جگہ دے دی۔ وہ آئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ پر جھک گئے، آپ کو چھوا، اور کہا: بے شک آپ کو بھی موت آنی ہے اور انہیں بھی موت آنی ہے۔ پھر لوگوں نے کہا: اے رسول اللہ کے ساتھی! کیا رسول اللہ ﷺ قبض کر لیے گئے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ انہوں نے سچ کہا۔ لوگوں نے کہا: اے رسول اللہ کے ساتھی! کیا رسول اللہ ﷺ پر نماز پڑھی جائے گی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ لوگوں نے کہا: کیسے؟ انہوں نے کہا: ایک جماعت داخل ہو گی، تکبیر کہے گی، نماز پڑھے گی اور دعا کرے گی، پھر نکل جائے گی۔ پھر دوسری جماعت داخل ہو گی، تکبیر کہے گی، نماز پڑھے گی اور دعا کرے گی، پھر نکل جائے گی، یہاں تک کہ سب لوگ داخل ہو جائیں۔ لوگوں نے کہا: اے رسول اللہ کے ساتھی! کیا رسول اللہ ﷺ کو دفن کیا جائے گا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ لوگوں نے کہا: کہاں؟ انہوں نے کہا: اسی جگہ جہاں اللہ نے آپ کی روح قبض فرمائی، کیونکہ اللہ نے آپ کی روح صرف پاکیزہ جگہ ہی قبض فرمائی ہے۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ انہوں نے سچ کہا۔ پھر انہوں نے حکم دیا کہ آپ ﷺ کو آپ کے خاندان والے غسل دیں۔ مہاجرین جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے، انہوں نے کہا: ہمیں اپنے انصاری بھائیوں کے پاس لے چلو، انہیں بھی اس معاملے میں اپنے ساتھ شامل کریں۔ انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے۔ عمر بن خطاب نے کہا: ان تین فضیلتوں جیسی فضیلت کس کے لیے ہے؟ جب وہ دونوں غار میں تھے، وہ دو میں سے دوسرے تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے: غم نہ کرو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ وہ دونوں کون تھے؟ پھر انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ابو بکر سے بیعت کی، اور لوگوں نے بھی ان سے اچھی اور عمدہ بیعت کی"۔ [اسے ابن ابی عاصم نے الآحاد والمثانی میں روایت کیا ہے]۔

رسول اللہ ﷺ شدید درد اور تھکن کی وجہ سے بے ہوش ہوئے۔

- نرم دل آدمی: جلد رونے اور متاثر ہونے والے۔

- یوسف کی عورتیں: یہاں مراد عزیزِ مصر کی بیوی اور وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔ یہ مثال اس لیے دی گئی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسی بات کہی جو رسول اللہ ﷺ کے مقصود کے خلاف تھی، اور رسول اللہ ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتے، وہ تو وحی ہی ہوتی ہے جو نازل کی جاتی ہے۔

- کچھ نشاط: کچھ قوت اور ہلکا پن۔

- ٹیک لگا سکوں: سہارا لے سکوں، اور یہ آپ ﷺ کی مرضِ وفات کی حالت تھی۔

- پیچھے ہٹنے لگے: ابو بکر نے ارادہ کیا کہ پیچھے ہٹ جائیں تاکہ نبی ﷺ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

- اشارہ کیا: نبی ﷺ نے ابو بکر کو اشارہ فرمایا کہ لوگوں کو نماز مکمل کرائیں۔

- حیران و پریشان: متحیر۔

- میرے لیے جگہ دو: میرے لیے راستہ وسیع کرو۔

- یہ تین فضیلتیں: ابو بکر کی تین فضیلتیں ہیں :

1. جب وہ دونوں غار میں تھے تو وہ دو میں سے دوسرے تھے۔
2. اللہ عزوجل نے قرآن کی نص سے ان کی نبی ﷺ کے ساتھ صحبت ثابت فرمائی:

﴿ لِصَاحِبِهِ﴾ [التوبة: 40]

﴿ رفیق کو تسلی ﴾ [التوبة: 40]

3. ان سے غم کی نفی کی اور اللہ عزوجل کی معیت ثابت فرمائی:

﴿ لا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ [التوبة:40]

﴿ کہ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ﴾ [التوبة:40]

یہی رسول اللہ ﷺ کے قبض کیے جانے کا موقع تھا، اور یہی اس امت کا سب سے بڑا صدمہ ہے۔

- **فوائد:**

- جب رسول اللہ ﷺ اپنی بے ہوشی کے بعد افاقہ پاتے تو آپ کی زبان سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال نکلتا۔ آپ ﷺ نے وفات پائی جبکہ اپنی امت کو نماز کی وصیت فرما رہے تھے۔ پس اپنی نماز کو اس کے وقت، اس کے ارکان اور اس کے خشوع کے ساتھ قائم کرنے میں اللہ سے ڈرو، خواہ تمہارا صدمہ کتنا ہی بڑا ہو۔

- صحابہ رضوان اللہ علیہم شدید ہول، خوف اور اضطراب میں تھے، یہاں تک کہ انہیں معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا کیا جائے، آپ کو کیسے دفن کیا جائے اور کہاں دفن کیا جائے۔ مگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ثبات نمایاں تھا۔ اور ان فضائل کو دیکھو جنہیں اللہ عزوجل نے قرآن کی نص میں ذکر فرمایا۔

- صحابہ کی فطانت کہ انہوں نے یہ پسند نہ کیا کہ ان پر ایک رات بھی امیر کے بغیر گزرے، باوجود اس کے کہ ان کا صدمہ بہت بڑا تھا، کیونکہ یہ فتنہ کے اسباب میں سے ہے۔

- عمر بن خطاب رضـــی اللہ عنہ کی فطانت کہ انہوں نے اختلاف پھیلنے ســـے پہلے ابو بکر کی خلافت کے بارے میں ان پر قطعی دلیل قائم کر دی، پھر کسی نے ان کی دلیل پر اعتراض نہ کیا۔

- **سنت کا احیاء:**

- امارت۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إذا خرج ثلاثة في سفر فليؤمِّروا أحدهم". [أخرجه أبو داود].

"جب تین افراد سفر میں نکلیں تو ان میں سے ایک کو امیر بنا لیں"۔ [اسے ابو داود نے روایت کیا ہے]۔

- مشورے کی سنت:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ [آل عمران: 159]

﴿اور اپنے کاموں میں ان سے مشورت لیا کرو۔ اور جب﴾ [آل عمران: 159]

219. "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِك قَالَ :لَمَّا وَجَدَ رَسُولُ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُرَبِ الْمَوْتِ مَا وَجَدَ قَالَتْ فَاطِمَةُ رضي الله تعالى عنها: واكرباه فقال النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا كَرْبَ عَلَى أَبِيكِ بَعْدَ الْيَوْمِ إِنَّهُ قَدْ حَضَرَ مِنْ أَبِيكِ مَا لَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ أَحَدًا، الموافاة يوم القيامة". [أخرجه ابن ماجه].

219- "انس بن مالک سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے موت کی تکلیف میں وہ شدت محسوس کی جو محسوس کی، تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے تکلیف! نبی ﷺ نے فرمایا: آج کے بعد تمہارے والد پر کوئی تکلیف نہیں۔ تمہارے والد کے سامنے وہ چیز آ چکی ہے جو کسی کو چھوڑنے والی نہیں۔ ملاقات قیامت کے دن ہو گی"۔ [اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔

- موت کی تکلیف: موت کی شدت۔

- **فائدہ:**

نبی ﷺ نے اپنی وفات کے قریب اپنی بیٹی کو تین باتوں سے تسلی دی:

1. آپ ﷺ نے فرمایا: "آج کے بعد تمہارے والد پر کوئی تکلیف نہیں۔ "
2. آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے والد کے سامنے وہ چیز آ چکی ہے جو کسی کو چھوڑنے والی نہیں۔ "
3. آپ ﷺ نے فرمایا: "ملاقات قیامت کے دن ہو گی۔ "

اللہ کے اولیاء پر تکلیف دنیا کی زندگی کے ختم ہونے کے ســـاتھ ختم ہو جاتی ہے۔ موت دنیا کی ہر تکلیف کو ختم کر دیتی ہے۔

ملاقات قیامت کے دن ہو گی۔ یہ کتنی خوب صورت تسلی ہے۔ اور یہ صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے خاص نہیں، بلکہ یہ ہر اس مسلمان کے لیے تسلی ہے جو نبی ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنے والے ہر شخص کے لیے بشارت ہے۔

اور ہم کہتے ہیں:

ہاں، ملاقات قیامت کے دن ہو گی۔ ملاقات حوضِ شریف پر ہو گی۔ وہیں مؤمنوں اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان سب سے بڑی ملاقات ہو گی۔ اے اللہ! ہمیں اپنے رسول ﷺ سے ملاقات کی عظمت عطا فرما۔

ومضہ

ملاقات قیامت کے دن ہو گی

یہ ہر اس شخص کے لیے تسلی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تعظیم کرتا ہے، اور ہر اس شخص کے لیے جو نبی ﷺ کی تعظیم کرتا، آپ سے محبت رکھتا، اپنی محبت میں سچا ہوتا، آپ کی سنت کی پیروی کرتا اور آپ کے اثر کو تلاش کرتا ہے۔

ملاقات حوض پر ہو گی۔

وہاں ہم نبی ﷺ سے ملیں گے اور ایسا جام پئیں گے جس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے گی۔ وہیں مؤمنوں اور نبی ﷺ کے درمیان سب سے عظیم ملاقات ہو گی۔ اس جملے کو: "ملاقات قیامت کے دن ہو گی"، اپنی زندگی کا شعار بنا لو جب غم اور مصیبتیں تمہارے سامنے آئیں۔ یاد رکھو کہ ملاقات قیامت کے دن ہو گی۔

ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور رسول کے حکم پر ثابت ہے: جب بھی تم مجاہدہ کرو اور استقامت اختیار کرو، اس حدیث کو یاد کرو۔ کوئی بھی مؤمن جو اس دنیا میں آپ ﷺ کی سنت کی پیروی کی وجہ سے اپنے دین میں آزمائش میں مبتلا ہو، وہ اس جملے کو ہمیشہ اپنے دل میں، اپنے خیال میں اور اپنی زبان پر دہراتا رہے:

ملاقات قیامت کے دن ہو گی۔ جزا قیامت کے دن ہو گی۔ فیصلہ قیامت کے دن ہو گا۔

نبی ﷺ صرف اپنی بیٹی کو صبر نہیں دلا رہے، بلکہ ہم سب کو صبر دلا رہے ہیں۔ اپنی امت کو اس وقت تک صبر دلا رہے ہیں جب تک وہ آپ سے ملاقات نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ کا فقدان ہم میں سے ہر ایک کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے؛ یہ کہ وہ اپنی زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی موجودگی سے محروم رہا۔ آپ پر بہترین رحمت اور کامل سلام ہو۔

ایک منٹ ٹھہرو اور اپنے آپ سے یہ سوال کرو: تمہارے پاس کیا ہے جس سے نبی ﷺ خوش ہوں؟

کیا تم نے لوگوں کو اس عظیم شخصیت کے بارے میں بتانے کی کوشش کی؟

کیا تم نے کبھی آپ ﷺ کی کسی سنت کو پھیلانے میں پیش قدمی کی؟

تم نے آپ ﷺ کی کس بات میں پیروی کی؟

تم نے اپنے نفس سے کس چیز میں مجاہدہ کیا؟ آپ ﷺ کی کس سنت میں؟ کیا تم نے کبھی آپ ﷺ کا دفاع کیا؟

اے اللہ! ہمیں ایسا حال عطا فرما جس سے نبی ﷺ ہم سے راضی ہوں اور روزِ حساب امتوں کے سامنے ہم پر فخر فرمائیں۔ اے اللہ! ہمارے نبی کو ہم سے خوش فرما، اور ہم سب کے لیے سچائی کی گواہی عطا فرما۔ اے اللہ! ہمیں آپ ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ کی پیروی موت تک عطا فرما، ہمیں آپ ﷺ کی شفاعت

نصیب فرما، آپ ﷺ کے حوض پر اس حال میں پہنچنا نصیب فرما کہ آپ ہم سے راضی اور خوش ہوں، اور ہمیں فردوسِ اعلیٰ کے باغات میں آپ ﷺ کا قرب عطا فرما، اے سب سے بڑھ کر کرم فرمانے والے۔

اے اللہ! محبوب محمد ﷺ پر بہت زیادہ رحمت و سلام اور برکت نازل فرما، جیسا کہ آپ اس کے اہل ہیں۔

****

54. بعض وہ باتیں جو رسول اللہ ﷺ کے میراث کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

220. "عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَخِی جُوَیْرِیَةَ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ :مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا سِلَاحَهُ وَبَغْلَتَهُ وَأَرْضًا جعلها صدقة". [أخرجه البخاري].

220۔ "عمرو بن حارث، جویریہ کے بھائی، جنہیں صحبت حاصل تھی، سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہتھیار، اپنی خچر اور ایک زمین کے سوا کچھ نہیں چھوڑا، جسے آپ نے صدقہ بنا دیا تھا"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

221. "عن أبی هريرة رَضِیَ اللَّهُ عَنْه قَالَ :جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَی أَبِی بَكْرٍ فَقَالَتْ: مَنْ يَرِثُكَ؟ فَقَالَ: أَهْلِی وَوَلَدِی. فَقَالَتْ: مَا لِی لَا أَرِثُ أَبِی؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا نُورَثُ. وَلَكِنِّی أَعُولُ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُولُهُ وَأُنْفِقُ عَلَى مَنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ينفق عليه".[أخرجه الترمذي].

221۔ "ابو ہریرہ رضي الله عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: فاطمہ ابو بکر کے پاس آئیں اور کہا: آپ کا وارث کون ہو گا؟ انہوں نے کہا: میرے گھر والے اور میری اولاد۔ انہوں نے کہا: پھر مجھے اپنے والد کی میراث کیوں نہیں ملتی؟ ابو بکر نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ہماری میراث نہیں ہوتی۔ لیکن جس کی کفالت رسول اللہ ﷺ کرتے تھے، میں اس کی کفالت کروں گا، اور جس پر رسول اللہ ﷺ خرچ کرتے تھے، میں اس پر خرچ کروں گا"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

222. "عن عائشة رضی الله تعالى عنها: أن رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ ". [أخرجه البخاري ومسلم].

222۔ "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہماری میراث نہیں ہوتی، جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

****

55. بعض وہ باتیں جو رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

223. "عَنْ يَزِيدَ الْفَارِسِیِّ وَكَانَ يَكْتُبُ الْمَصَاحِفَ قَالَ: رأيت النبی صَلَّی اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ زَمَنَ ابْنِ عباس فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّی رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ فِی النَّوْمِ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ :إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَشَبَّهَ بِی فَمَنْ رَآنِی فِی النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِی .هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَنْعَتَ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِی رَأَيْتَهُ فِی النَّوْمِ؟ قَالَ: نَعَمْ أَنْعَتُ لَكَ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ جِسْمُهُ وَلَحْمُهُ أَسْمَرُ إِلَی الْبَيَاضِ أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ حَسَنُ الضَّحِكِ جَمِيلُ دَوَائِرِ الْوَجْهِ -قد- مَلَأَتْ لِحْيَتُهُ مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ قَدْ مَلَأَتْ نَحْرَهُ. قَالَ عَوْفٌ:

وَلَا أَدْرِي مَا كَانَ مَعَ هَذَا النَّعْتِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَوْ رَأَيْتَهُ فِي الْيَقَظَةِ مَا اسْـــتَطَعْتَ أَنْ تنعته فوق هذا". [أخرجه أحمد].

223- "یزید فارسی سے روایت ہے، جو مصاحف لکھتے تھے، وہ کہتے ہیں: میں نے ابن عباس کے زمانے میں نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے ابن عباس سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے۔ ابن عباس نے کہا: رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا، پس جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا۔ کیا تم اس شخص کا وصف بیان کر سکتے ہو جسے تم نے خواب میں دیکھا؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں آپ کے لیے ایک ایسے شخص کا وصف بیان کرتا ہوں جو دو حالتوں کے درمیان تھا، اس کا جسم اور گوشت گندمی رنگ کا تھا جو سفیدی کی طرف مائل تھا، آنکھیں سرمگیں، مسکراہٹ حسین، چہرے کے ہر حصے کا حسن جداگانہ، اس کی داڑھی یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی، اور اس نے اس کے گلے کو بھر دیا تھا۔ عوف کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ اس وصف کے ساتھ اور کیا تھا۔ ابن عباس نے کہا: اگر تم انہیں بیداری میں دیکھتے تو اس سے بڑھ کر ان کا وصف بیان نہ کر سکتے"۔ [اسے احمد نے روایت کیا ہے]۔

- وصف بیان کر سکتے ہو: بیان کر سکتے ہو۔

- دو حالتوں کے درمیان شخص: آپ درمیانے تھے؛ نہ بہت گوشت والے، نہ کم گوشت والے، نہ بہت لمبے، نہ چھوٹے۔

- اس کا گوشت گندمی رنگ کا تھا جو سفیدی کی طرف مائل تھا: سفیدی کی طرف مائل، یعنی سفیدی اور سرخی کے درمیان۔

- چہرے کے ہر حصے کا حسن جداگانہ: چہرے کا ہر حصہ اپنی جگہ خوب صورت تھا، تو جب حسن کے ساتھ حسن جمع ہو تو کیسا ہو گا۔

224. "قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: قَالَ رســـول الله صَـــلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـــلَّمَ: مَنْ رَآنِي _يَعْنِي فِي النَّوْمِ_ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ". [أخرجه البخاري].

224- "ابو قتادہ کہتے ہیں: رســـول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے دیکھا، یعنی خواب میں، اس نے حق دیکھا"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

نبی ﷺ کو آپ کی صفت کے خلاف نہیں دیکھا جا سکتا۔ رہا یہ کہ شیطان خواب میں نبی ﷺ کی اس معلوم صورت کے علاوہ کسی اور صورت میں آ کر کہے کہ میں رسول اللہ ہوں، تو یہ پریشان خواب ہیں۔

224. "قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: قَالَ رســـول الله صَـــلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـــلَّمَ: مَنْ رَآنِي _يَعْنِي فِي النَّوْمِ_ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ". [أخرجه البخاري].

225- "انس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ اور فرمایا: مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

- میری صورت اختیار نہیں کر سکتا: میرے مشابہ نہیں بن سکتا۔

- نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ: یہ ان نیک خوابوں کی فضیلت میں سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندے کو عزت بخشتا ہے، اور نیک خواب بشارتوں میں سے ہیں۔

- **فائدہ:**

قال ﷺ: "أصدقُكم رؤيا أصدقُكم حديثًا". [أخرجه مسلم].

آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سب سے سچا خواب اسی کا ہوتا ہے جو بات میں سب سے سچا ہو". [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

جو شخص اپنی زندگی میں قولاً اور فعلاً سچا ہو، وہی سچے خواب دیکھتا ہے۔

قال ﷺ: "مِن أشدِّ أمتي لي حبّاً: ناسٌ يكونون بعدي يودُّ أحدُهُم لو رآني بأهله وماله". [أخرجه مسلم].

آپ ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں مجھ سے سب سے زیادہ محبت رکھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے، ان میں سے کوئی یہ چاہے گا کہ اپنے اہل و مال کے بدلے مجھے دیکھ لے". [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

محبت کرنے والوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھنے کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کم ہی کوئی رات مجھ پر گزرتی ہے جس میں میں اپنے خلیل ﷺ کو نہ دیکھتا ہوں۔ وہ یہ کہتے اور ان کی آنکھیں آنسو بہاتیں۔

تابعیہ عبدہ بنت خالد بن معدان اپنے والد کے بارے میں کہتی ہیں: خالد کم ہی اپنے بستر پر جاتے مگر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے مہاجر و انصار صحابہ کے شوق کو یاد کرتے، پھر ان کے نام لیتے اور کہتے: وہ میری اصل اور میرا خاندان ہیں، میرا دل انہی کی طرف مائل ہے، میرا شوق ان کے لیے طویل ہو گیا؛ اے رب! مجھے جلد اپنی طرف اٹھا لے۔ یہاں تک کہ اسی کیفیت میں انہیں نیند آ جاتی۔

اے اللہ! ہمیں رسول اللہ ﷺ سے سب سے سچی محبت اور سب سے سچا شوق عطا فرما۔

جب تم اللہ عزوجل سے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھنے کی دعا کرو تو اپنے آپ پر غور کرو:

کیا تم سنت کے حامل ہو، یا سنت والے ہو، یا سنت کے ایسے معلم ہو کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کے لائق ہو؟

یہ سنتیں علم ہیں، لیکن یہ ایسا علم نہیں کہ اسے پڑھ کر ختم کر دیا جائے؛ بلکہ یہ اقتداء اور رسول اللہ ﷺ کے ہدایت پر دوام کی ابتدا ہے۔

شمائل کی کتاب کو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ساتھ نئے فیصلوں کی ابتدا سمجھو۔

ابھی سے شروع کرو، جو سنت تم نے سیکھی ہے اسے ایک ایک کر کے نافذ کرو، اور باقی سنتوں میں فتح اور حبیبِ مصطفیٰ ﷺ کی اچھی پیروی کے لیے اللہ سے دعا کرو۔

226. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ:"إِذَا ابْتُلِيتَ بِالْقَضَاءِ فعليك بالأثر". [حلية الأولياء].

226. عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا: "جب تم قضـــاء کی آزمائش میں مبتلا کیے جاؤ تو اثر کو لازم پکڑو". [حلية الأولياء].

- جب تم قضـاء کی آزمائش میں مبتلا کیے جاؤ: جب تم لوگوں کے درمیان فیصـلہ کرنـے کی آزمائش میں ڈالو جاؤ، اور ان کے نزدیک یہ آزمائش ہے۔

- اثر کو لازم پکڑو: صـحابہ رضـوان اللہ علیہم اور خلفائـے راشـدین کی اقتداء کو لازم پکڑو۔ سـنت نجات کا دروازہ ہے، اسـے مضبوطی سے تھام لو۔ قضاء خطرناک ترین امور میں سے ہے، جس میں انسان کو ہدایت، توفیق اور اللہ عزوجل کی مدد کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

227.عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: "هَذَا الْحَدِيثُ دِينٌ فَانْظُرُوا عمن تأخذون دينكم" [الكفاية في علم الرواية].

227. ابن ســیرین ســے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: "یہ حدیث دین ہے، پس دیکھو کہ تم اپنا دین کس سے لیتے ہو". [الكفاية فی علم الرواية].

یہ دونوں آثار وہ آخری چیزیں ہیں جنہیں ابو عیســیٰ محمد بن عیســیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب شمائلِ محمدیہ میں ذکر کیا ہے۔

ان دونوں کا مقصـود یہ ہے کہ رسـول اللہ ﷺ سـے روایت کرنـے والـے ہر شـخص کی روایت قبول نہیں کی جاتی۔ اس میں سند کی تحقیق کی اہمیت کی دلیل ہے۔ گویا ترمذی اپنـے حال کی زبان سے کہہ رہے ہیں:

یہ شمائل اور نبی ﷺ کی دوسری سنتیں ہیں، تم ان سے مضبوطی سے چمٹ جاؤ۔

یہ دین ہے۔ ابدی انجام ہے۔ جنت یا آگ۔

یہ دانائی نہیں کہ تم اپنـے آپ، اپنی گردن اور اپنـے انجام کو کسی جاہل کے سپرد کر دو۔ دین اور سنت ہر کســی ســے نہیں لی جاتی، لازم ہے کہ تحقیق کی جائـے۔ اور اگر تم سـلامتی کـے کنارے تک پہنچنا چاہتے ہو، تو ایسے زمانے میں، جس میں رویبضہ کی کثرت ہو گئی ہے، اثر کو لازم پکڑو۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی کی کتاب شمائلِ محمدیہ کی مختصر شرح ختم ہوئی۔

****

فضائلِ درود بر ہمارے نبی محمد ﷺ

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰتِهِ كَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَتَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تسليمًا﴾ [الأحزاب: 56]

﴿خدا اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں۔ مومنو تم بھی ان پر دُرود اور سلام بھیجا کرو﴾ [الأحزاب: 56]

- اللہ کا نبی ﷺ پر درود: فرشتوں کے پاس آپ ﷺ کی ثنا فرمانا ہے، اور فرشتوں کا درود: دعا ہے۔

- ابن عباس نے فرمایا: درود بھیجتے ہیں، یعنی برکت بھیجتے ہیں۔

- اس آیت کا مقصود یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے اپنے بندوں کو اپنے بندے اور نبی ﷺ کی اس منزلت کی خبر دی جو ان کے لیے ملأ اعلیٰ میں ہے؛ کہ اللہ مقرب فرشتوں کے پاس آپ ﷺ کی ثنا فرماتا ہے، اور فرشتے آپ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عالمِ سفلی والوں کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجیں، تاکہ آپ ﷺ پر عالمِ علوی اور عالمِ سفلی دونوں کے اہل کی ثنا جمع ہو جائے۔]تفسیر ابن کثیر [

1- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن أولى النَّاسِ بي يَومَ القيامةِ أَكْثرُهُم عليَّ صلاةً". [أخرجه الترمذي].

"قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والے ہوں گے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

2- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أتاني آتٍ من عندِ ربِّي عزَّ و جلَّ، فقال: مَن صلَّى عليك من أُمَّتِك صلاةً كتب اللهُ له بها عشرَ حَسَنَاتٍ، و محا عنه عشرَ سيئاتٍ، ورفع لَه عشرَ درجاتٍ، و ردَّ عليه مثلَها". [صححه الألباني].

"میرے رب عزوجل کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا، اس نے کہا: آپ کی امت میں سے جو شخص آپ پر ایک بار درود بھیجے، اللہ اس کے لیے اس کے بدلے دس نیکیاں لکھتا ہے، اس کی دس برائیاں مٹا دیتا ہے، اس کے دس درجے بلند کرتا ہے، اور اس پر اسی جیسا جواب لوٹاتا ہے"۔ [اسے البانی نے صحیح قرار دیا ہے]۔

3- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إنَّ اللهَ وكَّل بقَبْري مَلَكًا أعطاه أسماعَ الخلائقِ فلا يُصَلِّي عليَّ أحَدٌ إلى يومِ القيامةِ إلَّا أبلَغَني باسمِه واسمِ أبيه هذا فلانُ بنُ فلانٍ قد صلَّى عليك". [أخرجه البزار].

"بے شک اللہ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے، جسے مخلوق کی سماعت عطا کی گئی ہے؛ پس قیامت کے دن تک جو کوئی بھی مجھ پر درود بھیجے گا، وہ مجھے اس کے نام اور اس کے والد کے نام کے ساتھ پہنچائے گا کہ فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے"۔ [اسے بزار نے روایت کیا ہے]۔

4- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما قعِدَ قَومٌ مَقعدًا لا يذكرونَ اللهَ عزَّ وجلَّ ويصلُّونَ على النَّبيِّ ؛ إلَّا كان عليهِم حسرةً يومَ القيامةِ ، وإن دخلوا الجنَّةَ للثَّواب". [أخرجه أبو داود والترمذي].

"کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھے، جس میں وہ اللہ عزوجل کا ذکر نہ کریں اور نبی ﷺ پر درود نہ بھیجیں، تو قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لیے حسرت ہو گی، اگرچہ وہ ثواب کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائیں"۔ [اسے ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

5- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إذا سَمِعْتُمُ المُؤَذِّنَ، فَقُولوا مِثْلَ ما يقولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فإنَّه مَن صَلَّى عَلَيَّ صَلاةً صَلَّى اللَّهُ عليه بها عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِيَ الوَسِيلَةَ، فإنَّها مَنْزِلَةٌ فى الجَنَّةِ، لا تَنْبَغِي إلَّا لِعَبْدٍ مِن عِبادِ اللهِ، وأَرْجُو أنْ أكُونَ أنا هُوَ، فمَن سَأَلَ لي الوَسِيلَةَ حَلَّتْ له الشَّفاعَةُ".[أخرجه مسلم].

"جب تم مؤذن کو سنو تو اسی طرح کہو جیسے وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو؛ کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے، اللہ اس پر اس کے بدلے دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ مانگو، کیونکہ وہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لیے مناسب ہے، اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں۔ پس جس نے میرے لیے وسیلہ مانگا، اس کے لیے شفاعت واجب ہو گئی"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

6۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں دعا کرتے ہوئے سنا، اس نے نہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کی تھی اور نہ نبی ﷺ پر درود بھیجا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عجل هذا، ثم دعاه فقال له - أو لغيره -: إذا صلى أحدكم فليبدأ بتمجيد ربه سبحانه، والثناء عليه، ثم يصلي على النبي ﷺ ثم يدعو بعد بما شاء". [أخرجه أبو داود والترمذي].

"اس نے جلدی کی۔" پھر آپ ﷺ نے اسے بلایا اور اس سے، یا کسی اور سے، فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو پہلے اپنے رب سبحانہ کی بزرگی اور اس کی ثنا سے آغاز کرے، پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے، پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے"۔ [اسے ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

7۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما من أحد يسلم علي إلا رد الله علي روحي حتى أرد عليه السلام". [أخرجه أبو داود].

"جو کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے، اللہ میری روح مجھے لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں"۔ [اسے ابو داود نے روایت کیا ہے]۔

8۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"البخيل الذي ذكرت عنده، فلم يصل علي". [أخرجه الترمذي].

"بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

9۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا تجعلوا قبري عيداً، وصلوا علي، فإن صلاتكم تبلغني حيث كنتم". [أخرجه أبو داود].

"میری قبر کو عید نہ بناؤ، اور مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ تم جہاں بھی ہو، تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے"۔ [اسے ابو داود نے روایت کیا ہے]۔

10۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رغم أنف رجل ذكرت عنده فلم يصل علي". [أخرجه الترمذي].

"اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

11. عن أبي محمد كعب بن عجرة رضي الله عنه قال: خرج علينا النبي ﷺ فقلنا: يا رسول الله قد علمنا كيف نسلم عليك، فكيف نصلي عليك؟ قال: قولوا: اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد، كما صليت على آل إبراهيم، إنك حميد مجيد. اللهم بارك على محمد، وعلى آل محمد، كما باركت على آل إبراهيم، إنك حميد مجيد. [أخرجه البخاري].

11۔ "ابو محمد کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم جان چکے ہیں کہ آپ پر سلام کیسے بھیجیں، پس آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہو: اے اللہ! محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، بے شک تو حمد والا، بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! محمد اور آلِ محمد پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو حمد والا، بزرگی والا ہے"۔ [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

12. "عن أُبَيّ بن كعب رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إذا ذهب ربع الليل -وفي رواية: ثُلُثَا الليل- قام فقال: «أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللهَ، اذْكُرُوا اللهَ، جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ ،جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ، فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي؟ قَالَ: «مَا شِئْتَ»، قلت: الرُّبُعَ؟ قَالَ: «مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لك»، قلت النِّصْفَ؟ قَالَ: «مَا شِئْتَ، وَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ»، قلت فالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: «مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لك»، قلت: أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا؟ قَالَ: «إِذًا تُكْفَى هَمُّكَ، وَيُغْفَرُ ذَنْبُكَ»" [أخرجه الترمذي].

12۔ "اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب رات کا ایک چوتھائی حصہ گزر جاتا، اور ایک روایت میں ہے: دو تہائی رات گزر جاتی، تو کھڑے ہو کر فرماتے: اے لوگو! اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو۔ لرزا دینے والی گھڑی آ گئی، اس کے پیچھے آنے والی گھڑی بھی آ گئی۔ موت اپنی سب کیفیتوں کے ساتھ آ گئی، موت اپنی سب کیفیتوں کے ساتھ آ گئی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ پر بہت زیادہ درود بھیجتا ہوں، تو اپنی دعا میں سے آپ کے لیے کتنا حصہ مقرر کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا: چوتھائی؟ فرمایا: جتنا چاہو، اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: آدھا؟ فرمایا: جتنا چاہو، اور اگر زیادہ کرو تو بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: دو تہائی؟ فرمایا: جتنا چاہو، اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: کیا اپنی ساری دعا آپ کے لیے کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تب تمہاری فکر دور کر دی جائے گی اور تمہارا گناہ بخش دیا جائے گا"۔ [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

13۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"كل دعاء محجوب حتى يصلَّى على النبي صلى الله عليه وسلم". [صححه الألباني].

"ہر دعا روکی ہوئی رہتی ہے، یہاں تک کہ نبی ﷺ پر درود بھیجا جائے"۔ [اسے البانی نے صحیح قرار دیا ہے]۔

14۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"إن الدعاء موقوف بين السماء والأرض لا يصعد منه شيء حتى تصلي على نبيك صلى الله عليه وسلم". [حسّنه الألباني].

"دعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہری رہتی ہے، اس میں سے کوئی چیز اوپر نہیں جاتی، یہاں تک کہ تم اپنے نبی ﷺ پر درود بھیجو"۔ [اسے البانی نے حسن قرار دیا ہے]۔

ہم رسول اللہ ﷺ پر درود کیوں بھیجتے ہیں؟

- ہم نبی ﷺ پر شکر اور احسان مندی کے طور پر درود بھیجتے ہیں؛ اس لیے کہ آپ ﷺ نے ہمیں جاہلیت کی تاریکیوں سے اسلام کے نور کی طرف نکالا، اور اس لیے کہ آج ہم جس خیر میں ہیں، آپ ﷺ ہی اس کا سبب بنے۔ اس طرح ہم اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور اسی کو وکیل بناتے ہیں کہ وہ اس عظیم انسان کو بدلہ عطا فرمائے جو اس امت کو پہنچنے والی ہر خیر اور ہدایت کا سبب بنے۔
- ہم نبی ﷺ پر آپ کے حقِ احسان کی ادائیگی کے طور پر درود بھیجتے ہیں؛ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إنما أنا لكم مثلُ الوالدِ أعلِّمُكم". [أخرجه النسائي].

"میں تمہارے لیے والد کی مانند ہوں، تمہیں تعلیم دیتا ہوں"۔ [اسے نسائی نے روایت کیا ہے]۔

پس جب تم آپ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجتے ہو تو گویا تم آپ ﷺ کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے ہو اور آپ کے لیے تحائف کثرت سے بھیجتے ہو۔

- ہم **نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، کیونکہ اللہ عظیم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ ﷺ سے محبت کریں، آپ کی پیروی کریں اور آپ ﷺ پر درود بھیجیں۔ پس یہ اللہ کے حبیب اور خلیل ہیں، اس لیے ہم آپ ﷺ** سے محبت کرتے ہیں اور آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔
- ہم آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تاکہ یہ ہمارے لیے حسرت اور ندامت سے امان ہو۔
- ہم آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تاکہ ولایت کے مقامات میں سبقت حاصل کریں۔
- **ہم آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تاکہ ورثے میں ملنے والے فخر تک پہنچیں۔**

تمہارے لیے یہی فخر کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تمہارا نام ذکر کیا جائے: "فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔" اپنی اولاد کو اسی معنی پر تربیت دو۔

- ہم آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تاکہ بخیلوں میں سے نہ ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"البخيل من ذكرت عنده فلم يُصَلِّ علي". [أخرجه الترمذي وأحمد والنسائي].
"بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"۔ [اسے ترمذی، احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے]۔

- نبی ﷺ پر درود آپ ﷺ کی شفاعت پانے کا سبب ہے۔

پس ہم ایک دوسرے کو وصیت کریں کہ کوئی ایک مجلس بھی ایسی نہ ہو جس میں ہم اپنے ارد گرد والوں کو رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام کی یاد نہ دلائیں؛ یہاں تک کہ فون پر گفتگو میں، لوگوں کے درمیان سلام میں، خاندانی مجلسوں میں۔ تم ہی رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام کی یاد دلانے والے بنو۔

نبی ﷺ پر درود...

جب اسے سچائی کے ساتھ ادا کیا جائے تو وہ حاجتیں پوری کرنے والا، اہم امور کے لیے کافی، گناہوں کو مٹانے والا اور درجات کو بلند کرنے والا ہے۔

انسان محبوب ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے کے ذریعے ہر چیز سے عافیت پاتا ہے۔

تم ایسے انسان سے کیا توقع رکھتے ہو جس کی زبان رات دن اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے سے خشک نہ ہوتی ہو؟

کتنے بند دروازے کھلیں گے؟ کتنی بلائیں اٹھائی جائیں گی؟ کتنے گناہ بخشے جائیں گے؟ کتنی تمنائیں رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام کے ذریعے پوری ہوں گی؟

یہ مبالغہ نہیں۔ نبی ﷺ پر کسی بھی صیغے سے درود بھیجنے میں ایک عظیم راز ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور درودِ ابراہیمی ان قوی ترین صیغوں میں سے ہے جو غم کھولنے اور دعا قبول ہونے میں سب سے تیز اثر رکھتے ہیں، ایک ایسے راز کی وجہ سے جسے اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔

تمہارا نبی ﷺ پر درود ایک نفع بخش تجارت ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر ایک درود تمہارا رب تمہیں دس درود کی صورت میں لوٹاتا ہے۔ تصور کرو کہ بادشاہوں کا بادشاہ ملأ اعلیٰ میں تمہاری تعریف اور ثنا فرمائے! اور رسول ﷺ پر ہر درود کے بدلے تم پر دس رحمتیں نازل فرمائے، بلکہ تمہارا نام رسول اللہ ﷺ کے سامنے تمہارے درود کی وجہ سے ذکر کیا جائے۔

اے قاری بھائی! اس باہیبت منظر کا تصور کرو:

اربوں انسان ایک عظیم دن میں جمع ہیں، لوگ موجوں کی طرح ایک دوسرے میں حرکت کر رہے ہیں، ہر ایک صرف ایک شخصیت کے قریب ہونے کی کوشش کر رہا ہے، اور وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ تم خوش ہوتے ہو کہ تمہیں موقع ملا ہے کہ آپ ﷺ کے چہرۂ کریم کو دیکھو۔ اس پہلی گھڑی کا تصور کرو جس میں تم نبی ﷺ کو دیکھو گے، وہ گھڑی جس کا تم نے اپنی پوری زندگی خواب دیکھا تھا۔ لیکن اچانک تم اس صدمے سے بیدار ہوتے ہو کہ تمہارے اور آپ ﷺ کے درمیان حقیقتاً اربوں انسان ہیں۔ آپ ﷺ صرف تمہارا خواب نہیں تھے، بلکہ قیامت تک تمام مسلمانوں کا خواب تھے۔ تم حیران کھڑے ہو، پھر اچانک اپنے کسی قریبی کو دیکھتے ہو کہ وہ تم سے بہت آگے ہے، تمہارا ایک دوست رسول اللہ ﷺ کے بہت قریب ہے، اور یہ کون ہے جو نبی ﷺ کے پہلو میں کھڑا ہے؟ یہ تو تمہارا فلاں پڑوسی ہے۔ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟ وہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ تک پہلے کیسے پہنچ گئے؟ میں ان کے ساتھ اگلی صفوں میں کیوں نہیں کھڑا؟

یہاں صدمہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ ایک نہایت آسان عبادت کی وجہ سے تم سے آگے نکل گئے جو تمہارے خیال سے غائب رہی۔ یہ عبادت چند سیکنڈ میں، کسی بھی جگہ ادا ہو جاتی ہے۔ فرق صرف یہ تھا کہ وہ اس کے لیے بیدار تھے اور تم اس سے غافل رہے۔ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے سب سے قریب وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں آپ ﷺ پر سب سے زیادہ درود بھیجتے تھے۔ اس وقت اپنی حسرت کا تصور کرو! تم اپنے آپ سے پوچھو گے: میری زبان اتنے سال خاموش کیوں رہی؟

لیکن ہم تمہیں خوش خبری دیتے ہیں کہ موقع ابھی بھی تمہارے سامنے موجود ہے۔ نبی ﷺ کے قرب میں تمہاری ترتیب ابھی متعین نہیں ہوئی۔

غور کرو:

نبی ﷺ پر ہر درود کے ساتھ تم رسول اللہ ﷺ کے قرب کی طرف کروڑوں لوگوں سے آگے بڑھتے ہو۔ یہ مبالغہ نہیں۔ نبی ﷺ پر تمہارے ہر درود کے ساتھ تم لاکھوں انسانوں سے آگے نکلتے اور صفوں کو عبور کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھتے ہو۔ ایک اور چیز ہے جو شاید دل سے اوجھل رہتی ہے: جب تم نبی ﷺ پر ایک درود بھیجتے ہو تو اللہ اس کے بدلے تم پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پس قیامت کے دن جب تمہاری کتاب کھولی جائے گی اور تمہارے اعمال کا حساب ہو گا تو تصور کرو کہ تم اپنے اعمال کے درمیان اللہ کی طرف سے کتنی لاکھوں رحمتیں پاؤ گے؟

نبی ﷺ پر درود کے امتیازات بیان کرنے کے لیے ہمیں کئی جلدیں درکار ہوں گی۔ پس اپنی زبان سے فائدہ اٹھاؤ، اس سے پہلے کہ تمہاری مدت ختم ہو جائے، سب سے شریف عبودیت میں: اللہ کا ذکر، نبی ﷺ پر درود۔ " اقتباس"

اے اللہ! ہمارے نبی محمد پر رحمت اور سلام نازل فرما۔

ہم اللہ سے اس کے نام الحی کے واسطے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کو اپنی معرفت، اپنی محبت، اپنے نبی کی محبت اور سنت کی محبت سے زندہ کر دے۔

اے اللہ! ہمارے نبی محمد، ان کی آل اور تمام صحابہ پر رحمت، سلام اور برکت نازل فرما۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: "كُنَّا إذا احمرَّ البأسُ، ولَقيَ القومُ القومَ، اتَّقَيْنا برسولِ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ ".[أخرجه النسائي].

"جب لڑائی سخت ہو جاتی اور لوگ ایک دوسرے سے آمنے سامنے ہوتے، تو ہم رسول اللہ ﷺ کو اپنے لیے ڈھال بناتے تھے". [اسے نسائی نے روایت کیا ہے]۔

اور تم بھی، جب تم پر سختی اور غم شدید ہو جائے تو نبی ﷺ پر درود کو لازم پکڑو، تب تمہارا گناہ بخش دیا جائے گا اور تمہاری فکر دور کر دی جائے گی۔

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ [الشرح: 4]،

﴿اور تمہارا ذکر بلند کیا﴾ [الشرح: 4]،

بلند ذکر والے محمد ﷺ ہیں۔ تصور کرو کہ تم اس آیت کے عمل میں آنے کا ذریعہ بنو، اللہ عزوجل تمہیں رسول اللہ ﷺ کا ذکر بلند کرنے کے لیے استعمال کرے۔ یہ کیسا عظیم شرف ہے جس سے اللہ عزوجل نے تمہیں صرف رسول اللہ ﷺ پر درود کی وجہ سے گھیر لیا!

اگر تمہاری زبان سے آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا اتنا عظیم اجر اور درجات کی بلندی ہے، تو آپ ﷺ کی سنتوں میں سے ایک سنت سیکھنے کا کیا مقام ہو گا؟ اور ان سنتوں کو پھیلانے اور مسلمانوں کو سکھانے کا کیا مقام ہو گا؟

اے اللہ! ہماری زبانوں اور دلوں کو اپنے نبی اور اپنے حبیب محمد ﷺ پر درود و سلام کے لیے کھول دے۔

صِیغِ درود بر ہمارے نبی محمد ﷺ

شیخ البانی رحمہ اللہ نے نبی ﷺ پر درود کے وہ صیغے ذکر کیے ہیں جو ثابت ہیں، اپنی کتاب "صفة صلاة النبي ﷺ" میں:

1. "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ؛ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ بَيْتِهِ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ؛ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ". [أخرجه أحمد].

1- "اے اللہ! محمد، ان کے اہلِ بیت، ان کی ازواج اور ان کی ذریت پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی؛ بے شک تو حمد والا، بزرگی والا ہے۔ اور محمد، ان کے اہلِ بیت، ان کی ازواج اور ان کی ذریت پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی؛ بے شک تو حمد والا، بزرگی والا ہے"۔ [اسے احمد نے روایت کیا ہے]۔

شیخ البانی نے فرمایا: آپ ﷺ خود اسی کے ذریعے دعا کیا کرتے تھے۔

2. "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ؛ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ؛ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ". [أخرجه البخاري ومسلم].

2- "اے اللہ! محمد اور آلِ محمد پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی؛ بے شک تو حمد والا، بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! محمد اور آلِ محمد پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی؛ بے شک تو حمد والا، بزرگی والا ہے"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

3. "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ؛ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ؛ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ". [أخرجه أحمد والنسائي].

3- "اے اللہ! محمد اور آلِ محمد پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی؛ بے شک تو حمد والا، بزرگی والا ہے۔ اور محمد اور آلِ محمد پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی؛ بے شک تو حمد والا، بزرگی والا ہے"۔ [اسے احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے]۔

4. "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ". [أخرجه مسلم].

4- "اے اللہ! محمد نبی امی اور آلِ محمد پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، اور محمد نبی امی اور آلِ محمد پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے تمام جہانوں میں آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی؛ بے شک تو حمد والا، بزرگی والا ہے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

5. "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ". [أخرجه البخاري والنسائي وأحمد].

5۔ "اے اللہ! محمد، اپنے بندے اور اپنے رســـول پر رحمت نازل فرما، جیســـے تو نے آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، اور محمد، اپنے بندے اور اپنے رسـول پر، اور آلِ محمد پر برکت نازل فرما، جیســے تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی"۔ [اسے بخاری، نسائی اور احمد نے روایت کیا ہے]۔

6. "اللَّهُمَّ صَـلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَـلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ؛ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ".[أخرجه البخاري ومسلم].

6۔ "اے اللہ! محمد، ان کی ازواج اور ان کی ذریت پر رحمت نازل فرما، جیســـے تو نے آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، اور محمد، ان کی ازواج اور ان کی ذریت پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی؛ بے شک تو حمد والا، بزرگی والا ہے"۔ [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے]۔

7. "اللَّهُمَّ صَـــلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَـــلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ؛ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ". [أخرجه النسائي]۔

7۔ "اے اللہ! محمد اور آلِ محمد پر رحمت نازل فرما، اور محمد اور آلِ محمد پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر رحمت اور برکت نازل فرمائی؛ بے شک تو حمد والا، بزرگی والا ہے"۔ [اسے نسائی نے روایت کیا ہے]۔

رہا نبی ﷺ پر درود کا معنی

اللہ کا اپنے نبی پر درود: آپ ﷺ کی ثنا اور تعظیم ہے۔

اور فرشتوں اور دوسروں کا آپ ﷺ پر درود: اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کے لیے اس ثنا و تعظیم کا طلب کرنا ہے، اور مراد اصل درود کا طلب کرنا نہیں بلکہ اس میں زیادتی کا طلب کرنا ہے۔

اور کہا گیا ہے: اللہ کا اپنی مخلوق پر درود خاص بھی ہوتا ہے اور عام بھی؛ پس اس کا اپنے انبیاء پر درود ثنا اور تعظیم ہے۔

اور اس کا دوسروں پر درود رحمت ہے؛ وہی رحمت جس نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔

خاتمہ

یہ دن کتنے خوب صورت تھے جو ہم نے اس کتاب کے ساتھ گزارے۔

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں اس کی ہدایت دی، اور اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے۔ اے ہمارے رب! ہمیں توفیق دے کہ ہم تیری اس نعمت کا شکر ادا کریں جو تو نے ہم پر اور ہمارے والدین پر فرمائی، اور ایسا نیک عمل کریں جسے تو پسند فرمائے۔ اور ہماری ذریت میں ہمارے لیے اصلاح فرما، اور اپنی رحمت سے ہمیں اپنے صالح بندوں میں داخل فرما۔

اور ہم شمائلِ محمدیہ کے مطالعے کے بعد گویا محمد ﷺ کی خوشبو محسوس کرتے ہیں، ہر گزرتے ہوئے موقع پر آپ ﷺ کو یاد کرتے ہیں، اور اپنے دلوں کو آپ ﷺ کے حوض پر حاضری، آپ ﷺ کی رفاقت اور آپ ﷺ کے صحابہ کے ساتھ فردوس کے باغات میں رہنے کی امید دلاتے ہیں؛ وہ باغات جن کی چھت عرشِ رحمن ہے۔ ہم ایسے ہو گئے گویا ہم آپ ﷺ کے اہل اور صحابہ کے ساتھ ہیں، پھر جذبات مشتاق ہو گئے اور آنکھیں آپ ﷺ کو دیکھنے کے لیے ترس گئیں۔

فردوس میں، اے میرے رب

وہیں، وہیں مجھے راحت ملے گی

میری آرزو ہے، اے رب، تو ہمیں توفیق دے

ایسی جنت کی جو سراسر خوشیوں سے بھری ہو

اپنے نفس سے مجاہدہ کرو کہ شمائلِ محمدیہ میں پڑھی ہوئی شمائلِ محمدیہ میں پڑھی ہوئی ہر سنت کو اختیار کرنے کی کوشش کرو، شاید اس کے بعد حبیب ﷺ کی باقی سنتوں میں بھی فتح نصیب ہو۔ اس کتاب کو ان عظیم ترین کتابوں میں شمار کرو جو تم نے پڑھی ہیں۔

﴿إِن يَعْلَمَ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا﴾ [الأنفال: 70]۔

﴿ دو کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو جو (مال) تم سے چھن گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عنایت فرمائے گا﴾ [الأنفال: 70]۔

شمائلِ محمدیہ کو اس نیت سے پھیلاؤ کہ نبی ﷺ کا ذکر اپنے نفس میں، اپنے گھر میں، اور زمین کے مشرق و مغرب میں بلند ہو۔ یہ شمائل اس کے لیے عظیم رزق ہیں جو انہیں سیکھے، پس اس رزق کو محسوس کرو۔ نبی ﷺ کا وصف یاد کرو، آپ کے کھانے، آپ کی نشستیں، آپ کے اخلاق اور لوگوں سے معاملہ کرنے کے طریقے یاد کرو۔ آپ کی اقتداء کرو، آپ کی سنتوں میں سے جس قدر کر سکو پیروی کرو، اور اللہ سے ان شمائل کی برکت سے فردوسِ اعلیٰ میں اپنے جوار اور اپنے نبی محمد ﷺ کے جوار سے نوازے مانگو، بغیر حساب اور سابقہ عذاب کے۔

اے رب! ہمارے امام نبی پر رحمت نازل فرما
اور ہماری رحمت و سلام ان کے سامنے پیش فرما

**اور اے کریم! ہم پر آپ ﷺ کے حوض کے ایک جام کا احسان فرما
جس سے تو ہماری بیماریوں کو شفا دے**

اے اللہ! حبیب محمد پر ایسی رحمت نازل فرما جو تجھے راضی کر دے، اور جس کے سبب تو ہم سے راضی ہو جائے، اے رب العالمین۔

اے اللہ! حبیب محمد پر ایسی رحمت نازل فرما جس کے سبب تو ہمیں فردوسِ اعلیٰ میں آپ ﷺ کے جوار میں ٹھہرا دے۔

پس شمائلِ محمدیہ کے مطالعے کے بعد تمہارے دلوں کا کیا حال ہے؟ تمہارے فیصلے کیا ہیں؟ اور تم نے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سبب بننے کے لیے کیا تیاری کی ہے؟

اے اللہ! محمد اور آلِ محمد پر رحمت نازل فرما، اور محمد اور آلِ محمد پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر رحمت اور برکت نازل فرمائی؛ بے شک تو حمد والا، بزرگی والا ہے۔

اور آخر میں...

جس نے اس کتاب سے کوئی فائدہ اٹھایا ہو، اس سے امید ہے کہ وہ ہمیں اور ہمارے والدین کو غائبانہ طور پر ایک صالح دعا سے محروم نہ کرے؛ رضا، قبولیت، اور فردوسِ اعلیٰ کے لیے، بغیر حساب اور بغیر عذاب کے۔ اور یہ بھی دعا کرے کہ اللہ اسے ہمارے لیے اس دن کا ذخیرہ بنا دے جب ہم اس سے ملاقات کریں گے۔

اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے، اسی پر پہنچا دینا ہے، اور نہ کوئی قوت ہے نہ طاقت مگر اللہ کے ذریعے۔

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ [البقرة: 127]

﴿ اے پروردگار، ہم سے یہ خدمت قبول فرما۔ بےشک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے﴾ [البقرة: 127]

اے اللہ! آمین۔

اے اللہ! سید المرسلین، خاتم النبیین، ہمارے سردار محمد پر رحمت نازل فرما،

اور آپ کی آل اور تمام صحابہ پر بھی۔

ایسی دائمی رحمت جو ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے،

اس تعداد کے برابر جتنی بار تیرا ذکر کرنے والے تجھے یاد کریں،

اور اس تعداد کے برابر جتنی بار تیرے ذکر سے غافل لوگ غافل رہیں۔

اور ہماری آخری دعا یہ ہے کہ تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جو رب العالمین ہے۔

اس کی کتابت سے فراغت ہوئی: 22 رمضان 1446ھ

بروز ہفتہ، 22-3-2025ء

مراجع ومصادر

1۔ الشمائل المحمدية، مؤلف: محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک الترمذی، ابو عیسیٰ (متوفی 279ھ)، ناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت۔

2۔ صحیح البخاری، مؤلف: ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی، تحقیق: ڈاکٹر مصطفیٰ دیب البغا، ناشر: دار ابن کثیر، دار الیمامہ، دمشق، پانچواں ایڈیشن، 1414ھ / 1993ء۔

3۔ سنن الترمذی، مؤلف: محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک الترمذی، ابو عیسیٰ (متوفی 279ھ)، تحقیق و تعلیق: احمد محمد شاکر، محمد فؤاد عبد الباقی، ابراہیم عطوہ عوض، ناشر: مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، دوسرا ایڈیشن، 1395ھ / 1975ء۔

4۔ صحیح الترغیب والترہیب، مؤلف: محمد ناصر الدین الألبانی، ناشر: مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، ریاض، پہلا ایڈیشن، 1421ھ / 2000ء۔

5۔ صحیح الجامع الصغیر وزیاداتہ، مؤلف: محمد ناصر الدین الألبانی، ناشر: المكتب الإسلامي۔

6۔ صحیح مسلم، مؤلف: مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، ناشر: مطبعۃ عیسیٰ البابی الحلبی، قاہرہ۔

7۔ مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤلف: احمد بن محمد بن حنبل، تحقیق: احمد محمد شاکر، ناشر: دار الحدیث، قاہرہ، پہلا ایڈیشن، 1416ھ / 1995ء۔

8۔ صحیح ابن حبان، مؤلف: محمد بن حبان البستی، تحقیق: محمد علی سونمز، خالص آی دمیر، ناشر: دار ابن حزم، بیروت، پہلا ایڈیشن، 1433ھ / 2012ء۔

9۔ صحیح سنن النسائی، تصحیح: محمد ناصر الدین الألبانی، ناشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج، ریاض، پہلا ایڈیشن، 1409ھ / 1988ء۔

10۔ المستدرک علی الصحیحین، مؤلف: الحاکم النیسابوری، تحقیق: مصطفیٰ عبد القادر عطا، ناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت، پہلا ایڈیشن، 1411ھ / 1990ء۔

11۔ سنن ابی داود، مؤلف: ابو داود السجستانی، تحقیق: محمد محیی الدین عبد الحمید، ناشر: المکتبة العصریة، صیدا، بیروت۔

12۔ المصنف، مؤلف: عبد الرزاق الصنعانی، تحقیق: حبیب الرحمن الأعظمی، ناشر: المجلس العلمي، ہند، دوسرا ایڈیشن، 1403ھ / 1983ء۔

13۔ سنن ابن ماجہ، مؤلف: محمد بن یزید القزوینی، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، ناشر: دار إحياء الكتب العربية۔

14۔ مسند البزار (البحر الزخار)، مؤلف: احمد بن عمرو البزار، ناشر: مکتبة العلوم والحکم، مدینہ منورہ۔

15۔ الطبقات الکبریٰ، مؤلف: محمد بن سعد، تحقیق: محمد عبد القادر عطا، ناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت، پہلا ایڈیشن، 1410ھ / 1990ء۔

16. المعسول فی شمائل الرسول ﷺ، حسن بن عبد الحمید بخاری، ناشر: مرکز إحسان لدراسات السنة النبویة، پہلا ایڈیشن، 2021ء۔

17. صحیح الشمائل المحمدیة، ڈاکٹر أنیس بن احمد جمال، پہلا ایڈیشن، 1429ھ / 2008ء، مدینہ منورہ۔

18. صفة صلاة النبي ﷺ من التکبیر إلی التسلیم کأنك تراها، مؤلف: محمد ناصر الدین الألبانی، ناشر: مکتبۃ المعارف، ریاض۔

19. شرح مختصر الشمائل المحمدیة، مؤلف: ہانی فقیہ، پہلا ایڈیشن، 1441ھ / 2020ء۔

20. دورة السراج المنیر، مرکز آیات، شیخ محمد خیری۔

21. دورة الشمائل المحمدیة بالإجازة، شیخ حسن الحسینی۔

22. شیخ ڈاکٹر حازم شومان کے بعض دروس و محاضرات (یوٹیوب)۔

23. موسوعة الآجری علی الشبکة العنکبوتیة، ابو عبد المہیمن سمیر البلیڈی۔

24. موقع الدرر السنیة علی الشبکة العنکبوتیة۔

فہرستِ مضامین

اہداء 4

اہداء 5

شمائلِ محمدیہ کا تعارف 9

طالبِ علم کو خوش آمدید 14

شمائلِ محمدیہ کے مطالعے کی نیتیں 15

.1 رسول اللہ ﷺ کے ظاہری اوصاف کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات... 15

.2 بعض وہ اوصاف جو خاتمِ نبوت کے بارے میں وارد ہوئے ہیں.... 20

.3 بعض وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کے بالوں کے بارے میں وارد ہوئے ہیں... 22

.4 بعض وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کے بال سنوارنے کے بارے میں وارد ہوئے ہیں... 23

.5 بعض وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کے سفید بالوں کے بارے میں وارد ہوئے ہیں... 24

.6 بعض وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کے خضاب کے بارے میں وارد ہوئے ہیں... 26

.7 بعض وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کے سرمہ کے بارے میں وارد ہوئے ہیں... 27

.8 بعض وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کے لباس کے بارے میں وارد ہوئے ہیں... 28

.9 بعض وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کی معیشت کے بارے میں وارد ہوئے ہیں... 31

.10 وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کے خُف کے بارے میں وارد ہوئے ہیں... 32

.11 رسول اللہ ﷺ کے جوتوں کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات... 33

.12 رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کے ذکر کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات... 36

13. نبی ﷺ کے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات 38

14. بعض وہ اوصاف جو رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے بارے میں وارد ہوئے ہیں. 39

.15 رسول اللہ ﷺ کی زرہ کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات... 39

.16 رسول اللہ ﷺ کے مِغفر کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات... 41

.17 رسول اللہ ﷺ کے عمامہ کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات... 41

.18 رسول اللہ ﷺ کے ازار کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات... 42

.19 رسول اللہ ﷺ کی چال کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات... 43

20. رسول اللہ ﷺ کی نشست کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات... 45

21. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے تکیہ لگانے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں... 47

22. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے سہارے سے چلنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں... 48

23. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے کھانے کی کیفیت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں... 49

24. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کی روٹی کے بارے میں وارد ہوئی ہیں... 51

25. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے اِدام کے بارے میں وارد ہوئی ہیں... 53

26. بعض وہ روایات جو کھانے کے وقت رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں وارد ہوئی ہیں... 60

27. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد کے قول کے بارے میں وارد ہوئی ہیں... 61

28. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے پیالے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں... 62

29. وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے پھلوں کے بارے میں وارد ہوئی ہیں... 63

30. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے مشروب کی صفت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں... 64

31. رسول اللہ ﷺ کے پینے کے انداز کے بارے میں بعض روایات... 65

32. رسول اللہ ﷺ کے خوشبو لگانے کے بارے میں بعض روایات... 68

33. رسول اللہ ﷺ کے کلام کے بارے میں بعض روایات... 69

34. رسول اللہ ﷺ کے ہنسنے کے بارے میں بعض روایات... 70

35. رسول اللہ ﷺ کے مزاح کے انداز کے بارے میں بعض روایات... 71

36. رسول اللہ ﷺ کے شعر کے بارے میں کلام کی کیفیت کے متعلق بعض روایات... 73

37. حدیثِ ام زرع... 75

38. رسول اللہ ﷺ کے سونے کے انداز کے بارے میں بعض روایات... 77

39. رسول اللہ ﷺ کی عبادت کے بارے میں بعض روایات... 79

40. نمازِ ضحیٰ کے بارے میں بعض روایات... 87

41. گھر میں نفل نماز پڑھنے کے بارے میں روایت... 89

42. رسول اللہ ﷺ کے روزے کے بارے میں بعض روایات... 89

43. بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں... 93

.44 بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے رونے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں...... 94
.45 بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے بستر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں. 98
.46 بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کی تواضع کے بارے میں وارد ہوئی ہیں. 98
.47 بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں وارد ہوئی ہیں...... 101
.48 بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے حیا کے بارے میں وارد ہوئی ہیں. 106
.49 بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کی حجامہ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں. 106
.50 بعض وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ کے اسماء کے بارے میں وارد ہوئی ہیں...... 107
.51 بعض وہ باتیں جو رسول اللہ ﷺ کی زندگی بسر کرنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں...... 108
.52 بعض وہ باتیں جو رسول اللہ ﷺ کی عمر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں...... 112
.53 بعض وہ باتیں جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بارے میں وارد ہوئی ہیں...... 113
.54 بعض وہ باتیں جو رسول اللہ ﷺ کے میراث کے بارے میں وارد ہوئی ہیں...... 121
.55 بعض وہ باتیں جو رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں...... 121
فضائلِ درود بر ہمارے نبی محمد ﷺ...... 124
ہم رسول اللہ ﷺ پر درود کیوں بھیجتے ہیں؟ 128
صِیغِ درود بر ہمارے نبی محمد ﷺ...... 131
رہا نبی ﷺ پر درود کا معنی...... 133
خاتمہ 134
مراجع ومصادر 137

جب حنین کے دن مسلمانوں اور کفار کا آمنا سامنا ہوا، جنگ شدت اختیار کر گئی اور معرکہ خوب گرم ہو گیا، تو مسلمان پیٹھ پھیر کر واپس ہونے لگے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنی خچرنی پر سوار تیزی سے مشرکین کی طرف بڑھ رہے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے عباس! پکارو: اے اصحابِ سمرہ"!

یہ وہ درخت تھا جس کے نیچے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بیعتِ رضوان کی تھی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے پکارا:

"اے اصحابِ سمرہ"!

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اصحابِ بیعتِ رضوان نے یہ آواز سنی تو ان کا پلٹ کر آنے کا حال ایسا تھا جیسے گائیں اپنے بچوں کی طرف لپکتی ہیں۔ وہ پکار رہے تھے:

"لبیک! لبیک"!

رسول اللہ ﷺ کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے وہ نہایت تیزی سے آپ ﷺ کی طرف دوڑ پڑے، جس طرح گایوں کا ریوڑ اپنے بچوں سے جدا ہونے کے بعد ان کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے۔

اور آپ...

اگر آپ اصحابِ سمرہ میں سے ہوتے اور رسول اللہ ﷺ آپ کو پکارتے تو آپ کیا کرتے؟ کیا آپ بھی عرض کرتے:

"لبیک! لبیک! یا رسول اللہ ﷺ"

اور اگر رسول اللہ ﷺ آج ہمارے درمیان ہوتے اور ہم سے لبیک کہنے کا انتظار کر رہے ہوتے تو؟

اس کتاب کو رسول اللہ ﷺ کی پکار پر اپنی لبیک کا پہلا قدم بنا لیجیے، اور کم از کم اپنے دل میں یہ ضرور کہیے:

"لبیک! لبیک! یا حبیبَ اللہ"!

--- یہ کتاب ایک ہدیہ ہے ---

اپنی امت کے روشن چراغ، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں، اُن کے ان محبت کرنے والوں کی جانب سے جو دنیا کے مختلف خطوں میں بستے ہیں۔

"جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے، اُس دن مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی۔"

اور آج ہمارے دل بھی شمائلِ محمدیہ کے اس مبارک سفر کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے منور اور تازہ دم ہو گئے ہیں، اور ہمارا شعار یہ ہے:

"لبیک! لبیک! یا رسول اللہ ﷺ"

اے اللہ! ہمیں آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر قدم بہ قدم چلنے کی توفیق عطا فرما، اور فردوسِ اعلیٰ میں آپ ﷺ کی رفاقت نصیب فرما۔ آمین۔